قال اللہ تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک

نشر الطیب عکسی

فی

ذکر النبی الحبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ المجیب القریب

مؤلفہ

ماہر اسرارِ شریعت واقف رموز طریقت حضرت حکیم الامۃ

مولانا الحاج الحافظ محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

کتب خانہ اشاعۃ العلوم محلہ مفتی سہارنپور

قیمت: بیس روپے ۲۰

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

حق تعالیٰ شانہ کا بیحد کرم واحسان ہے کہ جس نے اس ناچیز کو (دیگر کتب ورسائل کی طرح) اس مبارک کتاب کو بھی (بعد تصحیح اغلاط) حضرت اقدس شیخ الحدیث الحاج مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کے تعمیل ارشاد میں نشر واشاعت کی توفیق بخشی اور ہند وپاک میں یہ کتاب اب پہلی مرتبہ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں باحسن وجوہ امکانی اہتمام سے فوٹو آفسٹ کے ذریعہ طبع ہوئی ہے

(۱) اس سے قبل کی مطبوعہ کتابوں کے اخیر میں ایک طویل مطبوعہ اغلاط نامہ مع حوالہ صفحہ وسطر شامل کیا ہوا تھا" احقر نے برائے سہولت ناظرین اُن اغلاط کی تصحیح زیر نظر کتاب کی اصل عبارۃ میں برمحل ہی کر دی ہے۔

(۲) نیز کتاب کے ہر صفحہ کو بیل سے مزین کر دیا، وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

محتاج دعاء" احقر محمد الیاس غفرلہٗ

ناشر کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور

ملنے کے پتے

کتبخانہ یحیوی مظاہر علوم سہارنپور ۔ مکتبہ امدادیہ باب العمرہ مکہ مکرمہ

فہرست مضامین نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مولفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مد ظلہ

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین - الذی من علی المؤمنین - اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین - **اما بعد** یہ گرسنہ رحمت غفار و تشنہ شفاعت سید الابرار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار - واصحابہ الکبار - عاشقان نبی مختار و محبان حبیب پروردگار کی خدمت میں عرض رسا ہے کہ ایک مدت سے بہت سے[عہ] احباب کی فرمایش تھی کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوۃ وبعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کئے جاویں کہ اگر کوئی متبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت بغرض ازدیاد محبت آپ کے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اُس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے پھر ان دنوں اتفاق سے بہم چند دیندار دوستوں کے خطوط[عہ] اسی استدعا میں آئے جنمیں مجموعا اس غرض کی اس طرح تقریر کی گئی کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنیکے اس احقر نے بعض رسائل میں لکھے ہیں کوئی شخص اُسی طرح اُن حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ میں نمازی جمع ہو گئے اُنکو سُنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھلالیا اور اُن کو سُنا دیا اسی طرح اور شرائط کی رعایت واہتمام رکھے

عہ بالخصوص اُٹاوہ سے جناب حافظ روح اللہ خانصاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبدالحکیم خانصاحب کا اور الہ آباد سے مولوی مسیح الدین صاحب کا ۱۲ منہ عہ یا وعظ کیساتھ یہ مضامین بیان کردے ۱۲ منہ

تو ایسے موقع کے لئے ایسا رسالہ لکھدیا جاوے حاصل تقریر ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد بامید
اسکے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاویگا ازدیاد محبت برعایت طریق سنت کا لکھنا مصلحت معلوم
ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہوگیا کہ منجملہ خطوط مذکورہ کے
ایک میں یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اسمیں مناسب مواعظ ونصائح
بھی بڑھادئے جاویں سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونوں مصلحتوں
کے ساتھ ہی اسوجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آجکل فتن ظاہری جیسے طاعون اور
زلزلہ وگرانی وتشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات
والحاد وکثرت فسق وفجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہیں ایسے
آفات کے اوقات میں علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت
وتالیف روایات اور نظم مدائح ومعجزات اور تکثیر سلام وصلوۃ سے توسل کرتے رہے
ہیں چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین عـــہ کی تالیف اور قصیدہ عـــہ کی تصنیف
کی وجہ مشہور ومعروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد ہوئی کہ اس رسالہ میں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وروایات بھی ہونگے جابجا اسمیں درود شریف بھی لکھا ہوگا
پڑھنے سننے والے بھی اُسکی کثرت کرینگے کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ ان تشویشات سے
نجات عـــہ دیں چنانچہ اسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف سے

عـــہ جیسا کہ اس رسالہ کے شروع کرنے سے پہلے پیہم زلزلے آچکے تھے ۱۲ منہ عـــہ حصن حصین کے تو خود خطبہ میں لکھا ہے
اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہوگیا تھا جب کوئی تدبیر موثر نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد
برکت تالیف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً
شفا ہوگئی ۱۲ منہ عـــہ چنانچہ ابتداء رسالہ سے اسوقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے بفضلہ تعالیٰ یہ قصبہ ہر بلا
سے محفوظ ہے کیونکہ ابتک یہ رسالہ شائع نہیں ہوا بالخصوص امسال تمام بلاد وامصار وقری میں طاعون کا اشتداد
اور امتداد رہا اکثر جگہہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اسوقت تک کہ ساتواں مہینہ ہے امن نہیں ہوا
مگر بفضلہ تعالیٰ یہاں خود کچھ بھی اثر نہیں ہوا میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہاں طاعون نہو گا مگر اب بعد مشاہدہ
کے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ خیال میرا کہ اسکی یہ برکت ہوگی صحیح ہوا سو میں یہ بھی اُمید کرتا ہوں کہ اگر یہ رسالہ
شائع ہوا تو جہاں جہاں اسکا بطریق سنت مشغلہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا امن وسکون میسر ہوگا آگے
ہر شخص کا اعتقاد ہے انا عند ظن عبدی بی حدیث قدسی میں ارشاد ہے ۱۲ منہ

ترجیح دیتا ہے اور اسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کیلئے زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہے[۱] والحمد للہ علیٰ ذلک اور نیز رسالہ ہذا میں جو ذکر حالات ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت میں معیت اور شفاعت کی اُمیدیں اعظم مقاصد سے ہیں غرض ایسے رسالہ سے منافع و مصالح ہر قسم کے متوقع ہوئے اِن وجوہ سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دو شنبہ کا دن پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا اللہ تعالیٰ اتمام کو پہونچا کر مقبول و نافع اور وسیلہ نجات عن الفتن ما ظہر منہا و ما بطن کا دونوں عالم میں فرما دیں آمین بحرمۃ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم ابد الابدین و دہر الداہرین۔ اور رسالہ ہذا کو حسب ضرورت مضامین ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہوں مقدمہ میں رسالہ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے۔ فصول میں مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہیں۔ خاتمہ میں بعض دیگر مضامین ضروریہ متعددہ مذکور ہونگے۔ و باللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ و نعم الرفیق۔

مقدمہ مشتمل تین مضمون پر۔ **مضمون اوّل** اس رسالہ کے لکھنے کے وقت یہ کتابیں میرے پیش نظر تھیں۔ مشکوۃ۔ صحاح ستہ مع شمائل ترمذی۔ مواہب لدنیہ۔ زاد المعاد ابن القیم۔ سیرۃ ابن ہشام۔ الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ تصنیف مولوی صدیق حسن خاں قنوجی مرحوم جسکو اُنہوں نے شیخ امام سید شبلنجی معروف بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے۔ تاریخ حبیب الہ۔ قصیدہ[۲] بردہ۔ الروض النظیف (یہ منظوم ہے) وغیر ذلک۔

مضمون دوم۔ اُن خطوط فرمایشی میں سے ایک خط میں[۳] اس استدعاء کا تو اوپر ذکر

---

[۱] ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے فضائل میں ہے اُسمیں اس علم مخفی کی تقریر کیگئی ہے ۱۲ منہ

[۳] رسالہ لکھنؤ کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اسکی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب مضامین کی اور طور پر ذہن میں آئی لہذا یہ فرمایش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ میں رکھنے کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن میں ظاہریت غالب ہے تو صاحب کے انتساب سے اُنکے غلو کی بھی اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ

[۲] رسالہ میں جہاں من القصیدہ آئیگا مراد اُس سے یہی قصیدہ ہوگا اور جہاں من الروض کہونگا اُس سے الروض النظیف مراد ہوگا ۱۲ منہ

ہوچکا ہے کہ اُس میں مواعظ اور نصائح بھی جا بجا لکھے جاویں اور ایک خط میں یہ استدعا تھی کہ کہیں کہیں مناسب لطائف و نکات بھی لکھدئے جاویں اور سیر و احوال کی استدعا تو سب میں مشترک اور اصل مضمون تھا اسلئے احقر نے اوّل اِس رسالہ کو بلحاظ اِنہیں تینوں مضامین کے تین باب پر منقسم کرنیکی تجویز کی تھی کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ میں ہو اور اِس باب کا نام باب الاخبار ہو دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ میں ہو اور اُس کا نام باب الانوار ہو۔ تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ میں ہو اور اُسکا نام باب الاسرار ہو تا کہ اگر کبھی وقت کم ہو اور مجمع میں اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوے جنکو صرف حالات کا سننا بھی نافع ہو سکتا ہے ایسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کر لیا جاوے۔ اور اگر کہیں مواعظ و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو باب الانوار بھی بڑھ دیا جاوے۔ اور اگر کہیں اہل علم و اہل فہم جمع ہو گئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کر لیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات و اخبار کا حصہ خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب اخیر لکھنے سے بہت حجم بڑھ جاتا اور عام انتفاع میں تکلف ہوتا اسلئے یہ تجویز موقوف کر کے اخبار کو متن میں اور کسی کسی موقع پر نصائح و لطائف کو حواشی میں رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہیں موقع ہوا اُسکو حاشیہ میں دیکھکر پڑھ لیا یا سُنا دیا۔ اور اِس رسالہ کو شروع کر کے چند فصلیں لکھی تھیں پھر بعض اتفاقات سے تخمیناً ڈیڑھ یا اڑھائی سال کا (یاد نہیں رہا) توقف ہو گیا کہ یکایک دو امر محرک تکمیل پیش آئے اوّل یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمےٰ بہ شیم الحبیب مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کاندہلہ میں نظر پڑا اُسکی وجازت و بلاغت کو دیکھکر دل چاہا کہ اسکو بتمامہا اپنے رسالہ کا جزو اعظم بنایا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اُس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے اور جو اس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم میں سمجھا جاوے پس جہاں سے وہ شروع ہو گا اُسکے ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کر دونگا ایک میں اصل رہیگا دوسری میں ترجمہ اور اُتنے حصہ کا نام بھی مستقل رکھدینا مناسب معلوم ہوا اور بمصلحت طرز رسالہ کے اُس رسالہ کو بھی ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔ ثانی مشفقی مولوی فتح محمد خانصاحب سلمہ بستوی مصنف رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا

کہ اس رسالہ کی تکمیل کیجاوے اور طبع کیلئے اُنکو دیا جاوے چنانچہ اسکا وعدہ[عہ] کرلیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۱۳۲۸ھ میں اسکا قصد کیا گیا۔ مضمون سوم اس رسالہ میں بعض بعض مقام پر شوق[عہ] میں اشعار لکھدیے ہیں اگر مستورات کے مجمع میں پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جاویں فقط وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ +

الفصول

پہلی[ع] فصل نور محمدی کے بیان میں۔ پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کیساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجکو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی آپنے فرمایا اے جابر[للعہ] اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اُسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اُسوقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔

ف اس حدیث سے نور محمدی[صہ] کا اوّل الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ

عہ مگر اُنکی اجازت سے مدرسہ دیوبند میں طبع کرایا گیا ۱۲ عہ اور اکثر ختم فصول پر قصیدہ بردہ کے اشعار ہیں اور اُنکے ساتھ ایک شعر درود کا بھی جو قصیدہ بردہ کا نہیں ہے تبرکاً بڑھا دیا گیا ہے اور بعض جگہ الروض النظیف کے اشعار ہیں اور اسی طرح اُنکے ساتھ بھی ایک شعر درود کا جو اُسکا نہیں ہے ۱۲ منہ ع روایات ہذا الفصل کلہا من المواہب ۱۲ منہ للعہ الفاظ اس روایت کے یہ ہیں یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الخ ۱۲ منہ صہ ظاہرا نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کیلئے مادہ ہونا ممکن نہیں پس ظاہراً اس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے کہ اُس مادہ کے چار حصے کئے گئے الخ اور اُس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بننا اس طرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اُسکا جزو نہو بلکہ کسی طریق سے محض اُسکا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ

جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے اُن اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے **دوسری روایت** حضرت عرباض بن ساریہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے عـ (یعنی اُنکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔ **ف** اور مشکوٰۃ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ **تیسری روایت** حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوۃ کسوقت ثابت ہو چکی تھی آپنے فرمایا کہ جسوقت میں کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان میں تھے (یعنی اُنکے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اس حدیث عـ کو حسن کہا ہے۔ **ف** اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبی کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے۔ **چوتھی روایت** شعبی رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے

عـ اور اُسوقت ظاہر ہے کہ آپکا بدن تو بنا ہی نہ تھا پھر نبوت کی صفت آپکی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی اسی روح محمدی کا نام ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہو چکا تھا سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہوا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیاء مخلوقہ کی اُنکے وجود سے متقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اسکی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن متحقق نہ تھا اسلئے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔ اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ اُسوقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپکو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیا کے بعد میں مبعوث ہوئے اسلئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج ملجاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں بھیجے جانیکے بعد ۱۲ منہ

عـ اس حدیث میں بھی مثل حدیث بالا کلام ہے ۱۲ منہ

عرض کیا یارسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے آپ نے فرمایا کہ آدم اُسوقت روح اور جسد کے درمیان میں تھے جبکہ مجھسے میثاق (نبوۃ کا) لیاگیا (کما قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنك ومن نوح الآیہ) روایت کیا اسکو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق **پانچویں روایت** احکام ابن القطان میں منجملہ اُن روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ اُنکے جدامجد یعنی حضرت علی رضؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ **ف** اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے رہگئی تخصیص اسکے ذکر میں سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اُسکو مقتضی ہو۔ **چھٹی روایت** ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقر رضؓ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہوگیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے اُنھوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی اُنکی پشتوں میں سے اُنکی اولاد کو (عالم میثاق میں) نکالا اور اُن سب سے اُنکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب سے اوّل (جواب میں بلی (یعنی کیوں نہیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔ **ف** اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہوگیا ہو تاہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اسی لئے اس روایت کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر شعبی کی روایت میں آپ سے قبل آدم میثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ میثاق الست بحکم ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم

ھ حدیث بالا میں جو مقدر ہونیکے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اُس جواب میں نص ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً موقوف ہے وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعد ہے نہ عقل منہ

ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوۃ کا بلا اشتراک غیرکے ہو جیسا اُس حدیث کے ذیل میں اِس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ ساتویں روایت جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہی اسلئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمھارے موہنہ کو سالم رکھے اُنھوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے۔ ؎

من قبلها طبت فی الظلال وفی	مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد	الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما	فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المهیمن^عه^ من	خندف علیاء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت	الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور	سبیل الرشاد نخترق^عه^

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایو نمیں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اِس آیت میں مفسرین نے کہا ہی فمستقر و مستودع۔ اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اُس قصہ کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اُس منع کئے ہوئے درخت سے کھالیا اور جنت کا لباس اوتر گیا تو درختوں کے

عـه قوله المهیمن صفة للبیت وعلیاء مفعول لاحتوی وتحتها النطق جملة حالیة من علیاء والنطق نراج واوساط من الجبال شبهت بالنطق التی تشد بها اوساط الناس ضرب مثلا فی ارتفاعه وتوسطه فی عشیرته وجعلهم تحته بمنزلة اوساط الجبال ۱۲ مواهب۔ عـه نقطع المفازة ۱۲

پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اُس وقت بھی آپ مستودع میں تھے) اس کے
بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اُس وقت نہ بشر تھے
اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور
ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفاء ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم
علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آباء میں)
محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت
اور اُس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفانِ غرق پہونچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ
نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامی رح نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے
زجودش گر نگشتی راہ مفتوح ... بجودی کے رسیدے کشتی نوح ۵ اور)
وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا
جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہو جاتا تھا (یعنی وہ مادہ
سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ اسی سلسلہ
میں) آپ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ اُنکی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے
(پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہانتک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ (آپ
کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذروہ عالیہ پر جاگزیں ہوا
جسکے تحت میں اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے) تھے (خندف
لقب ہے آپ کے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی اُنکی اولاد میں سے آپ کے
خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور
نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف
ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے
ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے
آفاق منور ہو گئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع

ع ۵ - کذا فی القاموس ۱۲

کر رہے ہیں۔

ومن القصیدة

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ
فَإِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ - اور ہر معجزہ جسکو رسولان کرام لائے سوائے اِسکے نہیں کہ وہ معجزہ اُن کو صرف بدولت حضور پرنور پہونچا ہے + وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل وکمال ہیں اور انبیا علیہم السلام اُس آفتاب کے اقمار وکواکب ہیں ۱۲ عطر الوردہ مولانا ذوالفقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالی۔

دوسری[ع] فصل سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں پہلی

روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا **ف** اِس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے **دوسری روایت** حضرت عمر بن الخطاب رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو اُنہوں نے

عہ ظاہر ہے کہ جنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور نار خلیل میں ہونا یہ سب قبل ولادت جسمانیہ ہے پس یہ سب حالات روح مبارک کے ہوئے کہ عبارت ہے نور سے اور ظاہر ان مراتب میں صرف آپ کا وجود بالقوہ مراد نہیں ہے جو مرتبہ وجود مادہ کا ہے کیونکہ یہ وجود تو تمام اولاد آدم ونوح وابراہیم علیہم السلام میں مشترک ہے پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقتضی ہے ایک گونہ اختصاص کو پس یہ قرینہ غالبہ ہے کہ یہ مرتبہ وجود کا اوروں کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اِس جزء مادی کے ساتھ علاوہ تعلق روح آباء کے خود آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو یہ تو قرینہ عقلیہ ہے اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا سبب بتایا گیا ہے آپ کے ورود فرمانے سے سو اگر اُس جزء مادی کے ساتھ آپکی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اُس جزو کے وارد فی النار ہونے کے کیا معنی کیونکہ ورود کے معنی لغوی مقتضی ہیں وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو داخل کہا جاتا ہے وارد نہیں کہا جاتا پس یہ امر خارجی آپکی روح مبارک ہے جسکا تعلق اُس جزو مادی سے ہے کہ مجموعہ جزو اور روح کا بوجہ ترکیب من الداخل والخارج کے خارج ہو گا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ تطورات آپ کے نور مبارک کے لئے ثابت ہو گئے اور یہی مدعا ہے اس فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن اشعار پر سکوت فرمایا اس لئے حدیث تقریری سے اِن کے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہو گیا ۱۲ منہ عہ بجز احادیث مشکوٰۃ کے اسمیں سب روایات مواہب سے منقول ہیں ۱۲ منہ

(جناب باری تعالیٰ میں) عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے اُن کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اُٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہو گا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے اُن کے واسطہ سے مجھسے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمکو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنے دلائل میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا کہ اسکے ساتھ عبدالرحمن متفرد ہیں اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں **ف** یہاں بھی مثل فائدہ بالا کے سمجھنا چاہئے۔

تیسری روایت ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان میں ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہا تو اُنہوں نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب میں انکو (مہر میں) کیا چیز دوں؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیس۲۰ دفعہ درود بھیجو چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ **چوتھی روایت** احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں جسکا اول کا حصہ فصل اوّل کی دوسری روایت ہے اور اُسکا اوسط[ع] حصہ یہ ہے کہ آپ نے) فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا مصداق) ہوں اور عیسیٰ

ع اور اسکا آخری حصہ یہ ہے ورؤیا امی التی رأت الحدیث چنانچہ آگے آوے گا ۱۲ منہ

علیہ السلام کی بشارت (کا محکی عنہ) ہوں ف اسمیں اشارہ ہے دو آیتوں کے مضمون کی طرف اوّل ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک الی قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الخ۔ ثانی یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یعنی اوّل آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا ہے کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت مطیع پیدا کیجیو اور اُس جماعت میں ایک ایسا پیغمبر قائم کیجیو مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ بجز آپ کے اور کوئی پیغمبر ایسے نہیں کہ دونوں حضرات کی اولاد میں ہوں۔ اور دوسری آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ میں بشارت دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آویں گے جن کا نام احمد ہوگا۔ **پانچویں روایت** مشکوٰۃ میں بخاری سے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص آیا ہے کہ توراۃ میں آپ کی یہ صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہم نے تم کو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بناکر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ امیین کی پناہ بناکر (مراد اس سے اُمّت محمدیہ ہے جیساکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک امی جماعت ہیں) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے نہ آپ بدخلق ہیں اور نہ سخت مزاج ہین نہ بازاروں میں شور مچاتے پھرتے ہیں اور بُرائی کا بدلہ برائی نہیں کرتے بلکہ معاف کردیتے ہیں اور بخشدیتے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی وفات نہ دینگے یہانتک کہ آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدل بہ ایمان نہ کردیں کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگیں اور یہانتک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا آنکھوں کو اور ناشنوا کانوں کو اور سربستہ دلوں کو کشادہ نہ کردیں (مطلب یہ ہے کہ جب تک دین حق خوب نہ پھیل جائے گا آپ کی وفات نہ ہوگی) **چھٹی روایت** مشکوٰۃ میں مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہے وہ توریت سے نقل کرتے ہیں اُس میں لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہیں بدی کا بدلہ بدی نہیں دیتے بلکہ معاف کردیتے ہیں اور درگذر فرماتے ہیں۔ مکہ اُن کی جائے ولادت ہے اور مدینہ اُن کا مقام ہجرت ہے اور مرکز سلطنت ملک شام ہے

ف چنانچہ بعد خلفاء راشدین پایہ سلطنت ملک شام رہا اور وہاں سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی۔ **ساتویں روایت** مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت عبداللہ بن سلام رضؓ مروی ہے کہ توریت میں نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے **ف** اِن اخیر تین روایتوں کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہیں اوّل اور اخیر صحابی ہیں اور اوسط تابعی ہیں اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہیں چنانچہ دو آیتوں کا مضمون تو اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح میں مذکور ہو چکا ہے اور تین آیتیں اور مذکور ہوتی ہیں پہلی آیتوں کو ملا کر **تیسری آیت** سورہ اعراف میں فرمایا اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگ جو کہ پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی جنکا ذکر اس طرح لکھا ہوا پاتے ہیں توراۃ میں اور انجیل میں کہ اُن لوگوں کو نیک کام بتلاوینگے اور بُری بات سے منع کرینگے اور ستھری چیزوں کو اُن کے واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزوں کو حرام کرینگے اور جو احکام بہت سخت اور گراں تھے اُن کو موقوف کر دیں گے۔ **چوتھی آیت** سورہ فتح میں فرمایا اللہ تعالےٰ نے محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے موصوف ہیں اور ان سب کی صفت توریت وانجیل میں اِس اِس طرح سے موجود ہے۔ **پانچویں آیت** سورہ بقرہ میں فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس اُن کے علوم حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اُسکے آنے سے پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ میں آپ کے توسّل سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے یا یہ[عہ] کہ آپ کی خبر بعثت کو اُن پر ظاہر کیا کرتے تھے سو جب اُن کے پاس جانی پہچانی چیز پہونچی (یعنی قرآن وصاحب قرآن) تو وہ اُسکے منکر ہو گئے۔ **ف** یہ استفتاح اور معرفت ان لوگوں کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی پس آپ کا مذکور فی الکتب السابقہ ہونا معلوم ہوا اِسی معرفت کو اسی سورہ بقرہ کی ایک آیت میں اس طرح فرمایا ہے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔

ومن القصیدة

عہ رد للاختلاف فی التفسیر ۱۲ منہ

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّفِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمٍ
وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ
وَوَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمٍ
مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت وسیرت میں سب انبیاء علیہم السلام سے بڑھ گئے ہیں اور وہ سب حضرات آپ سے علم وکرم میں لگا نہیں کھاتے اور تمام انبیاء علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلو کے ہیں آپ کے دریائے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ کے آپ کے علم کے باراں ہائے بسیار بار ہمیشہ برسنے والے سے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے حضور میں اپنی حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہیں اور وہ اُن کی حد آپ کی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کی حکمتوں کی کتاب سے مثل اعراب کے ۱۲ عطر الوردہ

تیسری فصل آپ کے شرف ونزاہت نسب میں۔ پہلی روایت

مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت حضرت عباس رضؓ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد ہوں عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجکو اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کئے عرب اور عجم مجکو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجکو سب سے اچھے قبیلہ میں پیدا کیا یعنی قریش میں پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجکو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں الخ **دوسری روایت** حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا ہوں آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھ کو نہیں پہونچا (یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباء واُمہات سب اُس سے منزہ رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہے) روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** روایت کیا ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضؓ سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میرے بزرگوں میں سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں بھی دخل نہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھیرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور و اناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالےٰ مجکو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفّٰی مہذّب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوئے (جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش وعلیٰ ہذا) میں بہترین شعبہ میں رہا کذا فی المواہب **چوتھی روایت** دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبریل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایاں ہیں کذا فی المواہب **ف** حضرت جبریل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام	بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

پانچویں روایت مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجکو اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ السلام کو منتخب کیا **من الروض**۔

اَکْرِمْ بِہٖ نَسَبًا طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ	اَصْلًا وَّ فَرْعًا وَّ قَدْ سَادَتْ بِہِ الْبَشَرُ
آپ کا نسب کیسا کچھ باکرامت ہے کہ اُسکے مواد پاکیزہ ہیں	اصل سے بھی اور فرع سے بھی اور آپ کے سبب جنس بشر کو شرف حاصل ہو گیا
مُطَهَّرٌ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا	يَشُوبُهٗ قَطُّ لَا نَقْصٌ وَّ لَا كَدَرٌ
وہ نسب مطہر ہے لوث جاہلیت سے اوس میں	کبھی آمیزش نہیں ہوئی نہ نقص کی نہ کدورت کی
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
اے پروردگار ابدالآباد تک درود اور سلام بھیجیے	اپنے حبیب پر جن سے زمانوں کی زینت ہو گئی

چوتھی فصل آپ کے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے میں آپ کے والد ماجد وجد امجد میں **پہلی روایت** حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور اُنہوں نے سعید بن عمرو انصاری سے اور اُنہوں نے اپنے باپ سے اور اُنہوں نے کعب لاحبار سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن وجمال کا لباس زیب بر ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہیں یہ کس نے کیا ہے اِن کے والد اِن کا ہاتھ پکڑ کر کاہنانِ قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا اُنہوں نے جواب دیا کہ معلوم کر لو کہ رب السمٰوات نے اِس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ اُنہوں نے اوّل قیلہ سے نکاح کیا اور اُن کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اُنکی پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور ان کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈھتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالےٰ ببرکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باران عظیم مرحمت فرماتے الخ کذا فی المواہب۔ **دوسری روایت** ابو نعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے طریق عطا سے ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے جو یہودی ہو گئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اُسکو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے اُس نے عبد اللہ کے چہرہ میں نور نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ نے انکار کر دیا کذا فی المواہب **تیسری روایت** جب ابرہہ بادشاہِ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکہ پر چڑھ آیا عبد المطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے ہے اُسوقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمود ہو کر خوب درخشان ہوا یہانتک کہ شعاع اُسکی خانہ کعبہ پر پڑی عبد المطلب نے یہ بات دیکھکر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اِس طرح میری پیشانی میں

جو حیکا یہ دلیل ہے اِس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہیں گے ۔ اور عبد المطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ لے گئے اور عبد المطلب اُن کے چھوڑانے کو ابرہہ کے پاس گئے اُنکی صورت دیکھتے ہی اُس نے بایں جہت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی اُن کے چہرے سے نمایاں تھی اُن کی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اُتر بیٹھا اور اُن کو اپنی برابر بٹھلالیا بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اُس کے بادشاہ ہیبت میں آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ لمولانا عنایت احمدؒ ۔ **من الروض** ۔

مَا فِيْهِ اِلَّا هُمَامٌ قَدْ سَمَا عِظَمًا	اَوْ سَيِّدٌ نَحْوَ فِعْلِ الْخَيْرِ مُبْتَدِرٌ
آپ کے سلسلہ نسب میں سب بڑے ہی بڑے ہیں جو عظمت میں شان عالی رکھتے ہیں	یا ایسے سردار ہیں کہ فعل خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہیں
حَتّٰى بَدَا مُشْرِقًا مِنْ وَالِدَيْهِ وَقَدْ	تَجَمَّلَتْ بِجَلَاهُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
یہاں تک کہ آپ منور ہو کر اپنے والدین سے ظاہر ہوئے اور حالت یہ تھی	کہ آپ کے انوار سے شمس و قمر بھی صاحب جمال ہو گئے تھے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

پانچویں فصل

آپ کے بعض برکات میں جب آپ بصورت حمل بطن مادر میں مستقر ہوئے

پہلی روایت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وھب سے روایت ہے کہ جب آپ حمل میں آئے تو اُن کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوں تو یوں کہنا اُعِيْذُهٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ اور اُن کا نام محمد رکھنا ۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام ۔ **دوسری روایت** نیز حمل رہنے کے وقت آپکی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بُصری علاقہ شام کے محل اُن کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اور یہ نور کا دیکھنا اُس قصّہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا ۔ **تیسری روایت** نیز آپ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے (کسی عورت کا) کوئی حمل نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ سُبک اور سہل ہو ۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام ۔ **ف** محاورہ میں اس عبارت کے معنی مساواۃ کی بھی نفی ہوتی ہے ۔ سُبک یہ کہ گراں نہ تھا اور سہل یہ کہ اُس میں کسی قسم کی تکلیف غثیان یا کسل یا اختلال

جوع وغیرہ نہ تھی اور شمامہ میں ہے کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ ایسا ثقل ہوا جسکی شکایت عورتوں سے کی۔ حافظ ابو نعیم نے کہا ثقل ابتداء علوق (یعنی حمل) میں تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال میں یہ حمل عادت معروف سے خارج تھا اھ من الروض۔

هٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ أُمُّ الْحَبِيبِ بِهِ	وَلَيْسَ فِي حَمْلِهَا كَرْبٌ وَلَا ضَرَرٌ
یہ تو ہو چکا اور آپکی والدہ ماجدہ حاملہ ہو گئیں	اور ان کے حمل میں نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادۃ شریفہ میں پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اُس میں سے عطاء اور ابن عباس بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپکی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دئے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا کذا فی المواہب۔

ف اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ اُس نور سے آپکی والدہ نے شام کے محل دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے عـــہ ورؤیا امی التی رأت اور اُس میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہے وکذلک امہات الانبیاء یرین

عـــہ میں کہتا ہوں کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاط طبعی زائل نہیں ہوتا پس عین ثقل میں بھی بایں معنی خفت کا حکم صحیح ہے پس روایات میں تعارض نہ رہا ۱۲ عـــہ یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جسکا وعدہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔ اور شام کے محل نظر آنے میں اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے میں جیسا آگے تیسری روایت میں آتا ہے یہ اشکال نہ کیا جاوے کہ زمین کروی ہے اور روم وشام مکہ سے بہت فاصلہ پر ہیں اور اتنے فاصلہ پر نظر آنے میں خود کرویت مانع ہے۔ جواب یہ ہے کہ بعض انوار کا خاصہ ہے کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھلائی دیتا ہے جیسا پانی سے بھرے ہوئے کٹورہ میں پیسا پڑا ہو یا بعضے طلوع وغروب شمس کے وقت اسی کے قائل ہیں پس اگر اُس نور کی خاصیت سے اور زیادہ مرتفع نظر آجاویں تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں - اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی عن العرباض بن ساریۃ وقال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان والحاکم - کذا فی المواہب دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جنکا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجکو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے روایت کیا اس کو بیہقی نے کذا فی المواہب تیسری روایت ابونعیم نے عبدالرحمان بن عوف رض سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور (موافق معمول بچوں کے) آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے رحمک اللہ (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہانتک کہ میں نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر میں نے آپکو دودھ دیا (یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفاء کو کسی نے مرضعات میں ذکر نہیں کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھپر ایک تاریکی اور رعب اور لرزہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے سو میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی کہ کہتا ہے کہ اُن کو کہاں لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا پس اول اسلام لانے والوں میں ہوئی - کذا فی المواہب - ف مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہیں ہوئی دوسری

ع؎ اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تب تو اِس اخیر کے واقعہ میں کوئی تردد ہی نہیں اور اگر دن میں ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستاروں کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاوے گا کذا قالوا اور احقر کے نزدیک یہ سہل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپکی ولادت کو کہا جاوے تو اُس وقت بعض ستارے بھی نمایاں ہوتے ہیں اور اُس کو عوام رات سے اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہیں پس دونوں قول منطبق بھی ہو جاویں گے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

روایات میں مغارب بھی آیا ہے کما فی الشمامۃ شاید تخصیص ذکری اس روایت میں بنابر شرف سمت مشرق کے ہے بوجہ اسکے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصفت میں رب المشارق فرمایا گیا ہے۔ چوتھی روایت اور منجملہ آپ کے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کئے گئے ہیں۔ کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑ جانا اور اُس سے چودہ کنگروں کا گر پڑنا۔ اور بحیرہ طبریہ کا دفعۃً خشک ہو جانا۔ اور فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ابونعیم نے اور خرائطی نے ہواتف میں اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **ف** یہ واقعات اشارہ ہیں زوال سلطنت فارس وشام کی طرف واللہ اعلم پانچویں روایت فتح الباری میں سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے شروع ولادت میں کلام فرمایا کذا فی المواہب آگے اہل کتاب کی خبریں دینا آپ کے تولد شریف سے مذکور ہیں عــہ چھٹی روایت بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضہ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سُنی بات کو سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود کی سو سب جمع ہو گئے اور میں سُن رہا تھا کہنے لگے تجکو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا جسکی ساعت میں آپ پیدا ہونے والے تھے عــہ۔ کذا فی المواہب۔ سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عبدالرحمان بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی انہوں

عــہ اور اہل تنجیم وکہانت کی خبریں اس نظر سے ذکر نہیں کیں کہ یہ دونوں چیزیں شرع میں معتبر نہیں اور کتب سابقہ کی خبریں فی نفسہ صحیح ہیں جبکہ اُن میں تحریف کا احتمال نہو اور ظاہر ہے کہ اپنی مضر خبر دینا دلیل یقینی ہے کہ اسمیں تحریف نہیں ہوئی اور جن علماء نے ان کے اقوال ذکر کئے ہیں بقصد حجت الزامیہ کے ذکر کئے ہیں اور یہ قصد صحیح ہے ولکل وجھۃ ھو مولیھا ۱۲ منہ عــہ اس سے شبہ فن تنجیم کے صحیح ہونے کا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کی تولد میں موثر و دخیل ہونا اس سے لازم نہیں آیا بلکہ معنی یہ ہیں کہ اسکو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپ کے تولد کا ایسا وقت ہوگا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو بتلادے کہ ہمارا فلاں نائب ہمارا فرستادہ فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو پہونچے گا تو ایک وقت کی تعیین ہے نہ کہ وقت کی تاثیر ۱۲ منہ

نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ترپن سال کی عمر میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت (حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے تو اُنہوں) نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سُنا ساتویں روایت حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں آرہا تھا سو جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے اُنہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اُسکے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک نشانی ہے (جسکا لقب مہر نبوت ہے) چنانچہ قریش نے اس کے پاس سے جاکر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپکی والدہ کے پاس آیا اُنہوں نے آپ کو اُن لوگوں کے سامنے کر دیا جب اُس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی اے گروہ قریش سُن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق اور مغرب سے اُسکی خبر شائع ہوگی روایت کیا اس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے ۔ یہ فتح الباری میں کہا ہے ۔ کذا فی المواہب ۔

مِنَ القَصِيدَة

١ أَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيبِ عُنْصُرِهِ
يَا طِيبَ مُبْتَدَاٍ مِنْهُ وَمُخْتَتَمِ

٢ يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ أَنَّهُمُ
قَدْ أُنْذِرُوا بِحُلُولِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

٣ وَبَاتَ إِيوَانُ كِسْرَى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ
كَشَمْلِ أَصْحَابِ كِسْرَى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

لہ آپکے زمان ولادت نے (بسبب ظہور امور غریبہ و کرامات عظیمہ) آپکی عمدگی ولطافت وطہارت اصل مبارک کو ظاہر کر دیا ای قوم بیا ای خوشبو تم حاضر ہوا ور آپکے حسن ابتدا اور خوبی خاتمت کو دیکھو (اور ای زمان) ۱۲ ع ۲ لہ آپکی پیدائش کا روز وہ مبارک دن ہے کہ اہلِ فارس نے اپنی فراست سے (کہ اسوقت آیات بینات بکثرت ظاہر ہوئیں اور بھی اوضاع فلکیہ) دریافت کر لیا کہ وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ اُنکی زوال سلطنت اور پیش آنے مصائب کا (بسبب ولادت سرور کائنات) قریب آ گیا ۱۲ ع ۳ لہ اور نوشیروان کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہو گیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہوا ۱۲ ع

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمِ

وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِي

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْنًا وَّبِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ ضَرَمِ

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَّمِنْ كَلِمِ

عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ
تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ
بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوْا فِي الْاُفْقِ مِنْ شُهُبٍ
مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

عہ (آپکے میلاد شریف کے وقت) آتش مجوس (جو ہزار سال سے برابر روشن تھی) بسبب افسوس کے سرد ہوگئی اور نہر فرات ایسی حیران اور بیخود ہوئی کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کے کھائے میں جا پڑی ۱۲ عہ اور اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کیا کہ اُسکے دریاچہ کا پانی خشک ہوگیا اور اُسکے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ ہوا خشمگین ناکامیاب لوٹایا گیا (یا صحیح اُسکو تشنہ لوٹایا) ۱۲ عہ گویا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہوگئی جو پانی میں ہوتی ہے بسبب رنج کے اور پانی کو وہ خاصہ التہاب حاصل ہوگیا جو آگ میں تھا ۱۲ عہ اور جنات ظہور حضور کی آوازیں کر رہے ہیں اور انوار حضرت کے ظاہر و باہر ہو رہے ہیں اور حق ظاہر ہو رہا ہے امور باطنیہ سے (مثل ظہور نور وغیرہ کے) اور امور ظاہریہ سے (مثل آواز ہاتف کے) ۱۲ عہ منکرین اندھے (ہوگئے) اور بہرے ہوگئے سو اظہار بشارات سنا نہ گیا اور برق تخویف نہ دیکھی گئی ۱۲ عہ (اور زیادہ عجیب یہ ہے کہ قبول حق سے اُن کا اندھا اور بہرا ہونا) اس امر کے بعد ہوا کہ اُن کے کاہن نے تمام اقوام کو یہ خبر دیدی تھی کہ اُن کا ناراست کج دین آیندہ قایم نہیں رہیگا اور (وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ صواب سے اندھے اور بہرے ہوگئے) بعد دیکھنے شعلہائے آتش کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے جاتے تھے مثل باوندھے اور منہ کے بل گرنے بتہائے روئے زمین کے ۱۲

عطر الوردہ

ساتویں فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ میں۔ یوم و تاریخ سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارھویں کذا فی الشمامتہ۔ ماہ سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔ سنہ سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کئے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے

پچاس[عہ] دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد کذا فی الشمامۃ۔ **وقت** بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن قالہ الزرکشی بعض[عہ] نے طلوع فجر کذا فی الشمامۃ۔ **مکان** بعض[عہ] کے نزدیک مکہ میں بعض کے نزدیک شعب[عہ] میں۔ بعض کے نزدیک ردم میں بعض کے نزدیک عسفان میں کذا فی الشمامۃ عن المواھب۔

بالدال موضع بمکہ کذا فی القاموس ۱۲

من الروض

وَكَانَ مَوْلِدُهُ اَيْضًا وَنَقْلَتُهُ	لِيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ هٰذَا الْاَمْرُ مُعْتَبَرٌ
اور آپ کی ولادۃ شریفہ اور وفات شریف	دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

آٹھویں فصل

آٹھویں فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت میں **پہلی روایت** ابن شیخ نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتوں کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ کذا فی المواھب۔ **دوسری روایت** بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ کہتی تھیں کہ انہوں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپنے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا جب آپ ذرا سیانے ہوئے تو باہر تشریف لیجاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر اُن سے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے) کذا فی المواھب۔ **تیسری روایت** ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابن عباس رضہ

عہ اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل میں نور محمدی عبد المطلب کی جبین میں نمایاں ہوا شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا بقا مستبعد نہیں جسطرح ہیزم سے شعلہ جُدا ہونے کے بعد بھی اُسکا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہے ۱۲ منہ عہ چھٹی فصل کی دوسری روایت کے ذیل میں وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ سہ اشہر قول اول ہے دوسرے اقوال یا ضعیف ہیں یا ماول بتاویلات مناسبہ ۱۲ منہ لعہ شاید یہ وہی شعب ہو جسمیں قریش مخالفین کے تعاہد وتحالف کے وقت ابو طالب آپکو لیکر رہے تھے جسکا قصہ گیارہویں فصل میں آتا ہے ۱۲ منہ

سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ رضؓ آپکو کہیں دور نہ جانے دیا کرتیں ایک بار اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی
آپ اپنی (رضاعی) بہن شیما کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے
حضرت حلیمہ آپکی تلاش میں نکلیں یہانتک کہ آپکو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی
میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک
بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کئے ہوئے تھا جب یہ ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب
یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہانتک کہ اس موقع تک اسی طرح پہونچے۔ کذا فی المواہب
چوتھی روایت حضرت حلیمہ سعدیہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) بنی سعد
کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام
تھا) اور اُس سال سخت قحط تھا میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اُس کو
کافی ہوتا رات بھر اُسکے چلّانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا میں ایک
دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہمراہی بھی اُس سے تنگ
آگئے تھے ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سنتی کہ آپ یتیم ہیں
کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام واکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے
سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں
میں تو اس یتیم کو لاتی ہوں شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالیٰ برکت کرے غرض میں آپکو جا کر لے
آئی جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود میں لیکر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اُترا کہ آپ او
آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور آسودہ ہو کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے
جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا غرض اُس نے دودھ نکالا اور ہم سب نے
خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گذری اور اسکے قبل سونا میسر نہیں ہوتا تھا شوہر
کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچہ کو لائی میں نے کہا ہاں مجکو بھی یہی اُمید ہے پھر ہم
مکہ سے روانہ ہوئے اور میں آپ کو لیکر اُسی دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اُس کا یہ حال تھا کہ کوئی
سواری اُسکو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ
وہی تو ہے جسپر تم آئی تھیں میں نے کہا ہاں وہی ہے وہ کہنے لگیں کہ بیشک اسمیں کوئی بات ہے

پھر ہم اپنے گھر پہونچے اور وہاں سخت قحط تھا سو میری بکریاں دودھ سے بھری آتیں اور دوسروں کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ نہ ملتا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے تم بھی وہاں ہی چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ میں کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض ہم برابر خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہانتک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشو و نما اور بچوں سے بہت زیادہ تھا یہانتک کہ دو سال کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپ کو آپکی والدہ کے پاس لائے مگر آپکی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہیں اسلئے آپکی والدہ سے اصرار کر کے وباء مکہ کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مواشی میں پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھسے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔ میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں سو ہم دونوں گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے میں نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجکو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اُس میں کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہیں کیا تھا۔ ہم آپکو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہ اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہوا ہی قبل اسکے کہ اُسکا زیادہ ظہور ہو ان کے گھر پہونچا آ۔ میں والدہ کے پاس لیکر گئی کہنے لگیں کہ تو تو اسکا رکھنا چاہتی تھی پھر کیوں لے آئی؟ میں نے کہا اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے اور میں اپنی خدمت کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہو تا اسلئے لائی ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا یہ بات نہیں سچ بتلا؟ میں نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگیں تجکو انپر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگیں ہرگز نہیں واللہ شیطان کا انپر کچھ اثر نہیں ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہی۔ پھر اُنہوں نے بعض حالات حمل و ولادت کے بیان کئے (جو پانچویں فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی فصل کی پہلی روایت کے اخیر میں مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت

کے ساتھ جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام ف۱ اس روایت میں متعدد واقعات مع کرامات مذکور ہیں جیسا کہ ظاہر ہے ف۲ اور حلیمہ کے اُس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ انیسہ اور جذامہ کے بھائی ہیں اور یہ جذامہ شیماء کے نام سے مشہور ہیں اور یہ سب اولاد ہیں حارث بن عبدالعزیٰ کے جو شوہر ہیں حلیمہ کے کذا فی زاد المعاد اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان لانے کی تصریح کی ہے کذا فی الشمامۃ و زاد المعاد پانچویں روایت محمد بن اسحٰق نے ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن دو سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو انکی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بھاری نکلا پھر اسی طرح سو کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کرو واللہ اگر انکو انکی تمام اُمت سے وزن کروگے تب بھی یہی وزنی نکلیں گے کذا فی سیرۃ ابن ہشام ف۱ اس جملہ میں آپ کو بشارت سُنادی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں ف۲ اور شق صدر اور قلب اطہر کا دُھلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسری بار بعمر دس سال یہ صحرا میں ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بعثت کے بماہ عہ رمضان غار حرا میں۔ چوتھی بار شب معراج میں اور پانچویں بار ثابت نہیں کذا فی الشمامۃ بتغییر یسیر۔ شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر سورہ الم نشرح میں اسکے متعلق نکتہ لکھا ہے کہ پہلی بار کا شق کرنا اسلئے تھا کہ آپ کے دل سے حب لہو و لعب جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے نکال ڈالیں۔ اور دوسری بار اسلئے کہ جوانی میں آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتی ہیں نہ رہے۔ اور تیسری بار اسلئے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت عہ کی ہو کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ چھٹی روایت آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہ کے بیٹے کے لئے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا عدل آپ کی طبیعت میں تھا۔ اور لڑکپن میں کبھی

عہ یہ ایک قول ہے اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول میں کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ

عہ عطف ہے عالم پر نہ کہ ملکوت پر کیونکہ عالم ماسوی اللہ ہے اور لاہوت مراتب الٰہیہ سے ہے ۱۲ منہ

آپ نے بول و براز کپڑے میں نہیں کیا بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے کہ اُسی وقت رکھنے والے آپ کو اُٹھا کر حاضر و پیشاب کرا لیتے۔ اور کبھی ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اُٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ میں ایک بار بچوں کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہا تھا اور سب اپنی لنگی اُتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے ہوئے تھے میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ اتنے بچپن میں انسان مکلف بھی نہیں ہوتا اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہیں سمجھا جاتا) دفعۃً (غیب سے) زور سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس میں نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ ساتویں روایت ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ میں مکہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط میں تھے قریش نے کہا اے ابو طالب چلو پانی کی دعا مانگو ابو طالب چلے اور اُن کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس قدر حسین جیسے بدلی میں سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اُسوقت ابو طالب کی پرورش میں تھے) ابو طالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے اُنگلی سے اشارہ کیا اور آسمان میں کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا کذا فی المواہب اور یہ واقعہ آپکی صغر سنی میں ہوا کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ آٹھویں روایت ایک مرتبہ آپ ابو طالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر میں سفر تجارت شام کو گئے راہ میں بحیرا راہب نصاریٰ کے پاس اتفاق قیام ہوا۔ راہب نے آپکو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی دعوت کی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب اور یہود اور نصاریٰ ان کے دشمن ہیں انکو ملک شام میں نہ لیجاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے انکو گزند پہونچے سو ابو طالب نے مال تجارت وہیں بیچا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ ف سیرۃ ابن ہشام میں یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہے۔ نویں روایت آپ جب ابو طالب کی کفالت و تربیت میں تھے۔ جب اُنکے عیال کے

ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہو جاتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے کذافی الشمامۃ۔

من الروض

وَیَا ھَنَا ابْنَۃِ سَعْدٍ فَھِیَ قَدْ سَعِدَتْ	سَعَادَۃً قَدْرُھَا بَیْنَ الْوَرٰی خَطِرٌ
اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدیہ کی انکو ایسی سعادت	حاصل ہوئی جسکی قدر مخلوق میں عظیم ہے
اِذْ اَرْضَعَتْ خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّھِمِ	ھٰذَا ھُوَ الْفَوْزُ لَا مُلْکٌ وَّلَا وَزَرٌ
کیونکہ انہوں نے بہترین تمام خلائق کو دودھ پلایا	یہ بڑی کامیابی ہے (اسکی برابر) نہ شاہی ہے نہ وزارت
رَاَتْ لَہٗ مُعْجِزَاتٍ فِی الرَّضَاعِ بَدَتْ	وَشَاھَدَتْ بَرَکَاتٍ لَیْسَ تَنْحَصِرُ
انہوں نے آپ کے بہت سے معجزات دیکھے جو رضاع کی حالت میں ظاہر ہوئے	اور ایسی برکات کا مشاہدہ کیا جنکا حصر نہیں ہو سکتا
وَحَدَّثَتْ قَوْمَہَا اَھْلَ الْکُتُبِ بِمَا	یَکُوْنُ مِنْ شَانِہٖ مُذْ شَخْصَہٗ نَظَرُوْا
اور اہل کتاب نے اپنی قوم سے آپ کے	حالات بیان کئے جب سے کہ آپ کو دیکھا

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

نویں فصل اُن کے ناموں میں جنکے متعلق آپکی تربیت در رضاع کے بعد دیگرے ہوتا رہا۔ آپ زمانہ حمل میں تھے کہ آپ کے والد عبد اللہ کی وفات ہو گئی کذافی سیرۃ ابن ہشام۔ صرف دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبد اللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں اپنے ناموں کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے کہ وہاں ہی وفات پائی کذافی تواریخ حبیب آلہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپکی والدہ آمنہ آپ کو لیکر مدینہ میں اپنے اقارب سے ملنے گئیں تھیں مکہ کو واپس آتے ہوئے درمیان مکہ و مدینہ کے موضع ابواء میں اُنہوں نے وفات پائی کذافی سیرۃ ابن ہشام اور اُس وقت ام ایمن بھی ساتھ تھیں کذافی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبد المطلب کی پرورش میں رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبد المطلب کی بھی وفات ہوئی کذافی سیرۃ ابن ہشام اور اُنہوں نے ابو طالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ

پھر آپ انکی کفالت میں رہے۔ کذافی سیرۃ ابن ہشام۔ یہانتک کہ اُنہوں نے نبوت
کا زمانہ بھی پایا۔ اور سات روز تک آپنے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذافی تواریخ حبیب آلہ
پھر چند روز تک ثوبیہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور ان کے اسلام
میں اختلاف ہے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا۔
اور اُسوقت اُن کا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا۔ پھر حلیمہ سعدیہ نے پلایا اور اس دودھ
کے شریک بھائی بہنوں کے نام اور اسلام کی نسبت آٹھویں فصل کی چوتھی روایت
کے ذیل میں کچھ مضمون مذکور ہوا ہی اور ان ہی حلیمہ نے آپ کے ساتھ آپ کے چچازاد
بھائی ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح میں مسلمان ہوئے
اور بہت پکے مسلمان ہوئے۔ اور اُس زمانہ میں حضرت حمزہ بھی بنی سعد میں کسی عورت کا
دودھ پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی ایک روز آپکو دودھ پلا دیا جب آپ حلیمہ کے پاس
تھے تو حضرت حمزہ دو عورتوں کے دودھ کی وجہ سے آپ کے رضاعی بھائی ہیں ایک ثوبیہ
کے دودھ سے دوسرے اس سعدیہ کے دودھ سے۔ کذافی زاد المعاد۔ اور جن کے آغوش
میں آپ رہے وہ یہ ہیں۔ آپکی والدہ۔ اور ثوبیہ۔ اور حلیمہ۔ اور شیماء آپکی رضاعی بہن
اور ام ایمن حبشیہ جن کا نام برکت ہے یہ آپکو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں اور آپ
نے ان کا نکاح حضرت زید سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ کذافی زاد المعاد ۵

شاباش آں صدف کہ چناں پرورد گہر — آباؤ مکرم و ابنا عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسویں فصل۔ شباب سے نبوت تک کے بعض حالات میں۔ پہلی روایت
جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور
قیس عیلان میں ایک لڑائی ہوئی تو اُس واقعہ کے بعض تاریخوں میں آپ بھی تشریف
فرمائے معرکہ ہوئے ہیں اور آپ نے فرمایا ہی کہ میں اپنے اعمام کو عدو کے تیروں سے بچاتا
تھا اور اس واقعہ کا بڑا قصہ ہی۔ کذافی سیرۃ ابن ہشام۔ ف۔ اس سے آپ کا اول
ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہی۔ دوسری روایت۔ جب آپ پچیس سال کے ہوئے

تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے جو کہ قریش میں ایک مالدار بی بی تھیں اور تاجروں کو اپنا مال
اکثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھیں آپ کے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سنکر
آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجائیے اور میرا غلام میسرہ آپکے
ساتھ جاوے گا آپ نے قبول فرمایا یہانتک کہ آپ شام میں پہونچے اور کسی موقع پر آپ
ایک درخت کے نیچے اُترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپکو دیکھا
اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہیں میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم میں سے ایک شخص ہیں
راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہیں اُترا آپ شام سے خوب نفع
لیکر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر
سایہ کرتے تھے جب آپ مکہ پہونچے تو حضرت خدیجہ کو اُن کا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دوگنا
یا اُسکے قریب نفع ہوا (یہ تو آپ کے صدق و امانت کی بیّن دلیل تھی) اور میسرہ نے
اُن سے اُس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قصّہ بیان کیا حضرت خدیجہ نے
ورقہ بن نوفل سے جو کہ اُن کے چچازاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ
نے کہا کہ اے خدیجہ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہیں اور مجکو (کتب سماویہ سے)
معلوم ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اُسکا یہی زمانہ ہے حضرت خدیجہ بڑی
عاقل تھیں یہ سب سُنکر آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپکی قرابت اور اشرف القوم
اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں آپ نے
اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُن کے اہتمام سے نکاح ہو گیا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ اُس راہب
کا نام نسطورا تھا۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ تیسری روایت۔ جب آپ پینتیس ۳۵ سال
کے ہوئے قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع
تک تعمیر پہونچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُسکی جگہ پر میں رکھوں
قریب تھا کہ اُن میں ہتھیار چلے آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازہ
سے جو سب میں پہلے آوے اُسکے فیصلہ پر سب عمل کرو سو سب سے اول حضور صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب دیکھکر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں اور قریش آپ کو

نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپکی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا آپ نے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلّہ تھام لے اور خانہ کعبہ تک لاویں جب وہاں تک پہونچا آپنے خود اُسکو اُٹھا کر اُسکے موقع پر رکھدیا کذافی سیرۃ ابن ہشام - اس فیصلہ سے سب راضی ہو گئے اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجکو اسکے موقع پر رکھنے کے لئے اپنا وکیل بنا دیں کہ فعل وکیل کا بمنزلہ موکل کے ہوتا ہی تو اس طرح رکھنے میں بھی سب شریک ہو گئے - کذافی تواریخ حبیب الٰہ بتغییر الالفاظ -

من الروض

وَفِی خَدِیْجَۃَ الْکُبْرٰی وَقِصَّتِہَا	عَجَائِبٌ یَا اُولِی الْاَبْصَارِ فَاعْتَبِرُوْا
اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے قصہ میں	عجائب امور ہیں اے اہل بینش سوخیال کرو
اِخْتَارَتِ الْمُصْطَفٰی بَعْلًا وَقَدْ نَظَرَتْ	فِیْ مُعْجِزَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَنْتَشِرُ
اور اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے	معجزات میں جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

گیارہویں فصل - نزول وحی میں اور کفار کی مخالفت میں - جب آپ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا میں تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچّے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھویں دوشنبہ کے دن جبریل علیہ السلام آئے اور سورۂ اقرا کی شروع کی آیتیں آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے - اسکے ایک عرصہ کے بعد سورہ مدثر کی آیتیں اول کی نازل ہوئیں تو آپ نے حسب حکم فانذر دعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تؤمر آپنے علی الاعلان دعوت شروع کی

بس کفار نے عداوت اور ایذاء شروع کی لیکن ابو طالب آپکی حمایت کرتے تھے ایکبار کفار نے جمع ہو کر ابو طالب سے کہا کہ یا تو تم محمد کو ہمارے حوالے کردو ورنہ ہم تم سے لڑینگے۔ اُنہوں نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابو طالب آپکو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی گھاٹی میں واسطے محافظت کے جارہے اور کفار نے آپسے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کردی اور سوداگروں کو منع کردیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بھیجیں اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھکر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف میں رہے آخر کار آپکو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اُس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کے کہ اُسمیں کہیں کہیں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا آپنے یہ حال ابو طالب سے کہا۔ اُنہوں نے شعب سے نکلکر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمد کا بیان غلط نکلے تو ہم اُنہیں تمہارے حوالہ کردینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پرسے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ کو چاک کرڈالا ابو طالب آپکو اور بنی ہاشم و بنی مطلب[ف] کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وغیرہ اور یہ عہد نامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرہ محرم سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُس کا ہاتھ خشک ہوگیا اور

ف عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم۔ مطلب۔ عبد شمس۔ نوفل۔ جناب رسول اللہ صلعم ہاشم کی اولاد میں ہیں اور مطلب کی اولاد میں بنی مطلب ہیں۔ عبد شمس کی اولاد میں بنی امیہ ہیں۔ حضرت عثمان بنی امیہ میں ہیں۔ اور نوفل کی اولاد میں حضرت جبیر بن مطعم ہیں۔ بنی مطلب حالت کفر میں بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حصہ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا۔ حضرت عثمان اور جبیر بن مطعم نے اس باب میں عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح کا ہمیں انکار نہیں اس لئے کہ خدائے تعالےٰ نے آپ کو اُن میں پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپ سے ایک سی قرابت رکھتے ہیں اُن کی ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب اور بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں۔ یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہیں۔ ترجیح کی یہ وجہ ہے ۱۲ منہ

نبوت سے سال دہم میں شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال میں حصار شعب سے
نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور اُن کے تین دن بعد حضرت خدیجہ رض
کی وفات ہو گئی کذا فی الشمامۃ بعد وفات حضرت خدیجہ رض کے آپ کے دو نکاح قرار
پائے ایک حضرت عائشہ رض سے کہ اُسوقت چھ سال کی تھیں مکہ میں اُن کا نکاح ہوا اور
مدینہ آکر نو برس کی عمر میں رخصت ہو کر آئیں اور دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ سے کہ بیوہ
تھیں کہ مکہ میں نکاح ہوا اور آپکے ساتھ مدینہ میں آئیں اور ہمیشہ ازواج میں رہیں۔ کذا فی تاریخ
حبیب الٰہ۔ اس سال دہم میں آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لیگئے اور یہ جانا دعوت اسلام
کے لئے اور نیز اسلیئے تھا کہ اُن سے کچھ مدد لیں (کیونکہ بعد وفات ابو طالب کے کوئی
باد جاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہاں کے سرداروں نے آپکی کچھ مدد نہ کی بلکہ
سفلے لوگوں کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہونچائی آپ وہاں سے ملول ہو کر مکہ کو واپس
ہوئے جب آپ بطن نخلہ میں کہ ایک دن کی راہ پر مکہ سے ہے پہونچے رات کو وہاں رہگئے
آپ قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہی موصل
میں وہاں پہونچے اور کلام اللہ سنکر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے اُنہیں اسلام
کی طرف دعوت کی وہ سب بے توقف مسلمان ہو گئے اور اُنہوں نے اپنی قوم کو جا کر
اسلام کی دعوت دی سورہ احقاف آیۃ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن میں اسی قصہ
کی طرف اشارہ ہی پھر آپ مکہ تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے
اور آپ عکاظ ومجنہ وذی المجاز میں کہ اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی قبیلہ
متوجہ نہ ہوتا یہانتک کہ سن گیارہ نبوت میں آپ موسم حج میں اسلام کی طرف دعوت فرما
رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے آپ کو ملے آپ نے اُن کو دعوت اسلام کی کی اُنہوں نے
یہود مدینہ سے سُنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہوں گے اور وہ انصار سے مغلوب رہتے
تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہونگے ہم اُن کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے انصار
نے آپکی دعوت سُنکر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر یہود کرتے ہیں لیکن ایسا
نہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے آملیں اور چھ آدمی اُن میں سے مشرف باسلام ہوئے اور

اقرار کیا کہ سال آئندہ میں ہم پھر آویں گے مدینہ میں جاکر اُنہوں نے آپ کا ذکر کیا اور ہر گھر میں آپ کا ذکر پہونچا اگلے سال کہ نبوت سے بارھواں سال تھا بارہ آدمی نے آپ سے آکر ملاقات کی پانچ پہلوں میں کے اور سات اَور اور اُنہوں نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اس کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے آپ نے حسب درخواست اُنکی مصعب بن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینہ کو بھیجدیا مصعب نے تعلیم قرآن و شرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار میں کے مسلمان ہو گئے تھوڑے اُن میں سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرھواں سال تھا ستر آدمی شرفائے انصار میں سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لیجاوینگے ہم خدمتگذاری میں کوتاہی نہ کریں گے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینہ پر چڑھ آویگا ہم اُس سے لڑیں گے اور جان نثاری میں قصور نہ کرینگے اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں ایک گھاٹی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئیں تھیں کذا فی تاریخ حبیب اِلٰہ و سیرۃ ابن ہشام۔

من الروض

وَعِنْدَ مَاجَآءَ جِبْرِیْلُ وَقَالَ لَهٗ	اِقْرَأْ وَاُنْزِلَتِ الْاٰیَاتُ وَالسُّوَرُ
اور جب جبریل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ	پڑھئے اور آیات اور سورتیں نازل ہونے لگیں
دَعٰی لِدِیْنِ اِلٰهِ الْعَرْشِ فَابْتَدَرَتْ	لَمَّا دَعٰی زُمَرٌ مِّنْ بَعْدِهَا زُمَرُ
آپ نے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائی سو آپکی دعوت پر	بہت سی جماعتیں دوڑیں اور اُنکے بعد اور جماعتیں دوڑیں
وَقَامَ یُنْذِرُ قَوْمًا خَالَفُوْا سَفَهًا	وَكَذَّبُوْا حَسَدًا وَالْحَقَّ هُمْ بَطِرُوْا
اور آپ مستعد ہو گئے کہ ایسی قوم کو ڈرانے لگے جنہوں نے حماقت سے مخالفت کی تھی	اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا
فَبَرَّاَ اللّٰهُ مِمَّا قَدْ رَمَوْهُ بِهٖ	وَزَوَّرُوْهُ فَاَقْوَالُ الْعِدٰی هَذَرُ
سو اللہ تعالیٰ نے آپکو اُن تہمتوں سے بری کیا	جو اُنہوں نے آپ پر لگائی تھیں اور اُنکو اختراع کیا تھا
وَقَایَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ	مِّنَ الدُّرُوْعِ فَمَا الْاَرْمَاحُ وَالْبُتُرُ
حمایت خداوندی نے زرہوں کے اوپر تلے پہننے کی	ضرورت نہ رکھی سو نیزے اور تلواریں کیا چیز ہیں

یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک من زانت بہ العصرُ

فصلؔ[ع۱] بارہویں واقعہ معراج شریف میں (اور اس فصل کو بوجہ

مہتم بالشان ہونے کے ملقب بہ تنویر السراج فی لیلۃ المعراج کرتا ہوں)

منجملہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہے جو مکہ میں بقول زہری ۵ہجری[۵] نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جسکے راوی اتنے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت علی رضؓ۔ حضرت ابن مسعود رضؓ۔ حضرت ابن عباس رضؓ۔ حضرت ابن عمر رضؓ۔ حضرت ابن عمرو رضؓ۔ حضرت ابی بن کعب رضؓ۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ۔ حضرت انس رضؓ۔ حضرت جابر رضؓ۔ حضرت بریدہ رضؓ۔ حضرت سمرہ بن جندب رضؓ۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضؓ۔ حضرت شداد بن اوس رضؓ۔ حضرت صہیب رضؓ۔ حضرت مالک بن صعصعہ رضؓ۔ حضرت ابی امامہ رضؓ۔ حضرت ابو ایوب رضؓ۔ حضرت ابو حبہ رضؓ۔ حضرت ابوذر رضؓ۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ۔ حضرت ابو سفیان بن حرب رضؓ۔ مردوں میں سے اور حضرت عائشہ رضؓ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ۔ حضرت ام ہانی رضؓ۔ حضرت ام سلمہ رضؓ عورتوں میں سے اور ان کے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہوں۔ واقعہ اول آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ شعب ابی طالب میں تھے (رواہ الواقدی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ام ہانی کے گھر تھے (رواہ الطبرانی)

ع۱ اس فصل کی روایتیں مواہب سے ہیں اور جو دوسری کتاب کی ہیں وہاں انکے نام کے ساتھ لفظ کذا بڑھا دیا ہے اور اگر اس فصل کو کبھی جداگانہ شائع کیا جاوے تو یہ حاشیہ اس لفظ فصل پر لکھا جاوے جو اسکی تمہید میں مذکور ہے جیسا حاشیہ آئندہ میں معلوم ہوگا ۱۲ منہ ع۲ اس تلقیب مستقل میں یہ مصلحت بھی سوچی گئی کہ اگر اسکو جداگانہ چھاپنا چاہے تو تمام نہ سوچا جاوے البتہ اس صورت میں اسکے اول میں بطور تمہید کے یہ عبارت بڑھا دینا مستحسن ہوگا۔ بعد حمد و صلوٰۃ یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعہ معراج شریف میں جسکا لقب خود مؤلف نے تنویر السراج فی لیلۃ المعراج رکھا تھا جسکو مستقلاً شائع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق منجملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲ منہ

۵ مگر چونکہ مشہور بارھواں سنہ تھا اس لئے یہ فصل ترتیب میں فصل سابق کے مضمون سے موخر کی گئی ۱۲ منہ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنے گھر میں تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری)

ف جمع ان روایات میں یہ ہے کہ ام ہانی کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا وہاں سے آپکو مسجد میں حطیم میں لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہاں پہونچکر بھی لیٹ گئے ف اور چھت کھولنے میں حکمت یہ تھی کہ آپکو ابتدائے امر ہی سے معلوم ہو جائے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارق عادت ہونے والا ہے۔

واقعہ دوم کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد حرام میں سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور ایک روایت میں ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) میں سے کون سے ہیں دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہیں تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اُسی کو لے لو آئندہ شب کو پھر وہی تینوں آئے اور کچھ بولے نہیں اور آپ کو اُٹھا لے گئے (رواہ البخاری) ف یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتدا میں تھی اور اسی کو سونا کہدیا پھر آپ جاگ اُٹھے اور تمام واقعہ میں بیدار رہے۔ اور بعض روایت میں جو معراج کے اخیر میں آیا ہے کہ پھر میں جاگ اٹھا مراد یہ ہے کہ اُس حالت سے افاقہ ہو گیا اور بعض نے اس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ ان حاضرین میں سے کون سے ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ قریش خانہ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی میں ہے کہ اول جبریل و میکائیل آئے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے پھر تین آئے اور مسلم میں ارشاد نبوی ہے کہ میں نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے کہ ان تین میں ایک شخص ہیں جو دو شخص کے بیچ میں ہیں اور مواہب میں ہے کہ مراد ان دو شخصوں سے حضرت حمزہ و حضرت جعفر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان سو رہے تھے۔

واقعہ سوم اول آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا جس میں ایمان اور حکمت تھا وہ قلب میں بھر دیا گیا اور اسکے اصلی مقام پر اُسکو رکھکر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم من روایتین عن ابی ذر و مالک بن صعصعۃ)

ف ملائکہ کا زمزم شریف سے آپ کے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علماء کے نزدیک اسکی دلیل ہو کہ آب زمزم اُس سے افضل ہی (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال باوجود اُسکے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہی اول یہ کہ تحریم ذہب مدینہ میں ہوئی تو اُس وقت تحریم نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت میں استعمال سونے کا جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپنے استعمال نہیں کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلف نہیں (عن ابن ابی جمرۃ) اور ایمان وحکمت کا طشت میں ہونا اسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت میں ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جواہر کا تلبس واستعمال قلب اور دماغ میں قوت اور فرحت بڑھاتا ہی چونکہ وہ سبب تھا حکمت وایمان کا اسلئے اُسکا یہی نام رکھدیا گیا (کذا قالہ النووی) واقعہ چہارم پھر آپ کے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو بُراق کہلاتا ہی جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اسقدر برق رفتار ہی کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہی (کذا رواہ مسلم) اور اُسپر زین ولگام لگا ہوا تھا۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تجکو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجپر سوار نہیں ہوا بس وہ عرق عرق ہوگیا (رواہ الترمذی) اور آپ اُسپر سوار ہوئے اور جبریل علیہ السلام نے آپکی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی۔ (عن شرف المصطفی بروایۃ ابی سعد) ف یہ شوخی بُراق کی غضبانہ تھی بلکہ طرباً تھی پھر آپ کے مرتبہ کی تجدید استحضار وتنبیہ سے خجل ہو کر ساکن ہوگیا جیسا ایکبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے اور اُسکو حرکت ہوئی اور آپ کے اس ارشاد سے ساکن ہوگیا کہ اثبت فانما علیك نبی وصدیق وشہیدان۔ اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہی کہ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا پر پہونچے (رواہ البخاری) اور بعض میں آیا ہی کہ آپ کو جبریل علیہ السلام نے بُراق پر اپنے پیچھے سوار کیا (رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحارث فی مسندہ) سو انکو روایت بالا سے تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہی کہ اول اول جبریل علیہ السلام خود بھی اس مصلحت سے سوار ہو لئے ہوں کہ آپکو طبعاً خوف

معلوم ہو پھر اُتر کر رکاب تھام لی ہو اور دونوں حالتوں میں گاہ گاہ ضرورت کے موقع پر آپکو تھامنے کے لئے ہاتھ پکڑ لیتے ہوں۔ واقعہ پنجم جب آپ منزل مقصود کو روانہ ہوئے آپ کا گذر ایک ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اُتر کر یہاں نماز (نفل) پڑھئے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یثرب[عہ] (مدینہ) میں نماز پڑھی پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا جبریل علیہ السلام نے کہا اُتر کر نماز پڑھئے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی۔ پھر بیت اللحم پر گذر ہوا وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے (رواہ البزار والطبرانی وصححہ البیہقی فی الدلائل) اور ایک روایت میں بجائے مدین کے طور سینا ہے کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے (کذا رواہ النسائی) واقعہ ششم جسمیں عجائب واقعات برزخ کے ملاحظہ فرمائے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا گذر ایک عجوزہ پر ہوا جو سرراہ کھڑی تھی آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جبریل یہ کیا ہے اُنہوں نے کہا کہ چلئے چلئے آپ چلتے رہے ایک بڈھا رستہ سے بچا ہوا ملا کہ آپ کو بلاتا ہے کہ اے محمدؐ ادھر آئیے جبریل علیہ السلام نے کہا چلئے چلئے اور آپکا ایک جماعت پر گذر ہوا کہ اُنہوں نے آپکو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر۔ السلام علیک یا حاشر۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ انکو جواب دیجئے اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی وہ دنیا تھی سو دنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے اور جس نے آپکو پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا کے پکارنے کا جواب دیدیتے تو آپکی اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے (رواہ البیہقی فی الدلائل وقال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی الفاظہ نکارۃ وغرابۃ) اور طبرانی اور بزار کی حدیث میں بروایت ابوہریرہ رضؓ یہ ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بوبھی لیتے ہیں اور کاٹ بھی لیتے ہیں اور جب کاٹتے ہیں پھر وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کاٹنے کے قبل تھا

عہ اُس وقت تک اسکا نام یہی تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے بعد مدینہ مقرر ہوا اور بعضی روایات میں اب یثرب کہنے کی کراہت آئی ہے

آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہی انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں کہ انکی نیکی سات سو گونہ تک بڑھتی ہی اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کا نعم البدل عطا فرماتا ہی اور وہ بہترین رزق دینے والا ہی۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلی جا چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور اسکا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا آپ نے پوچھا اے جبریل یہ کیا ہی انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے سر گرانی کرتے ہیں۔ پھر ایک قوم پر آپکا گذر ہوا کہ انکی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور انپر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جنکے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہی اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہی وہ لوگ اُس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکی امت میں سے وہ مرد ہی جسکے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہانتک کہ صبح ہو جاوے۔ اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھکر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اُس کے پاس رہے یہانتک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہی کہ وہ اُسکو اُٹھا نہیں سکتا اور وہ اُسمیں اور لا لاکر رکھتا ہی آپ نے پوچھا یہ کیا ہی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکی اُمت میں ایسا شخص ہی جسکے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں جنکے ادا پر قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہی۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب وہ کٹ چکتے ہیں تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا آپنے پوچھا یہ کیا ہی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپ کا گذر

ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جسمیں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہی پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہی لیکن نہیں جا سکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہی جو ایک بڑی بات موںہہ سے نکالے پھر نادم ہو مگر اُسکو واپس کرنے پر قادر نہیں - پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہی کہ کہتی ہی کہ اے رب جو مجھسے وعدہ کیا ہی مجکو دیجئے کیونکہ میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور تشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہونچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز (یعنی سکان جنت) مجکو دیجئے (کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہی ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھپر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اور جو مجھسے ڈرے گا وہ مامون رہیگا اور جو مجھسے مانگے گا میں اُسکو دونگا اور جو مجکو قرض دے گا میں اُسکو جزا دونگا اور جو مجھپر توکل کریگا میں اُسکو کفایت کرونگا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بیشک مؤمنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہی بابرکت ہی جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی - پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھا یہ کیا ہی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہی کہتی ہی کہ اے رب مجھسے جو وعدہ کیا ہی (یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجکو عطا فرما کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہونچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہی ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا - دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی - اور ابو سعید کی روایت میں بیہقی سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا مجکو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے

میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں میں نے اُس کی بات کا جواب نہیں دیا پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا میں نے اُس کو بھی جواب نہیں دیا اور اُس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرایش ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا اے محمد میری طرف نظر کیجیے میں آپ سے کچھ دریافت کروں گی میں نے اُس کی طرف التفات نہیں کیا۔ اور اُسی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہوجاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمّت نصرانی ہوجاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اُس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر عــه آچکا ہے) اور (ظاہرا یہ واقعات قبل عروج الی السموات دیکھے گئے عــه اور بعضے واقعات میں بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ) اسی حدیث بالا میں ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں اور اُسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں جب اُن میں سے کوئی اُٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبریل علیہ السلام

عــه - یعنی سرخی واقعہ ششم کے شروع پر ۱۲ منہ عــه - چنانچہ دلائل بیہقی والی حدیث کے شروع میں یہ الفاظ وارد ہیں فقال لہا جبریل سر یا براق والعد مارکبک مثلہ فسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ہو بعجوزۃ الخ جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی ان واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ عــه مقتضا ترتیب کا انکا ذکر کرنا بعد ذکر عروج کے تھا مگر واقعات کے تناسب سے یہ اقتران مستحسن معلوم ہوا ۱۲ منہ

نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ اُن کے لب اونٹ کے سے ہیں وہ چنگاریاں نگلتی ہیں اور وہ اُن کے اسفل سے نکل رہی ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپکا گذر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں۔ اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور اُن ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چیں تھے ف عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہیں ہو مگر انکشاف اُس کا مشروط نہیں صاحب کشف کے اُس مکان میں ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال اُن صورتوں کے نظر آئے ہوں جو آدم علیہ السلام کے یسار میں تھیں جن کا ذکر واقعہ دہم میں آویگا۔ اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہیں کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپ کا گذر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گذر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہانتک کہ آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں کہا گیا کہ موسیٰ اور اُن کی قوم ہیں لیکن اپنا سر اوپر اُٹھائیے اور دیکھئے سو دیکھا کیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی اُمت ہے اور ان کے علاوہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہونگے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (کذا رواہ الترمذی)۔

واقعہ ہفتم۔ جب آپ بیت المقدس پہونچے حضرت انس رضہ سے مسلم کی روایت ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے براق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السلام (اپنے مراکب کو) باندھتے تھے۔ اور بزار نے بریدہ سے روایت کیا کہ جبریل علیہ السلام نے پتھر میں جو کہ بیت المقدس میں ہے اُنگلی سے سوراخ کرکے

کر کے اُس سے براق کو باندھ دیا ف دونوں روایتیں اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ وہ حلقہ تو قدیم الزماں سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو جبریل علیہ السلام نے اُنگلی سے کھولدیا ہو اور دونوں حضرات باندھنے میں شریک ہوں - اور اس پر یہ شبہہ نکیا جاوے کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی کہ وہ تو مسخر کر کے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس عالم میں آنے سے اُسمیں کچھ آثار یہاں کے پیدا ہو گئے ہوں اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہو تاہم اُس کی شوخی وغیرہ سے آپ کے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتوں کا احاطہ کون کر سکتا ہے - **واقعہ ہشتم** تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ جب آپ بیت المقدس پہونچے اور اُس مقام پر پہونچے جس کا نام باب محمدؐ ہے تو براق کو باندھ کر دونوں صاحب فنا ء مسجد میں پہونچے تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمدؐ کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حور عین دکھلا دے آپنے فرمایا ہاں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتوں کے پاس جائیے اور اُن کو سلام کیجئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو سلام کیا تو اُنہوں نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا تم کس کے لیے ہو اُنہوں نے کہا کہ ہم نیک ہیں حسین ہیں اور ایسے مردوں کی بیبیاں ہیں جو پاک ہیں صاف ہیں اور میلے نہونگے اور ہمیشہ رہیں گے کبھی جنت سے جدا نہ ہونگے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مریں گے سو وہاں سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے سو میرا ہاتھ جبریل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں فارغ ہوا جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے کہا نہیں اُنھوں نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے - اور بیہقی نے ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اور جبریل بیت المقدس (کی مسجد) میں داخل ہوے اور دونوں نے دو دو رکعت نماز پڑھی - اور ابن مسعود کی روایت

ہیں اتنا اور زیادہ ہے کہ میں مسجد میں گیا تو انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہیں کوئی رکوع میں ہیں کوئی سجدہ میں پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف درست کرکے اس انتظار میں کھڑے ہوگئے کہ کون امامت کرتے ہیں سو جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعود رض سے مسلم نے روایت کیا ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور میں اُن کا امام بنا اور ابن عباس سے یہ ہے کہ جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہونچے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیاء آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور بیہقی میں ابوسعید سے اسطرح روایت ہے کہ آپ نے داخل ہوکر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اس جماعت کے آپ امام ہوئے) جب نماز پوری ہوگئی تو ملائکہ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمھارے ہمراہ کون ہیں اُنھوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا ان کے پاس پیام الہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے) بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالے ان پر تحیت نازل فرمادے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالے کے خلیفہ) پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن سبھوں نے اپنے رب پر ثنا کی سو ابراہیم علیہ السلام نے اسطرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالے کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھکو خلیل بنایا اور مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھکو آتش (نمرودی) سے نجات دی اور اُس کو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنادیا پھر موسی علیہ السلام نے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالے کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھکو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری اُمت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اُسی کے موافق عدل کرتے ہیں

ع کیونکہ جب آپ امام الانبیاء ہیں اور انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں تو امام الملائکہ بدرجہ اولے ہونگے ۱۲ منہ

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالے کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کو بھی (تسبیح کے لئے مسخر فرمایا) اور مجھکو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہیں اللہ تعالے کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز میں چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عمارات عالیشان اور مجسم تصاویر (کہ اُس وقت درست تھیں) اور مجھکو پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھکو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لئے شیاطین اور انسان اور جن اور طیر کے لشکروں کو مسخر کیا اور مجھکو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایاں نہ ہوگی اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اُس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالے کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھکو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ اُن کو مٹی سے بنا کر کہدیا کہ تو (ذی روح) ہو جا اور اور وہ (ذی روح) ہو گیا اور مجھکو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا اور مجھکو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا تو وہ خدا تعالی کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھکو ایسا بنایا کہ میں بحکم خدا مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھکو پاک کیا اور مجھکو اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تم نے سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جمیع محامد اللہ تعالی کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھکو رحمۃ للعالمین۔ اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھپر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا

جس میں ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃ خواہ اشارۃ) اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے نفع (دین) کے لئے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اوّل بھی ہیں (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی زمانہ میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھکو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ پھر آپ کے عروج الی السموات کا ذکر کیا اور ایک روایت میں آپ نے بالخصوص تین پیغمبروں کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسےٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا اور ہر ایک کا حلیہ بیان فرمایا اور اُس میں یہ بھی ہے کہ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمدؐ یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہیں اُنکو سلام کیجئے میں نے اُن کی طرف دیکھا تو اُنھوں ہی نے پہلے مجھکو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباس رضؓ نے آپ سے روایت کیا ہے کہ لیلۃ الاسراء میں دجال کو بھی دیکھا اور خازن نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہرا اس اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا یعنی اُس کی صورت مثالیہ کو کیونکہ وہاں اُس کا نہ ہونا ظاہر ہے

واقعہ نہم۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے جبرئیل علیہ السلام آپکے سامنے ایک ظرف شراب کا اور ایک دودھ کا لائے آپ فرماتے ہیں میں نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپنے فطرت (یعنی طریق دین) کو اختیار فرمایا پھر آسمان کیطرف عروج کیا (کذا رواہ مسلم) اور احمد کی حدیث میں بروایت ابن عباس رضؓ ایک ظرف دودھ کا ایک شہد کا آیا ہے۔ اور بزار کی روایت میں تین ظرف آئے ہیں دودھ اور شراب اور پانی اور شداد بن اوس کی حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ بعد نماز کے مجھکو پیاس لگی اُس وقت یہ برتن حاضر کیئے گئے اور جبکہ میں نے دودھ کو

اختیار کیا تو ایک بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ تمہارے دوست نے فطرت کو اختیار کیا **ف** متعلق واقعہ بست وہشتم و نہم براق کے باندھنے کے بعد جو واقعات مذکور ہیں اُن میں ترتیب اسطرح مفہوم ہوتی ہے نمبر۱ فنا مسجد میں پہونچکر حوروں سے ملنا بات کرنا ۲ آپ کا اور جبریل علیہ السلام کا دو دو رکعت پڑھنا غالباً یہ تحیۃ المسجد ہے اسوقت غالباً بعض دوسرے انبیاء علیہم السلام پہلے سے جمع تھے جن کو آپ نے مختلف حالتوں میں دیکھا کسیکو راکع کسیکو ساجد غالباً یہ سب تحیۃ المسجد پڑھتے تھے اور ان میں سے بعض کو پہچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی حضرات تمام اپنی نمازوں سے فارغ ہوکر اسی تحیۃ المسجد میں بھی آپ کے مقتدی ہو گئے ہوں گے ۳ پھر بقیہ انبیاء علیہم السلام کا جمع ہو جانا ۴ پھر اذان و تکبیر ہونا اور جماعت ہونا جس میں آپ امام تھے اور تمام انبیاء علیہم السلام اور بعض ملائکہ آپ کے مقتدی تھے ان میں سے بعض کو آپ نہ پہچانتے تھے اسیواسطے جبریل علیہ السلام نے بتلایا کہ جمیع انبیاء مبعوثین نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اس کی تحقیق کہ یہ نماز کونسی تھی واقعہ بست وسوم کے ذیل میں آوے گی اور اذان و اقامت یا تو ایسی ہی ہو گو عام حکم اُسکا مدینہ میں پہونچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو ۵ پھر ملائکہ سے تعارف ہونا شاید خازن نار سے ملاقات بھی اسی ضمن میں ہوئی ہو جسمیں اُنھوں نے پوچھا کہ یہہ کون ہیں اور نام سُنکر فرشتوں کا پوچھنا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا دلیل اس کی یہ ہے کہ ان فرشتوں کو آپ کے متعلق یہ علم تھا کہ آپ کے لئے ایسا ہونے والا ہے آگے اسمیں دو احتمال ہیں یا تو ہنوز اعطار نبوت ہی کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے مشاغل مختلف ہیں دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہیں ہوتا اور یا نبوت کا علم پہلے سے ہو اور مقصود پوچھنے سے یہ ہو کہ معراج کے لئے اُن کے پاس حکم پہونچ چکا اور اسیطرح آگے جو سمٰوات میں سوال ہوا ہے وہاں بھی یہی تقریر ہے ۶ پھر حضرات انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا ۷ پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا ۸ پھر پیالوں کا پیش ہونا جن کی روایات میں غور کرنے سے

معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دودھ اور شہد اور خمر اور پانی کسی نے دو کے ذکر پر اکتفا
کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ کہ تین ہوں ایک پیالے میں پانی ہو کہ شیرینی میں شہد
جیسا ہو کبھی اسکو شہد کہدیا ہو کبھی پانی اور ہرچند کہ شراب اسوقت حرام نہ تھی کیونکہ
یہ مدینہ میں حرام ہوئی ہے مگر سامان نشاط ضرور ہے اسلئے مشابہ دنیا کے ہے شہد بھی
اکثر تلذذ کے لئے پیا جاتا ہے غذا کے لئے نہیں تو یہ بھی امر زائد اور اشارہ لذات دنیا کیطرف
ہوا اور پانی بھی معین غذا ہے غذا نہیں جس طرح دنیا معین دین ہے مقصود نہیں اور دین
خود غذائے روحانی مقصود ہے جیسا دودھ غذائے جسمانی مقصود ہے اور گو غذائیں اور
بھی ہیں مگر دودھ کو اوروں پر ترجیح ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونوں کا کام دیتا ہے
اور ایسے ہی ظروف کا بعد سدرۃ المنتہی کے پیش ہونا آیا ہے جیسا آگے آوے گا تو یہ
پیشی مکرر ہوئی ہے (صرح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیر) شاید اسمیں مصلحت تقویت
تنبیہ و تاکید تحذیر ہو۔ ۹ پھر آسمان کا سفر۔ اور اس تقریر سے جس طرح ترتیب واقعات
کی معلوم ہوئی اسیطرح روایات مذکورہ کے اشکالات از قبیل تعارض بھی رفع ہو گئے
اور روایات جمع ہو گئیں ولعل عند غیری احسن من ہذا۔ اور شاید یہاں پر انبیاء اور
ملٰئکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو واللہ اعلم۔ واقعہ دہم اسکے بعد آپ
کا آسمانوں پر صعود ہوا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ براق پر تشریف لے
گئے بخاری میں آپ کا ارشاد ہے کہ بعد قلب دھونے اور اس میں ایمان و حکمت
بھرنے کے مجھکو براق پر سوار کیا گیا جس کا ایک قدم اس کے منتہائے نگاہ پر پڑتا ہے
اور مجھکو جبریل لے چلے یہانتک کہ آسمان دنیا تک پہونچے اس سے ظاہراً یہی معلوم
ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی براق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے گو درمیان میں بیت
المقدس میں بھی اُترے۔ اور بیہقی میں ابو سعید کی روایت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال بیت المقدس کے) جبرئیل میرے سامنے ایک زینہ
لایا گیا جسپر بنی آدم کی ارواح (بعد موت کے) چڑھتی ہیں سو اس زینہ سے زیادہ خوبصورت
خلائق کی نظر سے نہیں گذرا تم نے (بعض) میت کو آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے

ہوے دیکھا ہوگا سو وہ اس زینہ کو دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور شرف مصطفےٰ میں ہے
کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اُس کے داہنے بائیں ملائکہ اوپر تلے گھیرے
ہوے تھے۔ اور کعب کی روایت میں ہے آپ کے لئے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا
اور ایک سونے کا یہانتک کہ آپ اور جبریل اُسپر چڑھے۔ اور ابن اسحق کی روایت
میں آپ کا ارشاد ہے کہ جب میں بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا
گیا اور میرے رفیق راہ (جبریل) نے مجھکو اُس پر چڑھایا یہانتک کہ دروازہ آسمان
تک پہونچے ف براق اور زینہ کی روایات میں اسطرح جمع ممکن ہے کہ کچھ ایک پر
سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جسطرح مکرم مہمان کے روبرو کئی سواریاں حاضر کیجاتی ہیں
اُس کو اختیار رہوتا ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر قطع کرے۔ اور براق
ہر چند کہ نہایت تیز رفتار ہے مگر اُس کی سرعت اور بطور راکب کے قبضہ میں ہوگا
کیونکہ براق پر سوار ہونے کے بعد مختلف مواقع ومقامات پر نزول اور مختلف مناظر
پر مفصل اطلاع ومرد ظاہرا اعتدال فی السیر کا قرینہ ہے۔ **واقعہ یازدہم** حضرت
جبریل علیہ السلام کے ساتھ اول آسمان دنیا تک پہونچے جبریل علیہ السلام نے (آسمان
کا) دروازہ کھلوایا (ملائکہ بوابین کی طرف سے) پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں
پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہیں اُنھوں نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا
گیا کہ کیا ان کے پاس پیام الہٰی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے) بھیجا گیا
جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث میں ابوسعیدؓ سے
روایت ہے کہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہونچے اس کا نام
باب الحفظہ ہے اسپر ایک فرشتہ مقرر ہے اُس کا نام اسماعیل ہے اُس کی ماتحتی
میں بارہ ہزار فرشتے ہیں اور شریک کی روایت میں حدیث بخاری میں یہ بھی ہے
کہ اہل سموات کو خبر نہیں ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے جب تک
کہ اُن کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے اھ جیسے یہاں جبریل علیہ السلام کی زبانی معلوم
ہوا اس سے فرشتوں کے اس پوچھنے کی وجہ معلوم ہوگئی کہ کیا ان کے پاس پیام الہٰی

پہونچا ہے اور اس پوچھنے میں جو دو احتمال ذکر کئے گئے تفصیل اسکی واقعہ ہشتم ۵ میں مذکور ہوئی ہے اور وہاں خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی لکھی گئی ہے اس دلیل نقلی سے اُس توجیہ عقلی کی تائید ہو گئی۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ فرشتوں نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا آپ فرماتے ہیں کہ میں وہاں پہونچا تو حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے اُن کو سلام کیا اُنھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان دنیا میں ایک شخص کو بیٹھا دیکھا جن کے داہنی طرف کچھ صورتیں نظر آتی ہیں اور کچھ صورتیں بائیں طرف ہیں جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہیں ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں روتے ہیں میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں اُنھوں نے کہا آدم علیہ السلام ہیں اور یہ صورتیں داہنی اور بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں سو داہنی طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں اسلئے داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھکر روتے ہیں (کذا فی المشکوۃ عن الشیخین) اور بزار کی حدیث میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ اُن کی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اُس میں سے خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائیں طرف ایک دروازہ ہے کہ اُس میں سے بدبودار ہوا آتی ہے جب داہنی طرف دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں مغموم ہوتے ہیں۔ اور شریک کی روایت بالا میں یہ بھی ہے کہ آپ نے سماء دنیا میں نیل اور فرات کو دیکھا اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ اسی سماء دنیا میں ایک اور نہر بھی دیکھی کہ اُسپر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہیں اور وہ کوثر ہے ف حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء ہیں اسکے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسیطرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسیطرح بقیہ سموات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہہ یہی سوال ہوتا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر انکی روح کا تمثل ہوا یعنی غیر عنصری جسد سے جسکو صوفیہ

جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت ومشیت حق۔ اور ظاہرا یہ جسم مثالی جو دونوں جگہہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لئے باوجود لقا ربیت المقدس کے آسمان میں نہیں پہچانا۔ البتہ حضرت عیسے علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہیں اُن کو وہاں دیکھنا مع الجسد ہو سکتا ہے لیکن اُن کو جو بیت المقدس میں دیکھا جیسا واقعہ ہشتم میں مذکور ہے وہ مع الجسد نہیں تھا بلکہ بالمثال ہے کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس میں مع الجسد ہوں اور آسمان سے وہ آگئے ہوں یا دونوں جگہہ مع الجسد ہوں کہ اول آسمان سے بیت المقدس آئے ہوں پھر یہاں سے وہاں پہونچ گئے ہوں مگر خلاف ظاہر ہے واللہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے داہنے بائیں جو صورتیں نظر آئیں وہ بھی ارواح کی صورتیں مثالیہ تھیں اور بزار کی روایت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارواح اسوقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھیں بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھیں اور اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اُس دروازہ سے اُن صورتوں کا عکس اس مقام پر پڑتا ہوگا یا وہ ہوا جو آتی تھی آخر وہ بھی جسم ہے اُس میں خاصیت انطباع وانعکاس کی ہوگی جیسے ہوا شعاعوں سے متکیف ہو کر قابل رویت کے ہو جاتی ہے کیونکہ اُس روایت میں دروازہ کا ہونا آیا ہے یہ ظاہرا قرینہ ہے اس کا کہ وہ دروازہ واسطہ تھا یہاں تک اُن صورتوں کے اثر پہونچنے کا واللہ اعلم پس اسمیں یہہ اشکال نرہا کہ نص قرآنی ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہیں جا سکتیں پھر آسمان دنیا پر یہہ روحیں کافروں کی جو بائیں طرف تھیں کیسے پائی گئیں۔ اور نیل وفرات کا دوسری روایات میں ساتویں آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ میں دیکھنا ثابت ہوتا ہے سو اس سوال کا جواب کہ یہہ نہریں تو دنیا میں ہیں وہاں ہونے کے کیا معنی آگے...... سدرۃ المنتہی کے ذکر کے موقع پر دیا جاوے گا یہاں صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ

سمجھ لی جاوے وہ یہ ہے کہ اصل چشمہ ان کا سدرۃ المنتہی کی جڑ ہو اور پھر نکلکر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور پھر وہاں سے زمین میں آتا ہو جیسا آگے مذکور ہوگا۔ اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال رفع کر لیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت میں ہونا منصوص ہے یعنی اصل وہاں ہو اور یہاں اسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اس کی میدان قیامت میں ہوگی۔ واقعہ دوازدہم بخاری کی حدیث میں ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہانتک کہ دوسرے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب میں (وہاں) پہونچا تو حضرت یحیٰی و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہیں اور وہ دونوں باہم خلیرے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحیٰی و عیسےٰ ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف حضرت یحیٰی علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہیں چونکہ نانی بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اسلئے عیسےٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسےٰ علیہ السلام کی والدہ کے قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع میں عیسے علیہ السلام کی والدہ ہوتیں تو یحیٰی علیہ السلام و عیسے علیہ السلام خلیرے ہوتے اسلئے مجازاً انکو خلیرا فرما دیا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام حضرت یحیٰی علیہ السلام کی خالہ کی اولاد میں ہیں اگرچہ بیٹے نہیں مگر نواسے ہیں۔ اور ان دونوں نے بھائی اس لئے کہا کہ یہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے نہیں ہیں۔ واقعہ سیزدہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام تیسرے آسمان کی طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی

بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ
بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب میں (وہاں) پہونچا تو حضرت
یوسف علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہہ یوسف ہیں ان کو سلام
کیجئے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح
کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتا
کیا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک (بڑا) حصہ عطا کیا گیا ہے (کذا فی
المشکوٰۃ عن مسلم) اور بیہقی کی حدیث میں بروایت ابو سعید اور طبرانی کی حدیث میں
بروایت ابو ہریرہ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے کہ ایک ایسے شخص کو
دیکھا جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہے اور لوگوں پر حسن میں ایسی فضیلت رکھتا
ہے جیسے چودھویں شب کا چاند باقی کواکب پر اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ
کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہوں اور قرینہ اس کا
ایک حدیث ہے جس کو ترمذی نے حضرت انس رضہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہو اور تمھارے
نبی اُن سب سے زیادہ حسین اور سب میں زیادہ خوش آواز تھے دوسرا احتمال یہ
ہے کہ یہہ عموم اپنے ظاہر پر باقی رہے اور فضل جزئی فضل کلی میں قادح نہیں۔
یا یوں کہا جاوے کہ حسن کے انواع مختلف ہیں ایک نوع میں حضرت یوسف علیہ
السلام احسن ہوں اور ایک نوع میں ہمارے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم احسن ہوں
اور خود ان دونوں نوعوں میں یوں تفاضل ہو کہ نوع یوسفی ظاہراً و بداہۃً ابہر و اظہر
او روا قف عند حد ہو اور نوع محمدی معنیً و امعاناً الطف و ادق اور لا تقف الی
حد ہو اول نوع کا لقب حسن صباحت مناسب ہے اور دوسری نوع کا نام حسن ملاحت
گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہے ؎ یزیدک وجہہ حسنا اذا ما زدتہ نظرا + واللہ اعلم
بحقائق الامور و المحل محل ادب واقعہ چہاردہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبریل علیہ
السلام آگے لیکر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا

پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب میں وہاں پہونچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف باوجودیکہ ادریس علیہ السلام آپ کے اجداد میں ہیں پھر ان کا برادر کہنا اخوۃ نبوۃ کی بنا پر ہے اور ابن پر اس کو ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہے برابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجہ کے بیٹے کو بھائی کے لقب سے پکارنے لگتے ہیں اور ابن المنیر نے کہا ہے کہ ایک طریق شاذ میں مرحبا بالابن الصالح بھی آیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت الیاس علیہ السلام کا لقب ہے اور یہی ملے ہیں اور یہ اجداد نبویہ میں سے نہیں واللہ اعلم۔ واقعہ پانزدہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبریل آگے لیکر چڑھے یہانتک کہ پانچویں آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہاں وہاں سے کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہونچا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو واقعہ شانزدہم : یہی میں ہے کہ پھر مجھکو جبریل آگے لیکر چڑھے یہانتک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہاں کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہونچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا آپ

رونے کا کیا سبب ہے انھوں نے فرمایا کہ میں اسلیئے روتا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے جنکی امت کے جنت میں داخل ہونے والے میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے بہت زیادہ ہوں گے (تو مجکو اپنی امت پر حسرت ہے کہ انھوں نے میرا اس طرح اتباع نہ کیا جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کی اطاعت کرے گی اور اسلیئے میری امت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے تو انکے حال پر رونا آتا ہے) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ آپکے اتباع تھوڑی ہی مدت میں کہ اسوقت تک آپ سن شیخوخت تک بھی نہ پہونچیں گے اتنی کثرت سے ہوجاویں گے کہ اوروں کے سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہیں ہوے و نیز آپ کی کل عمر ترسٹھ سال کی ہوئی اور موسی علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیا)۔

واقعہ ہفدہم بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبریل آگے لیکر ساتویں آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہیں کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا کہا ہاں کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب میں وہاں پہونچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے جد امجد ابراہیم ہیں انکو سلام کیجیے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں کہ جنکی باری پھر نہیں آتی (یعنی اگلے روز اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہیں کذا فی المشکوۃ عن مسلم اور دلائل بیہقی میں ابو سعید سے روایت ہے کہ جب مجھکو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں بہت حسین ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں اور میری امت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جنپر سفید کپڑے ہیں اور ایک وہ جنپر میلے کپڑے ہیں میں بیت المعمور میں داخل ہوا

اور سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہوئے اور دوسرے روک دئے گئے
سو میں نے اور میرے ساتھ والوں نے وہاں نماز پڑھی ف بعض روایات میں ترتیب
منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر اصح یہی ہے جو مذکور ہوا واللہ
اعلم اور بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آویگا۔ واقعہ ہشدہم بخاری
میں ہے کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا سو اُس کے بیر اتنے بڑے بڑے
تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اُس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبریل علیہ
السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے اور وہاں چار نہریں ہیں دو اندر کو جا رہی ہیں
اور دو باہر کو آرہی ہیں میں نے پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ یہ جو
اندر کو جاتی ہیں یہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر جو آرہی ہیں یہ نیل اور فرات
ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد
کا لایا گیا میں نے دودھ کو اختیار کیا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین)
ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روایت میں ہے
کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ میں یہ چار نہریں ہیں اور مسلم میں یہ ہے کہ اُس کی جڑ سے یہ
چار نہریں نکلتی ہیں اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم
علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھکو ساتویں آسمان کے بالائی سطح پر لے گئے یہانتک
کہ آپ ایک نہر پر پہونچے جس پر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے اور اس پر
سبز لطیف پرندے بھی تھے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو آپکے رب نے
آپ کو دی ہے اُسکے اندر برتن سونے اور چاندی کے پڑے ہیں اور وہ یاقوت
اور زمرد کے سنگریزوں پر چلتی ہے اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے میں
نے ایک برتن لے کر اس میں سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے
زیادہ خوشبودار تھا۔ اور بیہقی کی حدیث میں ابو سعید کی روایت سے ہے کہ
وہاں ایک چشمہ تھا جس کا نام سلسبیل تھا اور اُس سے دو نہریں نکلتی تھیں ایک
کوثر اور دوسری نہر رحمت۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھکو سدرۃ المنتہی

تک پہونچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان میں ہے اور زمیں سے جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ اُس تک پہونچتے ہیں اور وہاں سے اوپر اُٹھا لیئے جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ (اول) اُسی پر نزول کرتے ہیں اور وہاں سے نیچے (عالم دنیا میں) لائے جاتے ہیں (اور اسی واسطے اُس کا نام سدرۃ المنتہی ہے) اور بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کو ایسی رنگتوں نے چھالیا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھیں اور مسلم میں ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث میں ہے کہ ٹڈیاں تھیں سونے کی اور ایک حدیث میں ہے کہ اُس کو فرشتوں نے چھالیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب خدا کے حکم سے اُس کو ایک عجیب چیز نے چھالیا تو اسکی ہیئت بدل گئی سو کوئی شخص خلائق میں سے اسکا وصف بیان نہیں کرسکتا۔ اور ایک روایت میں سدرۃ المنتہی کے دیکھنے اور برتنوں کے پیش کئے جانے کے درمیان میں یہ ہے کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا رواہ مسلم) اور ایک روایت میں بعد سدرۃ المنتہی دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر میں جنت میں داخل کیا گیا تو اُس میں موتیوں کے گنبد ہیں اور مٹی اس کی مشک ہے (کذا فی المشکوۃ عن الشیخین) ف ظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہی کا ساتویں آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور چھٹے میں ہونے کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ اُس کی جڑ ممکن ہے چھٹے میں ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چار نہریں چھٹے میں ہوں جیسا کہ روایات میں ہے کہ یہ نہریں اُس کی جڑ سے نکلتی ہیں اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے گذر کر ساتویں کے اندر کو نفوذ کرتا ہوا آگے پہونچا تو یہ موقع نفوذ کا اُسکے لئے بمنزلہ جڑ کے ہے جو ساتویں میں ہے تو وہ نہریں اس دوسری جڑ سے نکلیں اور یہ جو اندر کو جاری تھیں یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں سلسبیل کی شاخیں ہیں ممکن ہے کہ یہ سلسبیل اور اُس کا وہ موقع جہاں سے کوثر و نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہے یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ میں ہوں۔ اور ابن ابی حاتم کی روایت بالا سے ظاہرا کوثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا ہے

سو غالباً خارج وہ حصہ ہے جو سدرہ کی جڑ میں ہے باقی زیادہ حصہ اُس کا جنت کے اندر ہے جیسا اور حدیثوں میں اُس کا جنت کے اندر ہونا وارد ہے۔ اور نیل و فرات کا آسمان پر ہونا اسطرح ممکن ہے کہ دنیا میں جو نیل و فرات ہیں ظاہر ہے کہ بارش کا پانی جذب ہو کر پتھر سے جاری ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا نیل و فرات کا مادہ ہے ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس طور پر نیل و فرات کی اصل آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہی کے الوان کی نسبت فراش و جراد کہنا تشبیہاً ہے ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہہ فرمانا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھے اِس کے معنی یا تو یہہ ہیں کہ اول معلوم نہوا ہو یا یہہ فرمانا تعجباً ہے کہ اُس کے حسن کی تعبیر کا طریقہ نہیں معلوم کس طرح بیان کیا جاوے اور مسلم کی روایت سے جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہی سے بھی اوپر ہے جیسا اِس لفظ سے معلوم ہوتا ہے بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفع لی البیت المعمور کا اور یہہ رفع مؤخر ہے سدرۃ المنتہی کے دیکھنے سے جیسے کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے اور خود سدرۃ المنتہی کا مقام ابراہیم علیہ السلام سے بالاتر ہونا بھی معلوم ہوتا ہے جیسا اِس لفظ کا مدلول ہے کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کا اور یہہ موخر ہے ابراہیم علیہ السلام کے ملنے سے جیسا کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے پھر اس کے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جیسا واقعہ ہفدہم میں ہے سو اُس کی توجیہ قریب یہ ہے کہ بنیاد اس کی ساتویں آسمان پر ہو اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے کمر لگائے ہوں مگر ارتفاع اس کا رفیع سے بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہی سے جو کہ ساتویں آسمان سے بلند ہے نیز بلند تر ہو اور واقعہ ہفدہم میں جو آپ کا نماز پڑھنا ہمراہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس والوں کے مذکور ہے اِس میں بھی اشکال نہیں کیونکہ نماز نیچے کے درجہ میں ہوگی جیسا اکثر مساجد میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ذکر

کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت معمور ایک مسجد ہے آسمان میں مقابل خانہ کعبہ کے اسطرح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اُس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں اور جب وہ نکل آتے ہیں تو اُن کی باری دوبارہ نہیں آتی اور یہ جنت میں داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہو اور ممکن ہے کہ بعد میں ہو لیکن اتنا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہی کے قریب ہے اور اس میں دونوں احتمال ہیں کہ جنت کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہو اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو یہہ جنت قریب سدرۃ المنتہے کے ہے مگر اُس سے ارفع بھی ہے چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدری سے بعد سدرۃ المنتہی کی سیر کے یہہ روایت کیا ہے کہ ثم رفعت الی الجنۃ یعنی پھر مجھکو جنت کے طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور میں یہہ بھی ہے کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اُس میں اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اُس میں پتھر اور لوہا بھی ڈالدیا جاوے تو اُسکو بھی کھالے پھر وہ بند کر دیا گیا اھ اس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہہ پر رہا اور آپ اپنی جگہہ رہے درمیان سے حجاب اُٹھا کر آپ کو دکھلا دیا گیا واقعہ تو زدہم بخاری میں بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنوں کے پیش کئے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھپر پچاس نمازیں ہر یوم میں فرض کی گئیں اور ایک روایت میں بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے ہے کہ پھر مجھکو عروج کرایا گیا یہانتک کہ میں ایک ہموار میدان میں پہونچا جہاں میں نے قلموں کی آواز جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے سُنی سو مجھ پر اللہ تعالے نے پچاس نمازیں فرض کیں (کذا فی المشکوۃ عن الشیخین) ف پہلی روایت سے فرضیت صلوۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ پھر کا مقتضا ہے جو مدلول ہے کلمہ ثم کا اور دوسری روایت سے فرضیت صلوۃ کا اُس میدان میں پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ سو کا مقتضا ہے جو ترجمہ ہے فار کا ثابت ہوتا ہے جس سے دونوں میں غور

کرنے سے یہہ ترتیب سمجھ میں آتی ہے کہ بعد عرض بیت المعمور کے اُس میدان
میں پہونچنا ہوا اور اُس میدان میں پہونچنے کے بعد نمازیں فرض ہوگئیں واللہ
اعلم نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف اقلام کا سدرہ اور بیت المعمور سے
ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہہ کہ یہہ اقلام تقدیر کے ہیں جو احکام تکوینیہ جزئیہ
یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں اور سدرہ کی نسبت واقعہ ہشتدہم میں
آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اول وہاں آتے ہیں تو سدرہ
اُس کے تحت میں ہوا اسیطرح بیت المعمور کی اصل ساتویں آسمان میں ہے
اور وہاں فرشتے عبادت میں مشغول ہیں اور سموات اس عموم میں داخل ہیں
یتنزل الامر بینھن تو بیت المعمور بھی اُس کے تحت میں ہوا واقعہ بستم بزار نے
حضرت علی رضہ سے معراج کے باب میں ایک حدیث ذکر کی ہے اور اُس میں جبریل
علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے یہانتک کہ حجاب تک پہونچے اور یہہ بھی
فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ قسم
اُس ذات کی جسنے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جب سے میں پیدا ہوا
ہوں میں نے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا اور حالانکہ میں خلائق میں رتبہ کے اعتبار
سے بہت مقرب ہوں اور دوسری حدیث میں ہے کہ مجھسے جبریل علیہ السلام
نے مفارقت اختیار کی اور تمام آوازیں مجھسے منقطع ہوگئیں (کذافی شرح النووی
لمسلم) اور ابو الحسن بن غالب نے ابو الربیع بن سبع کی طرف شفاء الصدور میں
حدیث ابن عباس سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میرے پاس جبریل آئے اور میرے رب کی طرف چلنے میں میرے ہم سفر رہے
یہاں تک کہ ایک مقام تک پہونچے پھر ٹھہر گئے میں نے کہا اے جبریل کیا ایسے
مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے اُنھوں نے کہا کہ اگر میں اس
مقام سے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں اھ شیخ سعدی رح نے اسی کا ترجمہ کیا ہے

ے بدو گفت سالار بیت الحرام * کہ اے حامل وحی برتر خرام * چو در دوستی مخلصم

یافتی ٭ عمانم زصحبت چرا تافتی ٭ بگفتا فراتر مجالم نماند ٭ بماندم کہ نیروی بالم نماند ٭
اگر یک سر موی برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم ٭ اور اسی حدیث مذکور میں یہ بھی
ہے کہ پھر مجھکو نور میں پیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھکو طے کرائے گئے کہ ان
میں ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھسے تمام انسانوں اور فرشتوں
کی آہٹ منقطع ہو گئی اُس وقت مجھکو وحشت ہوئی تو اُسوقت مجکو ایک پکارنے
والے نے ابوبکر رضہ کے لہجہ میں پکارا کہ ٹھہر جایئے آپ کا رب صلوۃ میں مشغول ہے
اور اُس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ مجکو ان دو امر سے تعجب ہوا ایک تو یہ
کہ کیا ابوبکر مجھسے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب صلوۃ سے بے نیاز ہے
ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ آیت پڑھو ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم
من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما۔ سو میری صلوۃ سے مراد رحمت
ہے آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے۔ اور ابوبکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم
نے ایک فرشتہ ابوبکرؓ کی صورت کا پیدا کیا جو آپ کو اُن کے لہجہ میں پکارے تاکہ
آپ کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہو جو آپ کو فہم مقصود سے
مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک
رفرف یعنی مسند سبز میرے لئے اُتاری گئی اور میں اُسپر رکھا گیا پھر مجھکو اوپر اُٹھایا
گیا یہانتک کہ میں عرش تک پہونچا تو میں نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اُس کو
بیان نہیں کر سکتی مواہب میں ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور
سے نقل کر کے کہا ہے والعہدۃ علیہ فی ذلک اھ ف بزار کی روایت سے ظاہرا
معلوم ہوتا ہے کہ عروج سموات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الٰہیہ
کی توجہ کے لئے جو آپ کو حکم ہوا ٹھہرنے کا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا آگے بڑھنا
نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو شغل مانع ہو جاوے گا توجہ رحمت سے جسطرح مخلوق کے لئے
ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اس
وقت خاص رحمت فرما رہے ہیں آپ سیر کو منقطع کیجئے اور اُس میں مشغول ہو جیے

کیونکہ شغل سیر مانع ہوگا یکسوئی تام سے اُس رحمت کے اخذ کرنے میں واللہ اعلم واقعہ نسبت دیگر حق تعالیٰ کی رویت اور کلام۔ ترمذی نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر کے حسن سے روایت کیا کہ اُنھوں نے حلف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس رویت کو ثابت کیا اور ابن عباس کے تمام اصحاب اسکے قائل ہیں اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اسکا جزم کرتے ہیں اور نسائی نے باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہے اُنھوں نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم کے لئے ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور رویت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اور طبرانی نے اوسط میں بسند ثقات ابن عباس رض سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ اور خلال نے کتاب السنہ میں مروزی سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام احمد سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اُسنے اللہ تعالےٰ پر بڑا افترا کیا سو کونسی دلیل سے حضرت عائشہ کے قول کا جواب دیا جاوے اُنھوں نے فرمایا کہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے رایت ربی یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے (تو امام احمد کی روایت سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہوگئی) اور کلام کرنا صحاح میں ان امور کیساتھ وارد ہے پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور خواتیم سورہ بقرہ عنایت ہوئیں اور جو شخص آپ کی امت میں سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسیکو شریک نہ ٹھہراوے اُس کے گناہ معاف کئے گئے (کذا رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اُسکو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اُس کو کرلیا تو (کم از کم) دس حصے کرکے لکھی جاویگی اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نہ کرے تو وہ بالکل

نہ لکھی جاوے گی اور اگر اُس کو کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضؓ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اُس کا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملک عظیم اور لوہے کا نرم ہونا اور پہاڑوں کا مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس وجن وشیاطین وہوا کا مسخر ہونا اور بے نظیر ملک دنیا اور عیسےٰ علیہ السلام کو انجیل و توراۃ اور ابراء اکمہ وابرص واحیاء موتی کا عطا ہونا اور انکا اور اُن کی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر و وضع وزر و رفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمھارا بھی ہوتا ہے اور تمھاری امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اول بھی اور آخر بھی بنایا اور اور اُن کا کوئی خُطبہ درست نہیں جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دیں اور تمھاری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے سینے میں اُن کی کتاب رکھی اور تم کو پیدائش (عالم نور) میں سب سے اول اور بعث میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم بنایا اور میں نے تم کو سبع مثانی اور خواتیم سورہ بقرہ بلا شرکت دوسرے انبیاءؑ کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور تم کو فاتح اور خاتم بنایا اس کے اسناد میں ابو جعفر ہیں جن کو ابن کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے ف بعض صحابہ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے عـہ سے ہے جو مستنبط ہے

عـہ۔ کذا قال النووی وما اوردہ علیہ فی فتح الباری بقول عائشہ رضؓ فی قول اللہ تعالیٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخری انما سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال انما ہو جبریل فی روایۃ ابن مردویہ فقلت یارسول اللہ ہل رایت ربک فقال لا انما رایت جبرئیل منہبطا حیث سکت النفی عنہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال وہو دافع جزم النووی بان عائشہ لم تنف الرویۃ بحدیث مرفوع اجیب فاقول ہذا الایراد عجیب لان النفی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرویۃ الخاصۃ المذکورۃ فی ہذہ الایۃ لا بمطلق الرویۃ والکلام فی مطلقہا فافہم ۱۲ منہ

بعض عمومات سے جیسے لاتدرکہ الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات
کو محمول کیا جاوے گا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ و احاطہ پر اور آپ کا یہہ فرمانا کہ
نورانی اراہ محمول اسپر ہے کہ نور جس درجہ میں مانع رویت ہوتا ہے وہ درجہ مرئی
نہیں ہوا اور آخرت میں یہہ عادۃ مبدل ہوجاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ
اُس سے فوق استعداد بشری کے لئے متصور نہیں اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم
نہیں۔ اور خواتیم سورہ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ میں ہونا اِس روایت کے منافی نہیں
کہ اُس وقت اجمالا وعدہ ہوا ہوگا پھر مدینہ میں نزول تفصیلا عطا ہو گیا اور پانچ
نمازوں کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آخر میں پانچ رہگئیں اور ظاہرا یہہ سب کلام مقام
رویت میں ہوے ہیں قرینہ اس کا یہہ ہے کہ واقعہ نوز دہم میں مقام صریف الاقلام
کے بعد نمازوں کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اور مقام صریف الاقلام کے بعد ظاہرا
یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہے گو ممکن ہے کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام
صریف اقلام کے ہوئی ہوا اور خود یہہ امور جن کے ساتھ کلام واقع ہوا ظاہرا متحد
الوقت ہیں جب فرضیت صلوۃ کا یہہ وقت ہے تو سب مکالمات کا یہی ہوگا واللہ
اعلم اور یہہ جو حدیثوں میں کعب کا قول ہے ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین محمد وموسے
(کذا رواہ الترمذی) اس سے نفی کلام کی لازم نہیں آتی کیونکہ مراد اِس سے عادۃ کلام
کی ہے جو مرۃ بعد اخری ہوا اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام خاص
ایک ہی بار واقع ہوا چنانچہ اُسی حدیث میں کعبؓ کا قول ہے فکلم موسی مرتین ورآہ
محمد مرتین اور یہہ رویت مرتین جو فرمایا تو ظاہر یہی ہے جو ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ ایک
بار دل سے دیکھا ایک بار بصر سے اور یہہ جو حدیث میں حضرت جابر رضؓ کی نسبت آیا
ہے کہ ان کے قبل کسی سے مشافہۃ کلام نہیں ہوا مراد اس سے یہہ ہے کہ ایسے درجہ
کے آدمیوں میں پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہیں ہوئی اور یہہ جو ابن عباس رضؓ
نے فرمایا کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے لئے مراد اس سے بعض آثار خاصہ خلت کے ہیں تو اُن کے اختصاص

بابراہیم علیہ السلام سے استغفار تفس خلت کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے لازم نہیں آتا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہے اور بدی کا نہیں لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہیں وہ تو خود ایک عمل ہے کہ بدی میں بھی لکھا جاویگا بلکہ مراد اس سے مرتبہ تمنی ہے جبکہ ارادہ پختہ نہ ہوا ہو لیکن نیکی کی تمنی کو زائل کرنے کا قصد نہ ہو اور بدی کی تمنی کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت میں نیکی لکھی جاویگی اور بدی نہ لکھی جاوے گی واقعہ لبست و دوم واپسی فوق سموات سے سموات کی طرف۔ بخاری میں بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروف خمر و لبن و عسل کے (جس کا ذکر واقعہ ہشدہم میں ہوا ہے) یہ ہے کہ پھر مجھپر ہر رات دن میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر میں واپس ہوا آپ فرماتے ہیں کہ میں واپس ہوا اور موسی علیہ السلام پر گذرا تو اُنھوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا میں نے کہا کہ پچاس نمازوں کا رات دن میں حکم ہوا اُنھوں نے فرمایا کہ آپ کی امت سے پچاس نمازیں ہرگز رات دن میں نہ پڑھی جاویں گی واللہ میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کرچکا ہوں اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں اپنے رب کے پاس (یعنی اُس مقام کو جہاں یہ حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے میں واپس گیا سو اللہ تعالے نے دس نمازیں کم کردیں میں پھر موسٰے علیہ السلام کے پاس آیا اُنھوں نے پھر اسیطرح کہا میں پھر لوٹا سو دس اور کم کردیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھوں نے پھر اُسیطرح کہا میں پھر لوٹا سو دس اور کم کردیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھوں نے پھر اُسیطرح کہا میں پھر لوٹا تو مجھکو ہر روز میں دس نمازوں کا حکم ہوا میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اُنھوں نے پھر اسیطرح کہا میں پھر لوٹا سو ہر روز میں پانچ نمازوں کا حکم رہگیا موسی علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت (یعنی سب امت) ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکیں گی اور میں آپ کے قبل لوگوں کا تجربہ کرچکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں پھر اپنے رب کے پاس جائیے اور اپنے لئے اور تخفیف مانگئے آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت درخواست

کی یہانتک کہ میں شرما گیا (گو پھر بھی عرض کرنا ممکن تھا) لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں جب وہاں سے آگے بڑھا ایک پکارنے والے نے (حق تعالیٰ کی جانب سے) پکارا میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ اور مسلم کی روایت میں پانچ پانچ کا کم ہونا آیا ہے اور اس کے اخیر میں یہ ہے کہ اے محمد یہ پانچ نمازیں ہیں دن اور رات میں اور ہر نماز دس کی برابر ہے تو پچاس ہی ہوگئیں۔ اور نسائی میں ہے کہ حق تعالےٰ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس روز آسمان و زمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں سو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کیجئے۔ اور اس حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئیں تھیں مگر ان سے نہو سکیں اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ یہ پانچ ہیں برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کریں آپ فرماتے ہیں کہ میں پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے کہا پھر جائیے (اور تخفیف کرائیے) مگر میں پھر نہیں گیا۔ اور شیخین کی روایت میں ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اس میں تبدیل اور کمی نہیں ہوئی اور پچاس نمازوں کا بدلنا ہی مقدر تھا اسلئے اس میں بھی تبدیل نہیں ہوئی) کذا فی المشکوٰۃ ف فرضیت صلوٰۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان میں رویت و مکالمت وغیرہ ہو کر پھر واپسی ہوئی اور دس دس کم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دو دو بار میں یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اس کو تعارض نہیں۔ اور نسائی کی روایت سے اور مشکوٰۃ سے جو شیخین کی روایت نقل کی ہے اس سے آپ کے شرما جانے اور پھر درخواست نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کے

کا یہہ فرمانا تھا کہ یہہ پانچ ہیں برابر پچاس کے اور میرے یہاں بات نہیں بدلتی اِس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب و مرضی حق ہونے کا سمجھے گو اسمیں تصریح نہیں ہے کہ اس سے کمی ممکن نہیں کیونکہ اُس کے معنی یہہ تھے کہ موجودہ عدد جو پانچ کا ہے یہہ بھی پچاس کے برابر ہے ثواب میں کمی نہیں ہوئی اس میں اور کم ہونے کی نہ نفی ہے نہ کم کرانیکی نہی ہے اگر اور بھی کم ہوتی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کی برابر ہو جاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اُس سے یہہ لازم نہیں آیا تھا کہ اس سے کم عدد اس فضیلت کو نہیں پہونچ سکتا بلکہ اُس کے معنی صرف یہہ تھے کہ یہہ عدد اس سے کم فضیلت نہیں رکھتا۔ واقعہ بست و سوم واپسی سموات سے زمین کیطرف محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ مجھکو ام ہانی بنت ابی طالب سے جن کا نام ہند ہے معراج نبوی کے متعلق یہہ خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر میں سوتے تھے آپ نے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے ام ہانی میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر میں بیت المقدس پہونچا اور اُس میں نماز پڑھی پھر میں نے اب صبح کی نماز تمھارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لئے اُٹھے میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگوں سے یہہ قصہ نہ کہئے آپ کی تکذیب کریں گے اور آپ کو ایذا دیں گے آپ نے فرمایا واللہ میں ضرور اُن سے اس کو بیان کروں گا میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جانا کہ جو آپ لوگوں سے کہیں اور لوگ آپسے کہیں اُسکو سنے جب آپ باہر تشریف لے گئے ان کو خبر دی اُنھوں نے تعجب کیا اور کہا اے محمد اس کی کوئی نشانی ہے (جس سے ہم کو یقین آوے) کیونکہ ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی آپ نے فرمایا نشانی اس کی یہہ ہے کہ میں فلاں وادی میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا اور اُنکا

ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور میں نے اُن کو بتلایا تھا اُسوقت تو میں شام کو جارہا تھا (یعنی سفر اسرا آغاز تھا) پھر میں واپس آیا یہانتک کہ جب ضجنان میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر پہونچا میں نے لوگوں کو سوتا ہوا پایا اور اُن کا ایک برتن تھا جس میں پانی تھا اور اُس کو ڈھانک رکھا تھا میں نے ڈھکنا اُتار کر اُس میں کا پانی پیا پھر اُسیطرح بدستور ڈھانک دیا اور اُس کی یہ بھی نشانی ہے کہ اُنکا وہ قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو آرہا ہے سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اُس پر دو بورے لدے ہیں ایک کالا دوسرا دھاری دار لوگ ثنیۃ التنعیم کیطرف دوڑے سو اُس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا جیسا آپ نے فرمایا تھا اور اُن سے برتن کا قصہ پوچھا اُنھوں نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھکا ہوا تو ملا مگر اُس میں پانی نہ تھا اور اُن دوسرون سے بھی پوچھا (جنکا اونٹ بھاگنا بیان فرمایا تھا) اور یہ لوگ مکہ آچکے تھے اُنھوں نے کہا واقعی صحیح فرمایا اُس وادی میں ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو پکار رہا ہے یہانتک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ سے نشانی کی درخواست کی تو آپ نے اُن کو بدھ کے دن قافلہ کے آنے کی خبر دی جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے یہانتک کہ آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رُک گیا یہانتک کہ وہ لوگ جیسا آپ نے بیان فرمایا تھا آگئے

ف ان روایات سے چند امور ثابت ہوے اول عشا اور فجر کے درمیان درمیان سفر ذہاباً و ایاباً ختم ہو گیا اور عشا کی نماز گو اُسوقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہوں گے اور دوسرے مومنین بھی آپ کے ساتھ پڑھ لیتے ہوں گے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے تھی مگر احادیث سے اول امامت جبریل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہے تو غالباً اس فرضیت کی ابتدا اُسوقت بہ ظہر ہوگی۔ اور بیت المقدس میں جو نماز پڑھی اُس کی نسبت بعض روایات میں آیا ہے

حانت الصلوٰۃ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہے کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے تو غالباً یہہ تہجد کی نماز ہوگی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرائض کے موکد رہی اور اذان اسی تہجد کے لئے ہوئی ہوگی جیسا رمضان المبارک میں حضرت بلال کی اذان اسوقت میں وارد ہے۔ دوسرا امر یہہ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگوں کی تکذیب کی کیا وجہ اور اُس تکذیب میں آپ کے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہیں ہے بلکہ روحانی ومنامی ہے جسمیں مستبعد سے مستبعد امر کا دعوی بھی مقبولیت کی گنجائش رکھتا ہے۔ تیسرا امر سیرۃ ابن ہشام میں جن قافلوں کا ذکر ہے ظاہرا وہ دونوں الگ الگ ہیں اور بیہقی کی روایت میں جن کا ذکر ہے کہ وہ آئے نہ تھے یہہ الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن دونوں میں سے ایک تو مکہ آپہونچا تھا اور دوسرا تنعیم کو آتا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت شام تک نہ آنا اور حبس شمس ہونا مذکور ہے جس سے ظاہراً اس کا متغائر ہونا معلوم ہوتا ہے اور مواہب میں بلا سند دونوں قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری اونٹ کے پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کئے ہیں تو غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تینوں قافلے ایک ہی قافلہ کے ٹکڑے ہیں یہہ دو قصے دو جماعتوں میں ہوئے اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور حبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہہ سب ایک ہی مجموع کے آحاد ہیں اسلئے دو قصوں کو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ اور حبس شمس میں کوئی اشکال عقلی نہیں ہے اسلئے یہہ وجہ انکار کی نہیں ہو سکتی ہے اور عام چرچا اسکا اسلئے نہ ہوا ہو کہ تھوڑی دیر کے لئے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو اور یہہ امر باوجود تلاش کے مجھکو نہ ملا کہ واپسی آپ کی براق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر کسیکو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اُس میں ملحق کردے واقعہ نسبت و چہارم معاملہ مخاطبین بعد استماع قصہ حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شبا شب مسجد اقصے کی طرف لیجایا گیا

(اس میں آگے کی نفی نہیں) تو صبح کو لوگوں سے تذکرہ فرمایا بعضے لوگ جو مسلمان ہوے تھے مرتد ہو گئے اور بعضے مشرکین حضرت ابو بکر رضہ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے یوں کہتے ہیں کہ مجھکو رات ہی رات بیت المقدس لے جایا گیا حضرت ابو بکر رضہ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں اُنھوں نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہیں تو ٹھیک کہتے ہیں لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر میں اُن کی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے (حالانکہ وہ کسقدر دور ہے) اُنھوں نے فرمایا ہاں میں تو اس سے زیادہ بعید امر میں اُن کی تصدیق کرتا ہوں یعنی آسمان کی خبر کے بارہ میں جو اُن کے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدار میں کم ہے) اُن کی تصدیق کر لیتا ہوں اسی لئے اُن کا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن اسحق نے ف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعوی فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعضے لوگ مرتد ہو جاتے۔ واقعہ بست و چہارم و پنجم مطالبہ حجت از کفار واقامتش از سید الابرار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو اُنھوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں کہ جن کو میں نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھکو اسقدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالے نے اُسکو میرے لئے ظاہر کر دیا کہ میں اُس کو دیکھتا تھا اور وہ جو جو مجھ سے پوچھتے تھے میں اُن کو بتلاتا جاتا تھا روایت کیا اسکو مسلم نے (کذا فی المشکوٰۃ) اور احمد اور بزار نے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور میں اُس کو دیکھ رہا تھا یہانتک کہ عقیل کے گھر کے پاس لا کر رکھی گئی اور آپ نے سب بیان فرمایا

اور میں اُس کو دیکھ رہا تھا اور ابن سعد نے ام ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس میرے لئے متخیل (و متمثل) کیا گیا اور میں اُن لوگوں کو اُس کے نشان بتلا رہا تھا۔ اور ام ہانی کی اسی حدیث میں ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ مسجد کے کتنے دروازے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گنا نہ تھا آپ فرماتے ہیں کہ بس میں اُسکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلی کی روایت میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم ابن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا۔ ف اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری میں مع الجسم ہوا ہے ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہ ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضہ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا کہ آپ بیان فرمائیے کیونکہ میں نے اُسکو دیکھا ہے آپ بیان فرماتے تھے اور ابو بکر رضہ تصدیق کرتے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے ابو بکر تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) تو اسمیں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آپ کا پوچھنا شک و امتحان کے لئے نہ تھا بلکہ اس لئے تھا کہ کفار سن لیں اور کفار کو حضرت ابو بکر پر اس امر میں اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو دیکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوسات میں خلاف واقع کی تصدیق نہ کریں گے اور کفار کا دریافت کرنا یا تو اسی مجلس میں ہو پھر بادی خواہ وہ ہوں یا حضرت ابو بکر رضہ ہوں اور دوسرا مؤید سوال کا ہو گو قصد ہر ایک کا مختلف ہو اور یا دو مجلس میں ہو اور بیت المقدس کا اپنی جگہہ پر رہکر ظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا اُس کی مثال کا منکشف ہونا ان میں جمع کی صورت سہل یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس کی مثال منکشف ہوئی اور وہ دار عقیل کے پاس نمایاں ہوئی جیسا نسائی کی حدیث میں آپ کے سامنے دوزخ جنت کا متمثل ہونا آیا ہے اور غایۃ تشابہ کی وجہ سے اُس کو بیت المقدس کا منکشف ہونا فرمایا گیا اب یہہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہاں آتا تو اپنی جگہہ سے اُتنی دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ میں منقول ہوتا و ہذا آخر ما اردت ایرادہ

عـہ اور دیکھی تھیں روایات معراج میں اور ا... یہ کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخنوں سے اپنا منہ نوچتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا

کہ غیبت کرنے والے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر بھیجا۔ تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا معالجہ کیلئے مشورہ دیجئے۔ اسوقت جگہ یہ موثین نہیں ہیں

فی ہذا الحجر و مضی اللیل و بدا السحر ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ ہذا النبی خیر الخلائق و البشر
وعلیٰ آلہ و اصحابہ مصابیح الغرر ۔

فوائد متعلقہ واقعہ معراج

چونکہ عـــہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اسلئے برخلاف دوسرے فصول کے (کہ ان کے فوائد متعلقہ کو حواشی میں لکھا گیا جیسا کہ مقدمہ رسالہ میں مذکور رہے) اس کے بعض فوائد کو بھی اس کے بعد متن ہی میں لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ دو قسم کے ہیں ایک فوائد حکمیہ بضم الحاء جس کا لقب مقدمہ میں باب الانوار تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاء جس کا لقب مقدمہ میں باب الاسرار تجویز ہوا تھا قسم اول عملیات ہیں قسم ثانی علمیات ہیں۔

قسم اوّل فوائد حکمیہ بالضم

نمبر ۱۔ احادیث اسرا میں مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور گو فرشتے ذکورۃ و انوثۃ سے منزہ ہیں مگر اطلاقات شرعیہ میں ان کا ذکر بصیغ ذکور آیا ہے اسلئے یہ استنباط چسپاں ہو گیا نمبر ۲۔ اور اس میں یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر براق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اس سے احتیاط فی الامور و مباشرت اسباب کا منافی توکل نہ ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو نمبر ۳۔ اور اس میں یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے تو

عـــہ ۔ اگر یہ فصل کبھی الگ چھپے تو بعد سرخی فوائد متعلقہ واقعہ معراج یہ عبارت کافی ہے چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اسلئے اسکے بعض فوائد متعلقہ کو بھی اسکے بعد لکھنا مناسب معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ فوائد دو قسم کے ہیں ایک فوائد حکمیہ بضم الحاء جسکا حاصل احکام عملیہ ہیں اور دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاء جسکا حاصل تحقیقات علمیہ ہیں ایسکے بعد سرخی قسم اول الخ سے لکھا جاوے ۱۲ منہ

جبریل علیہ السلام نے جواب میں اپنا نام بتلایا کہ جبریل یوں نہیں کہا کہ میں اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب میں ادب یہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف میں کہنا اکثر اوقات معرفت کے لئے کافی نہیں ہوتا ایک حدیث میں اسپر انکار بھی آیا ہے نمبر۴- اور اسی سے استیذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر میں گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیئے نمبر۵- اُس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ ہمارے لئے ادب یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کریں نمبر۶- اور اُس میں یہہ ہے کہ آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھکر ہنستے تھے اور بائیں طرف دیکھکر روتے تھے اِس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت ہوتی ہے کہ اُس کی خوش حالی پر مسرور ہو اور بد حالی پر مغموم ہو نمبر۷- اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہہ کہکر روئے کہ ان کی امت کے لوگ جنت میں میری امت کے لوگوں سے زیادہ جاویں گے چونکہ یہہ رونا اپنی امت پر حزن و حسرت اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی کثرت تابعین پر غبطہ کے طور تھا اِس سے یہہ ثابت ہوا کہ امر خیر میں غبطہ محمود ہے اور غبطہ اُس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر یہہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہہ حسد ہے اور حرام ہے۔ یہہ فوائد نووی شارح مسلم نے لکھے ہیں اور ان کے علاوہ کچھہ اور فوائد بھی جو خیال میں آئے لکھے جاتے ہیں نمبر۸- اُن میں یہہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپکی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی اِس سے یہہ ثابت ہوا کہ راکب اگر کسی مصلحت سے اپنے خادم سے ایسا کام لے یا کوئی محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اُس کو گوارا کر لینا جائز ہے البتہ براہ کبر نہ ہو نمبر۹- اُن میں یہہ بھی ہے کہ آپنے راہ میں بعض مقامات متبرکہ میں نماز پڑھی اِس سے معلوم ہوا

کہ مقامات شریفہ میں نماز پڑھنا موجب برکت ہے بشرطیکہ اُس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہو خوب سمجھ لو نازک بات ہے نمبر ۱۰۔ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ راہ میں آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا جیسا کہ واقعہ ششم میں مذکور ہوا اِس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب اور عابر کسی جالس ور اجل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اُس کے لئے افضل ہے کہ راکب و عابر کو سلام کرے نمبر ۱۱۔ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ آپ نے بعض اعمال پر لوگوں کو جزا ملتے ہوے اور بعض کو سزا ملتے ہوئے دیکھا اِس سے اُن اعمال خیر و شر کا قابل ارتکاب یا اجتناب ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر ہے نمبر ۱۲ اُن میں یہہ ہے کہ آپ نے بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھی اِس سے تحیتہ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا نمبر ۱۳۔ اُن میں یہہ بھی ہے کہ بیت المقدس میں آپ امام بنائے گئے اِس سے ثابت ہوا کہ امامت افضل القوم کی افضل ہے نمبر ۱۴۔ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا اِس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالےٰ کی نعمتوں کو بطور شکر و تحدث بالنعمتہ کے ظاہر کرے تو محمود ہے نمبر ۱۵۔ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ کے سامنے حاضر کئے گئے اِس سے ثابت ہوا کہ توسع ماکل و مشارب میں خصوص ضیف کے لئے جائز ہے نمبر ۱۶۔ اور اگر اِس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا تو اِس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ دین میں امتحان لینا جائز ہے نمبر ۱۷۔ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ فرشتے آپ کو دونوں طرف گھیرے ہوے تھے جیسا واقعہ دہم میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکرام کے لئے خادم دونوں طرف گھیرے ہوں تو مذموم نہیں نمبر ۱۸ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ آپ جب آسمانوں پر پہونچے تو فرشتوں نے اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کو مرحبا کہا اِس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اُس کے آنے پر مطلوب ہے نمبر ۱۹۔ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ آپ نے

آسمانوں میں خود انبیاء علیہم السلام کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو نمبر ۲۰۔ اور اُن میں یہہ بھی ہے کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کر کے اپنے لئے دعا فرمائی اس سے مقام قرب میں پہونچکر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی نمبر ۲۱۔ اُن میں یہہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوٰۃ کی درخواست کیجے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے گو جسکو مشورہ دیا جاوے وہ اپنے سے رتبہ میں بڑا ہی ہو نمبر ۲۲۔ اُن میں یہہ بھی ہے کہ آپ نے تخفیف صلوٰۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ کو قبول کر لینا محمود ہے نمبر ۲۳۔ اُن میں یہہ بھی ہے کہ حضرت ام ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگوں سے نہ فرمائے جیسا کہ واقعہ ۲۳ میں مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ مبنی ان کے مشورہ کا یہی اصل ہے نمبر ۲۴۔ پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اُس اصل میں تفصیل ہے یعنی جو امر دین میں ضروری نہ ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری میں فتنہ کی کچھ پروا نہ کی جاوے نمبر ۲۵۔ اُن میں یہہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفار وثوق کریں گے جیسا کہ واقعہ ۲۵ میں مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق واہل باطل کے وقت تائید حق کے لئے گفتگو میں ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے۔ یہہ کل پچیس ہوئے مطابق عدد واقعات کے واللہ اعلم۔ **قسم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر**۔ اور یہہ بھی پچیس ہیں پندرہ **تنبیہہ** کے عنوان سے پانچ **تحقیق** کے عنوان سے اور پانچ **دفع اشکال** کے عنوان سے چنانچہ آتا ہے اور یہہ قسم ثانی بصورت تفسیر آیت اسرا لکھی جاتی ہے جس کو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کر دیا ہے وہو ہذا۔

تفسیر آیۃ الاسرار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصےٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں (دینی برکت یہہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں دنیوی برکت یہہ کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے غرض اُس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اسواسطے) لیگیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں (جنمیں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اُن کی باتیں سننا وغیر ذلک اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالےٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے احوال کو دیکھتے تھے اس لئے اُن کو اس طرح مکرم و مقرب بنایا) ف اس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لئے مستعمل ہے چونکہ یہہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر دال ہے اس لئے اس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی واسطے احقر نے ترجمہ میں لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کردیا اور یہہ جانا براق پر تھا جیسا صحاح میں ہے جسکی برق رفتاری بھی عجیب تھی تنبیہہ دوم۔ اس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجانے کو اسراء کہتے ہیں اور آگے آسمانوں پر جانے کو معراج کہتے ہیں اور گاہے دونوں لفظ مجموعہ پر اطلاق کئے جاتے ہیں۔ تنبیہہ سوم یہاں بعبدہ کہنے سے دو فائدے ہیں ایک تو

اظہار آپ کے قرب وقبول کا دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپ پر
الوہیت کا شبہ نہ کرسکے تنبیہہ چہارم ہر چند کہ اسرے رات ہی کے لے چلنے کو
کہتے ہیں لیکن لیلاً کی تصریح اس لئے ہے تاکہ باعتبار عرف ومحاورات کے
تبعیض پر دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات میں اتنا
دراز کام کرلیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبد القاہر سے اور اُسکی
توجیہ سیبویہ اور ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہے ان اللیل
والنہار اذا عرفا کانا معیار التعمیم وظرفا ممدد الخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انہ
لم یقصد استغراق السری تنبیہہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم
پر بھی آتا ہے اور یہاں دونوں معنی صحیح ہوسکتے ہیں کیونکہ بعض حدیثوں میں
آیا ہے کہ آپ اُسوقت حطیم میں تشریف رکھتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ
ام ہانی کے گھر میں تھے پس آیت کو دونوں پر محمول کرسکتے ہیں اور وجہ تطبیق
دونوں حدیثوں میں بہت سہل ہے کیونکہ ام ہانی کے گھر سے حطیم میں آجانا اور
وہاں سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہیں تنبیہہ ششم مسجد اقصےٰ کی وجہ تسمیہ
یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی عربی میں ہیں بہت دور چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے
اسلئے اقصیٰ کہا گیا تنبیہہ ہفتم۔ ہر چند کہ عجائبات کا مشاہدہ بدون آپ کے
لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اسمیں اور اسیطرح رکوب میں اور زیادہ اکرام
واظہار شان ہے اس لئے آپ کو اسطرح لے گئے تنبیہہ ہشتم رات کی تخصیص
میں یہ حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہے اُس میں بلانا دلیل ہے زیادت
اختصاص کی تنبیہہ نہم۔ یہاں مسجد اقصےٰ سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے کہ
حقیقت میں مسجد اصالتاً زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت توتبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ
اس مراد لینے کی یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے درمیان میں اُس کی عمارت منہدم کردی
گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات و قضینا الی بنی اسرائیل میں مذکور ہوگا اسلئے

ظاہراً اسپر شبہ ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کا جب اُس وقت وجود ہی نہ تھا پھر وہاں تک لیجانے کے کیا معنی پس اِس مراد کے تعیین سے وہ شبہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہ ہو کہ کفار معترضین نے آپ سے بیت المقدس کے ہیئت وکیفیت دریافت کی تھی اِسکے کیا معنی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو منہدم عمارت کی ہیئت وکیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے علاوہ اسکے اُس زمین کے قرب میں لوگوں نے کچھ عمارتیں بنام نہاد بیت المقدس کے بنائی تھیں اُس سے بھی سوال ممکن ہے تنبیہہ دہم- الذی بارکنا بطور مدح کے بڑھایا ہے اور اُس سے خود اُس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اولے مفہوم ہوگیا کیونکہ جب اُس کے آس پاس باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہے تو خود اُس میں تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ اُس پاس دو قسم کی برکتیں ہیں ایک دنیوی سو اُس سے تو دینی برکت ضرور زیادہ ہے اور دوسری دینی کہ مدفن انبیاء ہے سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہے اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کا وہ قبلہ رہا ہے تلبس روح کا ہے اور یہہ زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہاں ہی رہکر عبادت کریں کہ جسم کا تلبس بھی ہو جاوے گا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاء کا متعبد اور محل عبادت بھی رہا ہے پس اِس طرح خود اُس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہو گئی پس بعض کتب میں جو لکھا ہے کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عرش سے بھی افضل ہے اِس کا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہے واللہ اعلم تنبیہہ یازدہم لنریہ من آیاتنا میں آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً عظم اور کمال پر دال ہوتا ہے اور آیات سماویہ خصوصاً جبکہ آسمانوں پر انبیاء بھی تھے جیسا احادیث معراج میں ہے آیات ارضیہ سے اعظم اور اکمل ہیں اِس طرح یہہ اطلاق مشیر ہے کہ مسجد اقصیٰ سے آگے بھی آپ کو لے گئے اِسی لئے روح المعانی میں یوں تفسیر کی ہے- لنریہ من آیاتنا ای لنرفعہ الی السماء حتی یری مایری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے میں شاید یہہ نکتہ ہو کہ وہ اور زیادہ عجیب ہے اور

انکار اُس کا قریب ہے اور نص قطعی کا انکار کفر ہے پس تصریح نہ کرنا رحمت ہے ضعفاء کے ساتھ تنبیہہ دوازدہم من کا تبعیضیہ لینا اس وجہ سے ہے کہ واقع میں ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح میں ہے کہ اسمع صریف الاقلام کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہراً اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم نہیں دیکھے وعلی ہذا۔ تنبیہہ سیزدہم۔ اسریٰ میں ضمیر غائب کی ہے اس سے شروع کیا گیا اور انہ ھو السمیع پر کہ اُس میں بھی ضمیر غائب کی ہے ختم کیا گیا اور درمیان میں ضمیر متکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہے لائی گئی اس میں یہ نکات ہیں اول تجدید کلام و تنشیط سامع دوم برکات اور آیات اور ارا‌ءت کا عظیم ہونا سوم اسراء کے بعد قرب کے زیادہ ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہے۔ تنبیہہ چہاردہم انہٗ ھو السمیع البصیر کے بڑھانے کا فائدہ علاوہ فائدہ مذکورہ فی المتن کے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکذبین کو وعید ہے کہ ہم تمھاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سنتے ہیں خوب سزا دینگے تنبیہہ پانزدہم۔ لنریہ من آیاتنا کے بعد اس کا بڑھانا مشیر اس طرف ہے کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی مگر علم میں ہمارے برابر نہیں ہو گئے کیونکہ اُن کو تو ہم نے دکھلایا اور ہم بالذات سمیع بصیر ہیں دوسرے انھوں نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق سمیع بصیر ہیں۔ تحقیقات۔ تحقیق اوّل یہاں مسجد اقصےٰ تک جانا مذکور ہے اندر جانا احادیث میں مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز میں اُن کے امام بنے تحقیق دوم۔ آگے آسمانون کی طرف جانا اِس آیت میں مصرح نہیں ہے گو اُس کی طرف اشارہ ہے اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورہ والنجم میں ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتھی یعنی آپ نے جبریل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اس کے قبل وھو بالافق الاعلیٰ میں مذکور ہوا ہے سو اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے تھے کیونکہ عند متعلق رای کے ہے پس

رویت عند السدرہ سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ رائی اور مرئی دونوں
سدرہ کے پاس ہونگے پھر حدیثوں میں تو اس کی اسقدر تصریح ہے کہ مجال
انکار ہی نہیں تحقیق سوم جمہور اہل سنّت وجماعت کا مذہب یہہ ہے کہ معراج
بیداری میں جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اسکی اجماع ہے اور مستند اس اجماع
کا یہہ امور ہو سکتے ہیں اول حق تعالٰے نے جس اہتمام سے قصہ اسرار کو
بیان فرمایا ہے اُس سے اس کا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہہ نوم
میں یا روحانی طور پر ہوتی تو یہہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ دوسری بعبدہ
سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جاءنی عبد فلان کے
یہی ہیں کہ وہ بیداری میں دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح
وجسد اور اس محل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے الا ان یصح علی خلاف ذلک
تیسری اگر یہہ خواب کی حالت میں یا روحانی طور پر ہوتی تو جسوقت کفار نے
تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیسا کہ حدیثوں
میں آیا ہے۔ بعضہا فی الصحاح وبعضہا رواہ البیہقی وغیرہ کما فی الدر المنثور تو آپ
اُس وقت بہت سہولت سے جواب دیدیتے کہ میں بیداری میں اس کے
ہونے کا کب مدعی ہوں جو تم ایسی باتیں کرتے ہو اور بیت المقدس کے ہیئت
وکیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر میں نہ پڑتے جیسا حدیثوں میں ہے کہ آپ کو فکر
ہوئی حق تعالٰے نے منکشف کر دیا اور آپنے بتلادیا رواہ مسلم اور بعض کو آیت
وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہ ہوا ہے سو اول تو وہاں احتمال ہے کہ واقعہ
بدر یا عمرہ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں جنکا ذکر اجمالاً
اذ یریکہم اللہ فی منامک اور لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا میں
آیا ہے اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا بمعنی رویت ہے کیونکہ رأی کے دونوں
مصدر ہیں مثل قربی اور قرابت کے یا بقول بعض شب کی رویت کو رویا کہتے ہیں گو
بیداری میں ہو یا تشبیہاً رویا کہدیا ہو اور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا ہے اور

یا شب کے وقت واقع ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جسکے آخر میں ثم استیقظت ہے شبہ پڑ گیا ہے سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ حدیث نہیں اور دوسرے حفاظ کے خلاف کیا اسلئے وہ زیادت غیر مقبول ہے کذا فی روح المعانی یا محمول ہے تعدد واقعہ پر کیونکہ علماء نے لکھا ہے کہ عروج روحانی آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے پہلی خواب میں عروج ہوا ہے جس کی حکمت یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اس معراج اعظم کے استعداد اور برداشت ہو سکے اور بعض کو حضرت معاویہ رضؓ و حضرت عائشہ رضؓ کے اقوال سے شبہ ہو گیا ہے سو حضرت عائشہ رضؓ تو اُسوقت تک آپ کے نکاح میں بھی نہ آئی تھیں اور حضرت معاویہ رضؓ اُس وقت تک اسلام بھی نہ لائے تھے خدا جانے کسی سے سُنکر کہا ہے یا اجتہاداً کہا ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تحقیق چہارم بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہے اور ماؤل مبتدع ہے اور آگے جانے کا منکر اور ماؤل مبتدع ہے اور ہر چند کہ سورہ نجم میں قریباً تصریح ہے لیکن عندیں احتمال ہے کہ وہ رآہ کے مفعول کا حال ہو اس لئے آپ کے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچنے میں نص نہیں ہے تحقیق پنجم۔ اس میں اختلاف ہے کہ حق تعالےٰ کو اُس شب میں آپ نے دیکھا یا نہیں اس میں سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات محتمل تاویل کو ہیں کیونکہ روایتِ مثبتہ رویت میں احتمال ہے کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت میں جو انکشاف ہو گا یہ انکشاف اُس سے کم ہو گو رویت صادق آئے جیسے بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس مسئلہ میں توقف بہتر ہے۔ دفع اشکالات۔ دفع اشکال اوّل بعض کو وسوسہ ہوا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب میں فرمایا ہے نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض اور آپ کے لئے من تبعیضیہ کیوں فرمایا

جواب یہ ہے کہ ملکوت السمٰوات والارض کل آیات تو نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اُس بعض سے اعظم ہو دفع اشکال دوم بعض ظاہر پرست شبہ کرتے ہیں کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہے۔ جواب یہ ہے کہ اُس دلیل کے سب مقدمات باطل ہیں جیسا اپنے محل میں مذکور ہے دفع اشکال سوم بعض کہتے ہیں کہ اس قدر سیر سریع کیونکر ممکن ہے جواب یہ ہے کہ بعض کواکب باوجود اس قدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہیں اور سرعۃ کی عقلاً کوئی حد نہیں ہے دفع اشکال چہارم بعض کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے ہوا نہیں اور حرارت شدید ہے جسم عنصری سلامت نہیں رہ سکتا جواب یہ ہے کہ محال ممکن نہیں ہوتا لیکن مستبعد واقع ہوسکتا ہے دفع اشکال پنجم۔ بعض کہتے ہیں کہ آسمان ہی موجود نہیں جواب یہ ہے کہ ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین۔

من القصیدة[ع۵]

سَرَیتَ[۱] مِن حَرَمٍ لَیلاً اِلیٰ حَرَمٍ

کَمَا سَرَی البَدرُ فِی دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

وَبِتَّ[۲] تَرقیٰ اِلیٰ اَن نِلتَ مَنزِلَةً

مِن قَابَ[ع۶] قَوسَینِ لَم تُدرَك وَلَم تُرَم

وَقَدَّمَتك[۳] جَمِیعُ الاَنبِیَاءِ بِهَا

وَالرُّسلِ تَقدِیمَ مَخدُومٍ عَلیٰ خَدَمِ

(ترجمہ [۱] آپ ایک شب میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک (باوجودیکہ اُن میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے) ایسے (ظاہر و باہر و تیز رو کمال نورانیت و ارتفاع کدورت کے ساتھ) تشریف لیگئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے ۱۲ [۲] اور آپنے بحالت ترقی رات گذاری اور یہاں تک ترقی فرمائی کہ ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جسپر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی نہیں پہونچا یا گیا تھا بلکہ اُس مرتبہ کا بسبب غایۃ رفعت کسی نے قصد بھی نہیں کیا تھا ۱۲ [۳] اور آپ کو مسجد بیت المقدس میں تمام انبیاء و رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادموں کا امام و پیشوا ہوتا ہے ۱۲

ع۵ الملقبۃ بالبردۃ ۱۲ ع۶ لم یقصد تفسیر القرآن او قصدہ علی بعض الاقوال ۱۲ منہ

لہ وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

۲ہ حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی لِّمُسْتَنِمِ

۳ہ خَفَضْتَ کُلَّ مَکَانٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ
نُوْدِیْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

۴ہ کَیْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُیُوْنِ وَسِرٍّ اَیِّ مُکْتَتِمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

لہ اور (منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ) آپ سات آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہے ایسے لشکر ملائکہ میں (جو بلحاظ آپکی عظمت و شان و تالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا اور) جسکے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے ۱۲ ۲ہ (آپ رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانوں کو برابر طے کرتے رہے) یہانتک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا تو ۱۲ ۳ہ جسوقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ کو پہونچ گئیں تو آپنے ہر مقام انبیاء کو یا ہر صاحب مقام کو) بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ اون کیکر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے ۱۲ ۴ہ (یہ ندا یا محمد کی اسلئے تھی) تاکہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا) (اور کوئی مخلوق اسکو دیکھ نہیں سکتی) اور تاکہ آپ کامیاب ہوں اُس اچھے بھید سے جو غایۃ مرتبہ پوشیدہ ہے ۱۲ عطر الوردہ

وَلنختم الکلام علی وقعة الاسراء — وَبِالصَّلٰوةِ علی سیّد اهل الاصطفاء
والہٖ واصحابہ اهل الاجتباء — وَمَا دَامَتِ الارض والسماء

تیرھویں فصل ہجرت حبشہ میں:۔ یہہ نبوت کے پانچویں سال میں ہوئی جسکا سبب یہہ ہوا کہ کفار مسلمانوں کو بہت تکلیف دیتے تھے اُس وقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُس نے مسلمانوں کو اچھی طرح جگہہ دی۔ کفار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا اُنھوں نے کئی شخصوں کو تحف وہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانوں کو اپنے پاس جگہہ ندے۔ جب اُنھوں نے جاکر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار میں مسلمانوں کو بمواجھ اُن لوگوں کے بلاکر گفتگو کی حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالے نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام اُن پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں نجاشی نے کہا جو کلام اُنپر اُترا ہے اُس میں سے کچھ پڑھو اُنھوں نے سورہ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانوں کو تسلی دی اور فرستادگان قریش کو خائب وخاسر رد کردیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ۔

حدیثوں میں تصریح ہے کہ یہہ بادشاہ مسلمان ہوگئے تھے اور زاد المعاد میں ہے کہ پھر جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر ان لوگوں کو پہونچی تو ۳۳ آدمی حبشہ سے لوٹ آئے سات تو مکہ میں روک لیے گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے اور بقیہ نے کشتی کے رستہ سال غزوۂ خیبر میں مدینہ کو ہجرت کی ان صاحبوں کو دو ہجرتوں کی وجہہ سے اصحاب الہجرتین کہتے ہیں۔

من القصیدۃ

وَلَنْ تَرَىٰ مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ
بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَصِمِ
اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِيْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ
كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِيْ اَجَمِ

ـلہ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی آپ کے دوست کو کہ اسکو آپکی برکت سے مدد نہ پہونچی ہو اور نہ تو انکا کوئی ایسا دشمن دیکھیگا کہ اُسکو شکست فاش نہ پہونچی ہو ۱۲ ـلہ آپنے اپنی امت اجابت کو اپنے دین کے مضبوط و مستحکم قلعہ میں اُتارا کہ انکو کوئی مغلوب و مقہور نہیں کرسکتا جیسا کہ شیر اپنے بچوں کو لیکر اپنے بیشہ میں فروکش ہوتا ہے (کہ کسیکا مقدور نہیں کہ ان کو وہاں ستا سکے)

ـعہ یعنی مکہ کو تاکہ وہاں سے پھر مدینہ چلے جاوینگے ۱۲ منہ

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدَلٍ
فِيهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ
يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ملہ اور بہت دفعہ کلام اللہ نے خاک مذلت پر ڈالدیا اُس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جھگڑا کیا اور اُنکی نبوت کا انکار کیا اور بہت دفعہ غالب ہوئیں دلائل آپ کی اثبات رسالت کی منکر شدید الخصومۃ پر عطا ہوا وہ چنانچہ اس موقعہ پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا ۱۲ منہ

چودھویں فصل زمانہ اقامت مکہ بعد البنوت کے بعض متفرق مہم واقعات میں مختصراً۔ **واقعہ پہلا**۔ جب آپ پر وحی اول نازل ہوئی اور آپنے حضرت خدیجہ رضہ سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ عنہ کے پاس لیگئیں اُنھوں نے آپکے صاحب وحی ہونیکی تصدیق کی اور حضرت خدیجہ دولت ایمان سی مشرف ہوئیں۔ اور عورتوں میں سب سے اول حضرت خدیجہ اور جوانان احرار میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور لڑکوں میں حضرت علی رض اور غلاموئیں حضرت بلال رض اور آزاد شدہ غلاموئیں حضرت زید بن حارثہ رضہ اور بعد ازیں حضرت عثمان رض اور حضرت سعد بن ابی وقاص رض اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رض اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رض ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ **دوسرا واقعہ** جب آپ پر آیت وانذر عشیرتك الاقربين نازل ہوئی آپنے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا اور سب کو جمع کرکے شرک پر رہنے کی حالت میں عذاب سے ڈرایا ابولہب نے آپ کی شان میں سخت الفاظ کہے سورہ تبت تب ہی نازل ہوئی جسمیں اُس کی اور اُس کی جورو کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم ان دونوں کے نکاح میں تھیں (اُس وقت اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابولہب نے بیٹوں کو کہا کہ اگر تم ان بیٹیوں کو طلاق ندوگے تو تم سے علاقہ نہ رکھوں گا اُن دونوں نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور عتبہ نے تو ایسی

عہ۔ اس پوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب اله سے لئے ہیں گو الفاظ و ترتیب میں تبدل ہو ۱۲ منہ عہ یہ وہ ہیں جنکا ذکر دسویں فصل کی دوسری روایت میں آیا ہے ۱۲ منہ

بیحیائی کی کہ آپ کے سامنے جاکر یہہ کلمات کہدئے اس گستاخی پر آپ نے بد دعا کی۔ اللھم سلط علیہ کلبا من کلابک۔ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اسپر مسلط کر دے۔ ایک بار تجارت کے لئے شام جاتا تھا رستہ میں ایک منزل پر جہاں شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابولہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک ٹیلہ بناکر عتبہ کو اوپر بٹھلایا اور سب کو اُس کے گرداگرد سلایا رات کو شیر آیا اور عتبہ کو مار کر چلا گیا مگر یہہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تھے یہ سب قصے قریب زمانہ نبوت کے ہیں۔ **تیسرا واقعہ** جب ہجرت حبشہ[عہ] کی ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکلکر برک الغماد تک کہ چار منزل مکہ سے ہے پہونچے تھے کہ مالک بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور ان کو اپنی پناہ میں مکہ لے آیا اور سب کفار قریش سے کہدیا کفار نے کہا باین شرط ہکو منظور ہے کہ یہہ قرآن گھر سے باہر اور باواز بلند نہ پڑھا کریں حضرت صدیق رضہ نے چندے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہو سکا اور باواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتیں جمع ہو کر سننے لگیں کفار نے اُس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُس نے حضرت صدیق سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ رہے گی اُنھوں نے فرمایا مجھکو سوائے خدا کے کسی کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور آپ باماں الٰہی محفوظ رہے۔

چوتھا واقعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپ کے اکثر چھپے رہتے اور اُنتالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی آپ ارقم کے گھر میں تھے اُس زمانہ میں عمر بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپ نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمر رضہ کے حق میں وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمر رضہ مشرف باسلام[عہ] ہوئے یہہ سنہ ۶ نبوت میں ہوا کذافی تواریخ حبیب الہ۔

پانچواں واقعہ۔ آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے

عہ جسکا ذکر تیرہویں فصل میں ہی ۱۲ منہ عہ قصہ انکے اسلام کا تواریخ حبیب الہ میں مبسوط مذکور ہے ۱۲ منہ

پاس بھیجا اور امن طلب کیا مطعم نے امن دیا اور ہمراہ آپ کے مسجد میں آیا آپ اسپر مطعم کا شکریہ[۵۰] فرمایا کرتے تھے کذا فی الشمامہ عن اسد الغابہ۔ **من القصیدۃ**

لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُوْدٍ رَاحَ یُنْکِرُھَا (ای الآیات النبوۃ)
تَجَاھُلًا وَّھُوَ عَیْنُ الْحَاذِقِ الْفَھِمِ
قَدْ تُنْکِرُ الْعَیْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَّمَدٍ
وَیُنْکِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمٍ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۵۱ اگر کوئی حاسد ان آیات (نبوۃ) کا براہ تجاہل انکار کرے حالانکہ وہ امور میں پورا ہوشیار اور فہیم ہے تو اسکا تو ہرگز تعجب مت کر۔ ۵۲ (اسلئے کہ) کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیریں کو ناپسند کرتا ہے ۱۲ عطر الوردہ۔

پندرھویں فصل ہجرت مدینہ طیبہ میں۔ جب تیرھویں سال نبوت بیعت عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دار الندوہ میں کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوئے اور بعد گفتگوئے بسیار کے سب کی رائے آپکے باب میں یہہ قرار پائی کہ ہر قبیلہ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمد کے مکان پر جاکر محمد کو قتل کردیں بنی ہاشم (کہ حامی آپکے ہیں) سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہیں رکھ سکتے بالضرور خونبہا پر راضی ہو جاویں گے اور ہم لوگ بے تکلف دیت ادا کردیں گے اللہ تعالی نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاویں آپ شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازہ مبارک گھیر لیا آپ امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لیجاکر اُن کو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار ثور میں جا چھپے یہاں کفار نے گھر میں جاکر آپ کو نہ دیکھا

۵۰ بخاری میں حدیث ہے کہ جب آپکی خدمت میں بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپنے فرمایا کہ اگر مطعم ابن عدی اس وقت زندہ ہوتا اور مجھ سے ان مرداروں کے بارے میں سفارش کی گفتگو کرتا تو اسکی خاطر سے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اس ارشاد کی وجہ یہی قصہ ہے ۱۲

تو تلاش میں مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہونچے بعد آپ کے غار میں داخل ہونے کے مکڑی نے جالا غار کے مونہ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آکے غار میں انڈے دے کر سینے شروع کئے کفار نے جب یہہ دیکھا کہنے لگے کہ اگر اس میں کوئی آدمی جاتا یہہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے اس غار میں نہ ٹھہرتا یہہ کہکر کفار پھر گئے۔ اللہ تعالی نے آپ کی محافظت کے لئے تار عنکبوت اور بیضۂ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صد ہا زرہ آہنی اور جوانان جنگی اور قلعہ محکم سے نہ نکلتا۔ قصیدہ بردہ کے ان اشعار میں اسیطرف اشارہ ہے۔

ؔ وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَمِنْ كَرَمٍ
ؔ وَكُلُّ طَرْفٍ مِنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي

ؔ فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرِمَا
وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرِمِ

ؔ ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

ؔ وِقَايَةُ اللّٰهِ أَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ
مِنَ الدُّرُوعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْأُطُمِ

ؔ اور میں قسم کھاتا ہوں اس خیر و کرم کی جس کو غار ثور نے جمع کر رکھا تھا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابو بکر صدیق رض) ایسے حال میں کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی ۱۲ ؔ پس آپ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق غار سے ہٹے نہیں اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی بھی نہیں ۱۲ ؔ انھوں نے گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہیں پھرے اور انھوں نے انڈے نہیں دئے، اور مکڑی نے آپ پر جالا نہیں تنا ۱۲ ؔ خداوند تعالی کی حمایت و حفاظت نے آپ کو دوہری بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دو زرہوں کے پہننے سے اور بلند قلعوں میں پناہ گیر ہونے سے بے پرواہ کر دیا تھا ۱۲ عطر الوردہ

تین دن تک آپ غار میں رہے عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابو بکر رض کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے متصل غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابو بکر کو پلا جاتے اور عبد اللہ بیٹے ابو بکر صدیق کے کہ جوان تھے مکہ میں قریش کی مجالس میں جاکر خبریں دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور میں آکر بیان کر دیتے تھے۔ پہلے سے عبد اللہ بن اُرَیقط دِیلی کو کہ مشرک تھا رہبری کے لئے نوکر رکھ لیا تھا او

ؔ اور حفظ راز کا اسپر اطمینان تھا ۱۲ منہ

اونٹنیاں اُسی کو سپرد کردی تھی بعد تین دن کے حسب الحکم وہ اونٹنیاں در غار پر حاضر لایا اور آپ اور حضرت ابوبکر صدیق اور عامر بن فہیرہ سوار ہو کر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ میں عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے کہ بیان میں ان کے طول ہے تواریخ حبیب الہ وغیرہ میں دیکھ لیا جاوے[۱]۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لئے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہونچے اُس روز بھی انتظار کر کے لوٹ چلے تھے کہ ایکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر ان پھرنے والوں سے کہا۔ یا معاشر العرب ھذا جدکم۔ یعنی اے گروہ عرب یہ تمہارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں یہ نظم پڑھتی تھیں۔

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع[۲]
وجب الشکر علینا
ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا
جئت بالامر المطاع

یعنی ہم پر بدر نے طلوع کیا ثنیات الوداع سے ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالے سے کوئی دعا کرنیوالا رہے اے نبی جو ہم میں مبعوث ہوئے ہیں آپ ایسا حکم لیکر آئے ہیں کہ اسکی اطاعت ضروری ہے ۱۲ منہ

[۲] اسکے معنی ہیں گھاٹیاں رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کیلئے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان گھاٹیوں تک جایا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ سے شام کیجانب ہے اور شعر مذکور بوقت معاودت آپ کے غزوۂ تبوک سے پڑھا گیا تھا میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں جانب ایسا موقع ہو اور یہی نام ہو اور دونوں وقت یہ اشعار پڑھے گئے ہوں تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

[۱] عجیب تر دو نہیں دو قصے ہیں ایک قصہ ام معبد کی بکری کے دودھ دینے کا یہ ایک عورت تھی شرفائے عرب میں خیمہ اُسکا راہ مدینہ میں واقع تھا اور اسکے بعد ام معبد اور اُن کا شوہر ابو معبد مشرف باسلام ہوئے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسویں فصل کے عـــ۱۲ میں آوے گا

آپ مکہ سے دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینہ میں اور بقول بعض صفرؔ کے تریپن سال کی عمر میں چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارھویں ربیع الاول کو مدینہ میں پہونچے اور پہونچکر محلہ قبا میں کہ کنارہ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہے منازل بنی عمرو بن عوف میں چودہ دن ٹھہرے اور تیسرے دن حضرت علی رضؓ بھی امانتیں ادا کرکے آپ سے آملے پھر آپنے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ میں ٹھریں جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو بر زبان تھی آپنے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھ جاویگی وہاں ہی مقیم ہونگا اونٹنی چلتے چلتے وہاں آبیٹھی جہاں اب ممبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے حضرت ابو ایوب انصاری کا گھر تھا وہاں اسباب آپکا اُتار اگیا اور آپ ان کے گھر ٹھرے پھر آپنے وہ زمین جہاں اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب الہ و زاد المعاد وغیرہما۔ من الرحض۔

وَلَیْهِنِهٖ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَنْقِبَةٌ شَرِیْفَةٌ مَا حَوَاهَا قَبْلَهٗ بَشَرٌ وَهَاجَرَا مِنْهُ لَمَّا حَاوَلَا سَفَرًا لِطَیْبَةٍ وَّتَنَاهٰی عِنْدَهَا السَّفَرُ فَسَلْ سُرَاقَةَ مِنْهُ اِنْ تُرِدْ خَبَرًا وَاُمَّ مَعْبَدٍ یَجْلُوْ مِنْهُمَا الْخَبَرُ طَابَتْ بِهٖ طَیْبَةُ لَمَّا اَقَامَ بِهَا وَفَاحَ حِیْنَ اَتَاهَا نَشْرُهَا الْعَطِرُ	اور آپکو غار میں دونوں صاحبوں کے ہونے کے وقت کی ایسی منقبت شریفہ مبارک ہو کہ آپ کے قبل کسی بشر نے اُسکو حاصل نہیں کیا ۱۲ منہ ؔ اور دونوں صاحبوں نے اُس غار سے نکلکر ہجرت کی جبکہ مدینہ کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہو گیا ۱۲ منہؔ اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقہ اور ام معبد سے آپ کا حال پوچھو اُن دونوں سے خبر ظاہر ہو گی ۱۲ منہؔ آپ سے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جب آپ وہاں مقیم ہوئے اور آپ جسوقت اُسمیں پہونچے تو اُس کی خوشبوئے معطر پھیل گئی ۱۲ منہ ؔ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

سوطویں فصل قدوم مدینہ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات میں۔

ؔ ممکن ہے کہ مکہ سے تو آخر صفر میں چلے ہوں اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہو گیا ہو ۱۲ منہ

پہلا واقعہ۔ بعد تشریف آوری آپکے مدینہ میں عبداللہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود میں تھے آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور آپ سے تین[1] سوال کئے اور جواب صحیح پاکر ایمان لے آئے۔ کذافی تواریخ حبیب الہ۔ دوسرا واقعہ حضرت سلمان فارسی کہ اصل میں مجوسیان فارس سے تھے اور ان کی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاری انھوں نے اختیار کیا تھا اور زبانی علماء یہود اور نصاریٰ کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہہ بات کہ آپ مدینہ میں ہجرت کرکے آویں گے سنکر مدینہ میں آرہے تھے کئی جگہہ بکے تھے ان دنوں ایک یہودی کے غلام تھے حضور میں حاضر ہوئے اور علامات نبوت دیکھکر مسلمان ہوگئے آپنے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انھوں نے اپنے مالک سے کہا اُسنے چالیس اوقیہ[2] سونے پر (کہ یہاں کے تول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہے) مکاتب کردیا اور یہہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوارے کے لگادیں اور جب وہ بارآور ہوں تب آزاد ہوں آپنے دست مبارک سے چھوارے کے درخت لگادئے وہ سب اُسی سال میں بارآور ہوئے اور بقدر ایک بیضہ کے سونا غنیمت میں آیا تھا آپنے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہوجاؤ انھوں نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہئے یہہ کیا کفایت کرے گا آپنے زبان مبارک اُس پر پھیر دی اور دعائے برکت کی سلمان کہتے ہیں کہ میں نے جو تولا چالیس اوقیہ تھا نہ کم نہ زیادہ اور ادا کرکے آزاد ہوگئے اور حضور اقدس کی خدمت میں رہے کذافی تواریخ حبیب الہ۔ تیسرا واقعہ مدینہ طیبہ میں بیر رومہ کا (کہ ایک کنواں ہے) پانی شیریں تھا اور دوسرے کنوؤں کا پانی کھاری تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی جناب

---

[1] جہلاء عوام الناس میں ایک کتاب ہزار مسئلہ کے نام سے مشہور ہے جسمیں عبداللہ بن سلام کا آپ سے ہزار مسائل پوچھنا لکھا ہے اس روایت سے اُسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲

[2] ایک اوقیہ وزن میں سات مثقال کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے ڈول
اُس میں جاری کردے اُسکے لئے جنت ہے حضرت عثمان رضؓ نے اُس کنوے کو
خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا کذا فی تواریخ حبیب الہ۔

من القصیدة

کَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِی الْاُمِّیِّ مُعْجِزَةً فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَالتَّادِیْبِ فِی الْیُتُمِ	عہ اے مخاطب تجھکو درباب معجزۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آپکا علم ایسے زمانہ میں کہ بے علم لوگ تھے اور باوجودیکہ آپ امی تھے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی نہایت بادب تھے کافی ہے ۱۲
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ	عطر الوردہ مع تغیر۔ جیسا عبد اللہ بن سلام نے اسی سے استدلال کیا۔ ۱۲ منہ

سترہویں فصل[1]۔ آپ کے غزوات میں اور ان کے ضمن میں بعض دوسرے مشہور واقعات میں بترتیب سنین۔ آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ میں وفات تک دس سال دو ماہ ہیں۔ جب جہاد فرض ہوا آپنے کفار سے قتال شروع کیا اور سپاہ بھیجنے لگے جس جہاد میں آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اُسکو اہل سیر غزوہ کہتے ہیں اور جو لشکر آپنے بھیجدیا اور خود تشریف فرما نہیں ہوئے اُسکو سریہ[2] کہتے ہیں۔ بتفصیل ہر غزوہ و سریہ کا حال لکھنا دشوار ہے اسلئے بعض بعض کا بہت مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مقارنت زمانی کی مناسبت سے بعض دوسرے واقعات لکھے جاتے ہیں۔ **سنہ اول ہجرت**[3] جہاد فرض ہوا حضرت حمزہ رضؓ کو تیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا کہ قافلہ قریش سے تعرض کریں یہ ماجرا رمضان میں ہوا اور حضرت عبیدہ بن

[1] اس فصل کے مضامین ان کتب سے لئے گئے صحیحین۔ شمامہ۔ تواریخ حبیب الہ۔ زاد المعاد۔ سیرۃ ابن ہشام
[2] بوزن عطیہ [3] ان تمام واقعات میں جو اس فصل میں مذکور ہیں سال ربیع الاول سے شروع اور صفر پر ختم ہوا کیونکہ ہجرت ربیع الاول کے شروع میں واقع ہوئی ہے زاد المعاد میں بعض علماء کی یہ اصطلاح بھی لکھی ہے۔ اور بعض واقعات کی تقدیم و تاخیر میں اہل سیر کے اقوال مختلف بھی ہیں نقل کے وقت احقر کے خیال میں جسکو کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوئی اُسکو اختیار کر لیا اور ان ہی کتابوں میں اور دوسری کتب میں اور بھی سرایا و بعوث ذکر کئے ہیں میں نے اختصار کیلئے ترک کر دیا ۱۲

الحارث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ بطن رابغ کیطرف شوال میں روانہ کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو بیس مہاجرین کے ساتھ خرار کیطرف کہ ایک موضع[1] ہے قریب جحفہ کے ذیقعدہ میں روانہ کیا کہ قافلہ قریش سے تعرض کریں یہہ سب سرایے تھے پھر صفر میں غزوہ ابوا واقع ہوا اسمیں خود تشریف فرما ہوئے ابوا ایک گاؤں تھا درمیان مکہ اور مدینہ کے اس کو غزوہ ودّان بھی کہتے ہیں اور اسی سال آغاز اذان کا ہوا اور اسی سال حضرت عائشہ رخصت ہو کر آئیں اور اسی سال مہاجرین وانصار کے درمیان عقد اخوت مقرر ہوا۔ سنہ ۲ ہجرت ربیع الاول میں غزوہ بواط واقع ہوا کہ ایک مقام ہے ناحیہ رضوی میں قافلہ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہیں ملا۔ پھر غزوہ عُشیرہ (بضم عین) واقع ہوا کہ ایک زمین ہے بنی مدلج کی ناحیہ ینبع میں جمادی الاولی والاخری ہیں اور اس میں قافلہ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہیں اور یہہ وہی قافلہ تھا جس کی واپسی کے وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہیں ملا اور غزوہ بدر کا سبب ہو گیا اسی لئے اس غزوہ عشیرہ کو غزوہ بدر اولی بھی کہتے ہیں پھر رجب میں عبداللہ بن جحش اسدی کو بطن نخلہ کیطرف بھیجا اور اسی واقعہ میں یہہ آیتیں نازل ہوئیں یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ ۔ اور سب سے عظیم الشان غزوہ بدر ہوا جس کا لقب بدر کبری ہے رمضان میں آپ نے خبر سنی کہ قافلہ قریش شام سے مکہ کو جا رہا ہے آپ صحابہ کو لے کر کہ تین سو تیرہ تھے اس کے تعرض کے لئے چلے یہہ خبر مکہ پہنچی کفار قریش ایک ہزار مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکلکر مکہ جا پہونچا مگر یہہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر میں جا کر ڈیرہ ڈالیں گے اور خوب جشن کریں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہہ احتمال بھی نہ تھا کہ تین سو آدمی اور وہ بھی بے سروسامان ہم سے مقابل ہونگے مفت میں نیک نامی ہاتھ آوے گی۔ اللہ تعالی کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا

---

[1] کذا فی القاموس ۱۲

اذلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار مقتول
و اسیر و مخذول ہوئے سورۂ انفال میں یہی قصہ ہے اور اس تمام قصہ سے
شوال میں فراغ ہو گیا۔ پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لئے تشریف
لے چلے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر بدر کے دو مہینہ بعد غزوہ سویق ہوا وہ اس طرح
ہوا کہ جب کفار بدر میں شکست کھا کر مکہ پہونچے پھر ابوسفیان دو سو سوار لے کر
بارادہ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہونچے تھے کہ مسلمانوں کو خبر ہو گئی آپ
خود مسلمانوں کو لے کر چلے کفار بھاگ گئے اور بوجہ ہلکا کرنے کے لئے ستو جو
کہ زاد راہ تھا پھینک گئے اسی لئے اس کا لقب غزوہ سویق ہوا یہ واقعہ ذی حجہ
میں ہوا پھر بقیہ ذی حجہ مدینہ میں قیام فرمایا اسکے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے
لئے چلے اور ختم صفر تک وہاں قیام کیا مگر لڑائی نہیں ہوئی اور اسی سال نصف
شعبان میں تحویل قبلہ ہوئی اور زکوٰۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان میں
روزہ فرض ہوا اور آخر رمضان میں صدقہ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور
قربانی اسی سال مقرر ہوئیں اور جمعہ اس سے پہلے سال میں فرض ہو گیا تھا اور
اسی سال مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات
ہوئی اور آپ نے اس کے بعد حضرت ام کلثوم رض دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت
عثمان رض سے کر دیا حضرت عثمان رض اسی سبب سے ذی النورین کہلاتے ہیں اور بدر
ہی کے بعد حضرت فاطمہ رض کا نکاح ہوا۔ ۳ھ ہجرت بعد ربیع الاول کے پھر
قریش کے تعاقب میں تشریف لے چلے اور نجران تک پہونچے اور ربیع الآخر اور
جمادی الاولیٰ وہاں رہے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس آگئے۔ پھر بنی
قینقاع کا کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ فرمایا پھر عبداللہ
بن ابی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبداللہ بن سلام کی برادری ہے اور اسی نقض
عہد کے سبب کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل کیا گیا اور اسی سال
شوال کی ابتدا میں غزوہ احد واقع ہوا جس کا قصہ چوتھے پارہ کے پاؤ سے شروع

فرضیت زکوٰۃ
فرضیت صوم
فرضیت صدقہ فطر و نماز عیدین و قربانی
وفات حضرت رقیہ و نکاح ام کلثوم
نکاح حضرت فاطمہ
غزوہ بنی قینقاع
قتل کعب بن الاشرف
غزوہ احد

ہو کر نصف کے کچھ بعد تک پہونچا ہے۔ پھر غزوہ حمراء الاسد کہ ایک منزل ہے
واقع ہوا اُسکا قصہ یہہ ہوا کہ جب احد سے کفار چلے گئے تو پھر راہ سے مدینہ لوٹنے
کا ارادہ کیا آپ یہہ خبر سُنکر خود صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے جب کفار نے یہہ سُنا
ڈر کر پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہونچے تھے اُس کے نام پر اس کا
نام مقرر ہوا پھر بقیہ شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ کوئی واقعہ نہیں ہوا جب محرم کا
چاند نظر آیا تو طلحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقاتلہ آنے کی خبر سُنکر حضرت
ابو سلمہ کو ڈیڑہ سو مہاجرین و انصار کی ہمراہی میں مقابلہ کے لئے بھیجا لڑائی نہیں ہوئی
اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آ پہونچے پھر پانچویں محرم کو خالد بن سفیان
کے لشکر جمع کرنے کی خبر سُنکر حضرت عبد اللہ بن انیس کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ
اُس کو قتل کر کے اُس کا سر لائے اور واپسی اُن کی بعد اٹھارہ روز کے تیئیس
محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ میں سریہ رجیع واقع ہوا کفار مکہ کے بہکانے پر
کچھ لوگ قبیلہ عضل و قارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت میں آکر بظاہر مسلمان
ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجئے کہ ہمکو احکام سکھلاویں
آپ نے دس آدمی ساتھ کر دئے جب یہہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہے قبیلہ ہذیل کا
پہونچے تو ہذیل کو مدد کیلئے بلا لیا اور بد عہدی کی بعضے اُس وقت شہید ہوئے جیسے عاصمؓ
اور بعضے پکڑ لئے گئے جیسے خبیب رضؓ اور بعد میں شہید کر دئے گئے اور اسی صفر
کے مہینہ میں واقعہ بیر معونہ کا ہوا یہہ ایک جگہہ ہے بلاد ہذیل میں درمیان مکہ اور
عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن مالک رہنے والا نجد کا قوم بنی
عامر سے حضور اقدس میں حاضر ہوا اور کہا میں مسلمان ہو جاتا مگر مجھکو قوم کا خیال ہے
آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دیں کہ وہ میری قوم کو دعوت اسلام کریں پھر مجھکو بھی
کچھ تامل نہو گا آپ نے فرمایا مجھکو اہل نجد کا ڈر ہے اُس نے کہا کچھ ڈر نہیں میں اپنی پناہ
میں لے لونگا آپ نے ستر آدمی اصحاب میں سے کہ قراء کہلاتے تھے ساتھ کر دئے جب
یہہ حضرات بیر معونہ میں پہونچے کفار نے کہ ان میں رعل و ذکوان و عصیہ بھی حسب

روایت بخاری تھے تقریباً سب کو شہید کر ڈالا ان میں حسب روایت بخاری حرام بن ملحان بھی تھے اور بانی اس غدر کا عامر بن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن مالک مذکور کا عامر بن مالک کو اس کا بڑا رنج ہوا کہ اُس کی امان میں اُس کے بھتیجے نے فتور ڈالا اور ان ہی دنوں میں وہ مرگیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپ کے پاس کہلا بھجا کہ یا تو مجھکو ملک بانٹ دیجے یا اپنے بعد مجھکو اپنا خلیفہ بنا دیجے ورنہ بڑا لشکر لاکر آپ سے لڑونگا آپ نے بد دعا کی اللھم اکفنی عامراً وہ طاعون سے مرگیا آپ نے ایک مہینہ تک ان قراء کے قاتلوں پر قنوت میں بد دعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہو کر آگئے تو بد دعا ترک فرما دی اور اسی واقعہ بیر معونہ کے ایام میں غزوۂ بنی نضیر ہوا یہ لوگ یہود مدینہ سے تھے قصہ اس کا یوں ہوا کہ واقعہ بیر معونہ میں عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوے تھے مگر عامر بن طفیل مذکور نے ان کی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اس کی ماں کے ذمہ ایک غلام کا آزاد کرنا تھا اُس میں چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا یہ وہاں سے پھرے راہ میں دو شخص مشرک بنی عامر کے انہیں ملے اُنھوں نے اُن دونوں کو قتل کیا دل میں سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے عامر بن طفیل سے جس نے سب اصحاب بیر معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونوں مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اماں میں تھے اس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قتل کی نسبت کہ بخطا واقع ہوا تھا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہٰذا آپ کو منظور ہوا کہ اُن کے مشورہ سے اس معاملہ دیت کو طے کریں اور یہ امر سبب غزوہ بنی نضیر کا ہوا اُس کا قصہ یہ ہے کہ جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت فرما کر تشریف فرما ہوئے تو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک ایک محلہ میں رہتے تھے آپ سے عہد کیا کہ ہم آپ کے موافق رہینگے کچھ بد خواہی نہ کرینگے اور آپ کے دشمن کی مدد نہ کریں گے جب آپ اس معاملہ دیت میں محلہ بنی نضیر میں تشریف لائے اور اُن سے اس معاملہ میں گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر

لڑھکا کر آپ کو قتل کریں آپ کو وحی سے اطلاع ہوگئی آپ اُٹھکر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا یا تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہوگی وہ لڑائی کے لیئے تیار ہوئے آپ نے اُنپر لشکر کشی کی اور اُن کے قلعہ کو محصور کرلیا آخر وہ تنگ ہوکر نکل جانے پر راضی ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب ہتیار چھوڑ جاؤ اور جسقدر اسباب ہمراہ لے جاسکو لے جاؤ بعضے خیبر میں جابسے بعضے شام میں بعضے اور جگہہ سورۂ حشر میں یہی قصہ ہے اور اسی سال یا اگلے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسن پیدا ہوئے ۔ ۴ سنہ ہجرت ابوسفیان احد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے کہ سال آیندہ پھر بدر پر لڑائی ہوگی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابوسفیان کی بدر تک جانے کی ہمت نہ ہوئی اُس نے یہہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ آپ بھی بدر نہ جاویں تو ہم کو خجالت نہو ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو ابوسفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہونچا کر مرعوب کردے مسلمانوں نے سنکر کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو لے کر بدر تشریف لے گئے اور چندروز مقام کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہاں اصحاب نے تجارت میں خوب نفع حاصل کیا اور خوش و خورم بے جنگ وریخ پھر آئے۔ اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغریٰ اور بدر موعد بھی کہتے ہیں اور یہہ واقعہ شعبان میں اور بقول بعض ذیقعدہ میں ہوا اور اسی سال امام حسین رضؓ پیدا ہوئے۔

۵ سنہ ہجرت اسمیں غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول میں ہوا یہہ مقام دمشق سے پانچ منزل ہے آپنے سُنا تھا کہ وہاں کچھ کفار جمع ہوئے ہیں مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں آپ ایک ہزار آدمیوں کو لے کر روانہ ہوئے وہ خبر سنکر متفرق ہوگئے آپ چندروز وہاں مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے اسی سال شعبان میں غزوۂ مریسیع ہوا اُسکو غزوۂ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں آپ کو یہہ خبر پہونچی کہ بنی مصطلق لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں آپ خود صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہیں ہوگئے اُن کے اموال اور ذریہ مسلمانوں کے ہاتھ لگے حضرت جویریہ رضؓ اسی غزوہ میں ثابت

ولادت حضرت امام حسن رضؓ

بدر صغریٰ

ولادت حضرت امام حسین رضؓ

غزوۂ دومۃ الجندل

غزوۂ مریسیع (بنی المصطلق)

نکاح حضرت جویریہ

قصہ افک

غزوہ احزاب و خندق

بن قیس کے حصہ میں لگیں اُنھوں نے مکاتب بنا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے اُن سے نکاح فرمایا اور اسی غزوہ میں قصہ افک یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے تہمت لگانے کا دردناک واقعہ ہوا اور اسی سال شوال میں غزوہ خندق جس کا نام غزوہ احزاب بھی ہے واقع ہوا قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب بنی نضیر جلاوطن کئے گئے حیی بن اخطب بنی نضیر میں بڑا مفسد تھا یہ خیبر میں جا رہا تھا چند مفسدوں کو لے کر مکہ پہونچا اور قریش کو آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور تدبیر اور آدمیوں سے مدد دینے کا وعدہ کیا مختلف قبائل ملکر دس ہزار ہو گئے اور مدینہ کو چلے آپنے یہ سُنکر بمشورہ حضرت سلمان رضہ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع[1] کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب شہر پناہ اور عمارات سے محکم تھیں اور بعد مرتب ہوئے خندق کے وہاں اپنا لشکر قایم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آ پہونچا خندق دیکھکر بہت متحیر ہوا اسلئے کہ عرب نے تو یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن ہو کر تیر و سنگ سے لڑتے رہے اِدھر سے بھی تیر و سنگ سے اُن کو جواب دیا جاتا تھا اور حیی بن اخطب نے بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا آپنے احزاب میں تفرقہ ڈالنے کے لئے مشورہ کیا ایک شخص نعیم بن مسعود نے کہ قبیلہ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے تھے اور ہنوز اُن کے اسلام کی کفار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ میں ایک تدبیر خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ میں کر سکتا ہوں کیونکہ میرے اسلام کی اُن کو خبر نہیں وہ میرا اعتبار کرینگے آپنے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی وہ بنی قریظہ میں گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی کی بیجا کیا اگر یہ لوگ بے محمدؐ کے کام تمام کئے ہوئے پھر گئے تو محمدؐ تمپر فوج کشی کریں گے اور تمکو تنہا اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں یہود نے کہا کہ اب اس کی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم اُن لوگوں کو کہلا بھیجو کہ چند سردار یا اولاد سردار ان

[1] پہاڑ ہے مدینہ میں کذا فی القاموس ۱۲

کی تم کو بطور رہن یعنی اوگل کے دیدیں کہ تمہارے پاس رہیں اگر محمد تمہارا قصد کریں گے تو اُن سرداروں کی حفاظت کی ضرورت سے یہہ لوگ تمہاری مدد کو ضرور آویں گے اگروہ لوگ اِس کو منظور کرلیں تو سمجھ لو کہ دل سے اُن کو تمہارا خیال ہے اور اگر نہ مانیں تو وہ دل سے تمہارے دوست نہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہیں پھر نعیم وہاں سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیر خواہ ہونا ظاہر کرکے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ قریظہ محمدؐ سے درپردہ ملگئے ہیں اور محمدؐ نے اُن کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش میں سے کچھ اعیان ہمارے ہاتھ گرفتار کرادو سو اُنھوں نے اُسکا وعدہ کرلیا ہے سو اگر وہ تم سے آدمی طلب کریں ہرگز نہ دیجو اور وہاں سے اُٹھکر غطفان کے لوگوں سے بھی اسطرح کہدیا قریظہ کی طرف سے یہاں وہی پیغام آیا قریش نے انکار کردیا اور پورے طور سے ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی ہو کر باہم اچھا خاصا بگاڑ ہوگیا جب احزاب کو زیادہ دن گذر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے اُن کے دل افسردہ ہوگئے اللہ تعالی نے ایک پروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اُکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے کہا کہ اب ٹھرنا صلاح نہیں اور اُسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورۂ احزاب میں اسی غزوہ کا ذکر ہے اور غزوۂ خندق کے متصل ہی غزوۂ بنی قریظہ ہوا وہ اسطرح ہوا کہ جب آپ بعد فتح غزوۂ احزاب دولت خانہ میں تشریف لائے آپ نہا رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا تعالے کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پر چڑھائی کیجئے آپ نے اُسیوقت لشکر روانہ کیا اور معہ لشکر بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اُنھوں نے گھبراکر درخواست کی کہ ہم اسطرح اترتے ہیں کہ سعد بن معاذ جو ہمارے لئے حکم دیں ہمکو منظور ہے وہ صحابی قبیلۂ اوس میں تھے جو بنی قریظہ کے حلیف تھے بنی قریظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونے کے سبب رعایت کریں گے اُنھوں نے بعد اُترنے کے یہہ حکم دیا کہ مردان کے قتل کئے جاویں اور عورتیں لڑکے لونڈی غلام بنائے جاویں اور مال وجائداد ان کا سب ضبط ہو چنانچہ اسیطرح کیا گیا اور اسی زمانہ میں ابو رافع

نزول سورۂ احزاب

غزوۂ بنی قریظہ

یہودی قتل کیا گیا یہہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی میں رہا کرتا
تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے میں یہہ بھی شریک تھا آپنے عبد اللہ بن
عتیک کو چند انصاریوں پر سردار کرکے اس کے قتل کو بھیجا انھوں نے پہونچکر رات
کو اُس کو قتل کیا حدیثوں میں اسکا قصہ مفصل مذکور ہے اور خندق اور قریظہ — ف غزوۂ عسفان
کے بعد مگر پورے طور سے تاریخ معین نہیں پہلے غزوہ عسفان ہوا جسمیں حسب — ف نزول صلوٰۃ الخوف
روایت ترمذی صلوٰۃ الخوف نازل ہوئی اور اس کے بعد سریہ خبط ہوا خبط کہتے — ف سریہ خبط و سیف
ہیں جھڑے ہوئے پتوں کو صحابہ نے شدت جوع سے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے
اسلیئے یہہ نام ہوا اس میں مدینہ سے پانچروز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک — ف قصہ عنبر ماہی
قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لئے حضرت ابو عبیدہ کو تین سو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا
اور عنبر ماہی اسی سفر میں دریا سے موج کے ساتھ کنارہ پر آگئی تھی جو بہت بڑی
تھی اور اس غزوہ کا نام غزوہ سیف[1] البحر بھی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ — ف نزول آیت حجاب
قافلۂ قریش کے تعرض کے لئے یہہ لشکر گیا تھا اور اس سال میں اور بقول بعض اس
سے پہلے سال میں آیت حجاب نازل ہوئی ۶ھ ہجرت بنی قریظہ کے چھ مہینہ — ف غزوہ بنی لحیان
بعد آپ بنی لحیان کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر سنکر پہاڑوں میں بھاگ
گئے آپنے وہاں دو روز مقیم رہکر فوج کے دستے مختلف جوانب بھیجے مگر وہ لوگ
ہاتھ نہیں آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر سریہ نجد واقع — ف سریہ نجد و قصہ ثمامہ بن اثال
ہوا یعنی آپنے ایک لشکر نجد کی جانب بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو — ف غزوہ حدیبیہ
پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے مسلمان ہو گئے اسی سال ذیقعدہ میں قصہ حدیبیہ کا
واقع ہوا۔ آپنے خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپنے اصحاب
سے یہہ خواب بیان کیا اصحاب تو شوق و تمنائے مکہ میں بے قرار تھے خواب سنکر
تیاری سفر کی کردی اور آپ بھی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے یہانتک کہ متصل مکہ
کے پہونچ گئے اور قریش نے سنکر کہا کہ ہم مکہ میں ہرگز نہ آنے دینگے آپنے وہاں سے

[1] سیف ساحل ۱۲ قاموس [2] اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہہ قصہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیبیہ

پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنواں ہے اُس کے پاس میدان ہے آپ وہاں ٹھہرے پھر ایک دراز قصّہ کے بعد جو کہ بخاری شریف میں مذکور ہے اسپر صلح ہوئی کہ اگلے سال آکر عمرہ کریں اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں اور دس برس مدت صلح کی ٹھری اس عرصہ میں فیمابین لڑائی نہ ہو اور آپ کے حلیفوں سے قریش نہ لڑیں اور قریش کے حلیفوں سے آپ نہ لڑیں حلیف کہتے ہیں عہد موافقت باندھنے والے کو اور وہاں بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپ کے ساتھ ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے اور اسی سنہ میں حدیبیہ کے قبل واقدی نے چند سرایا ذکر کئے ہیں مثلاً ربیع الاول یا آخر میں عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیوں کے ساتھ غمر[۱] کی طرف بھیجا وہ لوگ خبر سُنکر بھاگ گئے اور اُن کے دو سو اونٹ ہاتھ آئے جنکو لے کر مدینہ آگئے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ذی القصہ[۲] کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ مسلمان ہو گیا اور محمد بن مسلمہ کو دس آدمی لے کر بھیجا غنیم چھپکر بیٹھ گئے جب مسلمان سو گئے دفعتہً اُن پر آگرے اور سب کو قتل کر دیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر لوٹے اور اسی سال زید بن حارثہ کا سریہ جموم[۳] کی طرف روانہ ہوا کچھ قیدی اور مواشی ہاتھ آئے اور جمادی الاولی میں یہی زید بن حارثہ پندرہ آدمیوں کیساتھ طرف[۴] کیطرف روانہ کئے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ میں یہی زید عیص[۵] کی جانب بھیجے گئے اور ابو العاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینب کے شوہر قریش کا مال تجارت لئے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لے لیا گیا اور ابو العاص نے مدینہ میں آکر حضرت زینب کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھکو واپس کرا دو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں سے اجازت لے کر واپس کرا دیا

---

[۱] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [۲] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [۳] و یقال جموح ناحیۃ ببطن نخل من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب [۴] وہو ماء علی ستۃ وثلثین میلاً من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب وہو ککتف کذا فی القاموس ۱۲ [۵] موضع علی اربع لیال من المدینۃ ۱۲ مواہب۔

ماہنامہ ... (margin)

انھوں نے مکہ میں آکر سب کی امانتیں ادا کیں اور مسلمان ہو گئے۔ مگر زاد المعاد میں راجح اس قصہ کا بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہے اور اسکو ابو بصیر کیطرف منسوب کیا ہے اور انھوں نے ہی آپکے ارشاد کی خبر سُنکر مال واپس کیا تھا اور اسی میں سریہ عبد الرحمن بن عوف کا شعبان میں دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال شوال میں عرنیین کے مقابلہ کے لئے سریہ کرز بن جابر فہری کا ہوا۔ بیس آدمی بھیجے تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کئے گئے جیسا کہ حدیثوں میں ہے ان سب کے بعد حدیبیہ ہوا۔ پھر بعد حدیبیہ کے غزوہ غابہ واقع ہوا جسکا نام غزوہ ذی قرد بھی ہے یہ ایک تالاب ہے اور غابہ ایک مقام ہے مدینہ طیبہ کے قریب یہاں آپ کے کچھ اونٹ چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فزاری راعی کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوع نے اُس روز بہت کام کیا اور اُن کو ذی قرد تک بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لئے صحیح مسلم میں یہ قصہ بسط سے مذکور ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریباً ٹھہرے تھے کہ غزوہ خیبر واقع ہوا آپ وہاں صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات زراعت لے کر صبحکو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھکر قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا آپنے محاصرہ کیا سات قلعے خیبر میں تھے سب قلعے بتدریج فتح ہو گئے بعد فتح ہونے کے آپ نے یہود خیبر کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور اُن کے اموال اور باغ اور زمین سب ضبط کرلئے یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہاں کے تردد کے لئے مزدوروں کی حاجت ہوگی اگر آپ ہمکو جلا وطن نہ کریں تو یہ کام ہم کریں گے آپنے یہ بات اُنکی قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہیں تمھیں رکھیں گے جب چاہیں نکالدیں گے اور بٹائی پر خدمت کے لئے اُن کو رکھا پیداوار میں سے نصف حصہ اُن کا مقرر کردیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں جبکہ جزیرۂ عرب کو

قصہ عرنیین

غزوہ غابہ و ذی قرد

غزوہ خیبر

لہ: حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کی خواب کا غلط ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ خواب میں کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سو اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۲ منہ

کفار سے خالی کرنا منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکالدیا وہ سب شام کو چلے گئے خیبر سے ملحق ایک موضع فدک تھا وہاں کے لوگوں نے آپ سے اسطرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی آپ کو دیں اور آدھی اپنے پاس رکھیں آپ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے حضرت صفیہؓ حضرت دحیہؓ کے حصہ میں آئی تھیں آپ نے اُن سے لے کر آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا آپ خیبر میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع اور مہاجرین حبشہ کے وہیں تشریف لائے اور اُنہی کے ساتھ کشتی پر حضرت ابو موسیٰ اشعری مع اشعریین کے آئے اور خیبر ہی میں ایک یہودیہ نے دست کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ مُنہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے کہدیا کہ مجھ میں زہر ملا ہے اور اسی غزوہ میں گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی اور اسی غزوہ میں متعہ کی ممانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا پھر حرام ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے پھر آپ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کچھ یہود اور کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی القریٰ میں چار روز رہے جب یہود تیمار کو یہ خبریں پہونچی اُنھوں نے آپ سے صلح کر لی اور اپنے اموال پر قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خیبر اور فدک والوں کو نکالا تھا اور تیماء اور وادی القریٰ والوں کو اس لئے نہیں نکالا کہ یہ مواضع شام میں سے ہیں پھر خیبر سے واپس تشریف لا کر شوال ۷ھ ہجری تک آپ کہیں نہیں تشریف لے گئے اور اس مدت میں مختلف سرایا روانہ فرمائے۔ ۱۔ سریہ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی فزارہ کے مقابلہ میں۔ ۲۔ سریہ عمرؓ بجانب ہوازن۔ ۳۔ سریہ عبداللہ بن رواحہ بجانب بشیر بن دارام یہودی۔ ۴۔ سریہ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ۔ ۵۔ ایک سریہ بجانب حرقات از قبیلہ جہینہ[ف]

ف۔ اور حضرت اسامہ سے وہ غلطی کہ لاالٰہ الا اللہ کہنے والے کی نیت کو تقیہ پر محمول کیا اسی واقعہ میں ہوئی ۱۲ منہ۔

۶۔ سریہ غالب بن عبداللہ کلبی بجانب بنی الملوح بمقام کدید۔ ۷۔ سریہ بشیر بن سعد بجانب جماعت عیینہ از یمن و غطفان وحیان۔ ۸۔ سریہ ابی حدرد اسلمی ۹۔ ایک سریہ بجانب اضم۔ ۱۰۔ سریہ[۱] عبداللہ بن حذافہ سہمی اور خیبر کے بعد ایک غزوۂ ذات الرقاع ہوا اسمیں غطفان سے مقابلہ ہوا اور اس کو غزوۂ نجد اور غزوۂ بنی انمار بھی کہتے ہیں اور اسی سال قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان میں **سنہ ۷ ہجرت** اوپر کے بعضے سرایا اسی سنہ میں ہوئے مگر تاریخ متمیز نہونے سے میں نے سب کو تبعا خیبر کے ذیل میں ذکر کر دیا اسی سنہ میں ذیقعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا واقع ہوا صلح حدیبیہ میں جو شرط ٹھری تھی اسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ میں آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ میں جو ساتھ تھے وہ ضرور چلیں مکہ پہنچکر عمرہ کیا اور وہاں حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہ کی بچی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہولی آپ نے اس کی خالہ کو جو حضرت جعفر کے نکاح میں تھیں سپرد کر دی جیسا حدیثوں میں ہے **سنہ ۸ ہجرت** غزوہ موتہ یہ جمادی الاولی میں ہوا سبب اس کا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عمیر آپ کا نامہ مبارک حاکم بصری کے پاس لئے ہوئے جاتا تھا راہ میں حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہے جس کا نام شرجبیل بن عمرو غسانی تھا اس کو قتل کر ڈالا آپ نے اس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جاویں تو جعفر بن ابی طالب کو امیر بناویں اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو عبداللہ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو ایک مسلمان کو مسلمانوں میں سے چنانچہ سب

(حاشیہ: ذات الرقاع و غزوۂ بنی انمار — قحط و استسقا — عمرۃ القضا — نکاح حضرت میمونہ رض — غزوہ موتہ)

---

[۱] اور وہ قصہ اسی میں ہوا تھا کہ انھوں نے ایک دن غصہ ہو کر آگ جلوائی اور سب کو کہا اسمیں گھس جاؤ بعضے آمادہ ہو گئے اور بعض نے انکو روکا اور آپ نے فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع میں جائز نہیں ۱۲ منہ [۲] کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی ہوتے ہیں قطع نظر اصطلاح مشہور سے کہ جسمیں آپ بھی تشریف رکھتے ہوں ۱۲ منہ

اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانوں نے حضرت خالد رضی بن الولید کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الاخریٰ میں غزوۂ ذات السلاسل

غزوۂ ذات السلاسل

ہوا یہہ وادی القریٰ کے آگے ہے اور یہاں سے مدینہ منورہ دس دن کی راہ ہے آپنے سنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپنے حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو خبر ملی کہ مجمع اعدا کا زیادہ ہے تو دو سو آدمی دیگر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا اور اُن میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر بھی تھے یہہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے کچھ غنیم ملے مسلمانوں نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک پانی پر ٹھہرا تھا جس کا نام سلسل تھا اس لئے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ سلاسل سلسلہ وار ریگ کو کہتے ہیں وہ زمین ایسی ہی تھی اور بخاری میں غزوہ ذات السلاسل سے پہلے غزوۂ ذی الخلصہ کا بھی

غزوۂ ذی الخلصہ

ذکر کیا ہے جس میں آپنے جریر بن عبد اللہ کو احمس کے ڈیڑہ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو بھیجا تھا جو قبیلہ خثعم میں کہ اہل یمن میں سے تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی سال رمضان میں فتح مکہ ہوا اور یہہ اعظم

فتح مکہ

فتوح اور مدار اعزاز اسلام اور مفتاح شیوع دین ہے سامان اس کا یہہ ہوا کہ خزاعہ کہ صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بنی بکر کہ قریش کے عہد میں ہو گئے تھے آپس میں لڑے اور زیادتی بنی بکر کی تھی کہ خزاعہ پر شبخون مارا اور قریش نے اُن کی خفیہ مدد کی آپنے قریش کی اس عہد شکنی کی خبر پاکر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور معہ لشکر مہاجرین و انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے موکب ہمایوں داخل مکہ ہوا اور قتال ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار قریش شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُن کی جان بخشی فرمائی گئی اور اُس روز تھوڑی دیر کے لئے حرم میں قتال کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو گئی تھی اور فتح کا قصہ نہایت

مبسوط ہے تواریخ حبیب الٰہ میں دیکھ لیا جاوے یہاں اختصار مدنظر ہے اور آپ نے خانۂ کعبہ کے بتوں کو خود نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ میں تھے اُن کے توڑنے مٹانے کے لئے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزیٰ کے مٹانے کو کہ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاص کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بت تھا اور سعد بن زید اشہلی کو مناۃ کی طرف کہ مشلل میں قدید کے قریب اَوس اور خزرج و غسان وغیرہم کا بت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کرکے آگئے اور آپ نے اقامت مکہ ہی کے زمانہ میں حضرت خالد کو بنی جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھیجا[۱] پھر بعد فتح مکہ کے غزوۂ حنین ہوا اسکو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہیں یہ دونوں موضع ہیں مکہ اور طائف کے درمیان میں اور غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہیں کیونکہ یہی لوگ آپ کے قتال کو آئے تھے آپ وہاں کے ان کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے اور قتال شروع ہوا درمیان میں کچھ پریشانی لشکر اسلام میں ہو گئی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین میں ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر اوطاس میں جمع ہو گئے حملۂ لشکر اسلام سے وہاں بھی شکست پائی اور اس کے بعد شوال کے مہینہ میں آپ نے طائف کا کہ وہاں بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف میں قلعہ کے اندر پناہ گزیں ہو گئے تھے مگر علم الٰہی میں اس کے فتح کا وقت نہ آیا تھا آپ وہاں سے اُٹھ آئے اور بعد غزوہ تبوک کے کہ جس کا ذکر آوے گا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بت اُن کے ہاں تھا وہ بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم میں عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی طرف پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لئے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے

غزوۂ حنین و اوطاس و ہوازن

غزوۂ طائف و بنی ثقیف

---

[۱] جب یہ وہاں پہونچے وہ لوگ مسلمان تو ہو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اسلئے بجائے اسلمنا کے صبانا صبانا کہنے لگے حضرت خالد نے غلطی سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا آپ یہ خبر سنکر ناخوش ہوئے اور اسی قصہ میں حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ میں کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالد کو فہمایش فرمادی ۱۲ منہ

بھاگ گئے اور کچھ مرد و عورتیں گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر اُن کے چند رؤسا اقرع بن حابس وغیرہ مدینہ میں آئے اور بعد مقابلہ نظم و نثر کے مسلمان ہو گئے آپ نے اُن کو خوب عطیہ بھی دیا پھر صفر میں قطبہ بن عامر کو خثعم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لے کر مدینہ آ گئے اور اسی سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی ۹ سنہ ہجرت ربیع الاول میں ایک لشکر ضحاک بن سفیان کی ہمراہی میں بنی کلاب کیطرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت ہوئی پھر ربیع الآخر میں علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ گئے پھر ایک لشکر عبید اللہ بن حذافہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علیؓ کو ایک بتخانہ منہدم کرنے کے لئے جو کہ قبیلہ طے میں تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا۔ چنانچہ وہ بتخانہ منہدم کیا گیا اور کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور اُن کی بہن قید کی گئی آپ نے اُن کی بہن کو اُسکی درخواست پر رہا کر دیا اور سواری بھی دی اُس نے عدی سے جا کر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہو گئے پھر رجب میں غزوہ تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام میں اس کو غزوۂ عسرت بھی کہتے ہیں اسلئے کہ تکلیف کے دنوں میں اس کی تیاری ہوئی تھی سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کو خبر پہونچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود اس پر لشکر لے جاویں قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار آدمی اس غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک میں پہونچے اور متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا ادھر رُخ نہ کیا آپنے اطراف و جوانب میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی طرف بھیجا وہ اُسکو گرفتار کر کے لائے بعض نے لکھا ہے کہ اُس نے کچھ نذرانہ مقرر کر دیا اور چھوڑ دیا گیا

ولادت صاحبزادہ حضرت ابراہیمؑ

وفات صاحبزادی حضرت زینبؓ

۹ھ غزوہ تبوک

بعض نے کہا ہے کہ مسلمان ہوگیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہو گئے آپ
صحابہ سے مشورہ کر کے مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی زمانہ میں مسجد ضرار کے
ہدم کا قصہ ہوا وہ یوں ہوا کہ ابو عامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا
اور کتابیں پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا پہلے تو آپ کی خبر نبوت کی بیان کیا کرتا تھا جب
آپ مدینہ پہونچے مارے حسد کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت میں سرگرم رہتا بعد
غزوۂ بدر کے مدینہ سے بھاگ کر قریش سے جا ملا احد میں آیا تھا پھر روم کو چلا گیا
تاکہ بادشاہِ روم کا لشکر آپ پر چڑھا لاوے جب یہہ صورت بھی نہ بنی مدینہ میں
منافقین کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بناویں وہ جگہہ مشورہ کی ہوگی وہ سفر تبوک سے
پہلے مسجد قبا کے متصل بنوا چکے تھے اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ اسمیں چلکر
نماز پڑھ لیں مطلب یہہ تھا کہ اس سے اس کی رونق ہو جاوے گی آپ نے فرمایا
اس وقت جہاد کو جاتا ہوں بعد معاودت دیکھا جاوے گا بعد معاودت پھر استدعا
کی اللہ تعالےٰ نے ان کے مکر پر مطلع فرمایا اور یہہ آیتیں نازل فرمائیں والذین
اتخذوا مسجداً ضراراً الآیۃ آپ نے اس کو کھدوا ڈالا اور جلا دیا اور اسی سال
حج فرض ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم وہدایت وفود کے یعنی مختلف قبائل و مقامات
کے ایلچیوں کے جن کا ذکر بعد میں آتا ہے اور ۹ھ میں یہہ لوگ زیادہ آئے تھے
اور بسبب اہتمام غزوات کے (کہ ہر وقت احتمال اس کا رہتا تھا) خود تشریف نہ لیجا سکے
حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج مقرر کر کے مکہ کو روانہ کیا کہ لوگوں کو حج موافق شرائع اسلام
کے کرا دیں اور سورۂ برات واسطے سنانے احکام نقض عہد کے ان کے ساتھ کر دی
پھر پیچھے سے موافق عادت عرب کے کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہیں
حضرت علیؓ کو روانہ کیا ان احکام کی تفصیل سورۂ برات میں ہے اور اسی سال حضرت
ام کلثوم آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا۔ ۱۰ھ ہجرت اس میں آپ خود
حج کو تشریف لے گئے اور آپ نے ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کرتا ہے لہذا
حجۃ الوداع کہلاتا ہے آپ کے حج کی خبر سنکر مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے ایک لاکھ

فرضیت حج

بھیجنا ابوبکرؓ و علیؓ کو

حجۃ الوداع

آدمی سے زیادہ جمع ہوگئے تھے اور اسی حج میں عرفہ کے دن یہہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل غدیر خم نام میں خطبہ تاکید محبت کا حضرت علیؓ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگوں نے جو یمن میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اِن کی بیجا شکایتیں آپ سے کی تھیں پھر آپ مدینہ پہونچکر ہدایت و ارشاد خلق و عبادت خالق میں مشغول ہوے اور ربیع الاول میں سفر آخرت کو آپنے اختیار فرمایا۔

من القصیدۃ فی غزواتہ صلے اللہ علیہ وسلم

[1] مَا زَالَ يَلْقَاهُمُ فِيْ كُلِّ مُعْتَرَكٍ
حَتّٰى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰى وَضَمِ
[2] يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ
تَرْمِيْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ
[3] هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُصَادِمَهُمْ
مَاذَا رَاٰى مِنْهُمُ فِيْ كُلِّ مُصْطَدَمِ
[4] وَسَلْ حُنَيْنًا وَسَلْ بَدْرًا وَسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلُ حَتْفٍ لَهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ
[5] وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهُ
اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

لہ آپ کفار سے ہر میدان جنگ میں لڑتے رہے یہانتک کہ وہ بسبب نیزہائے مجاہدین کے اُس گوشت جیس وحرکت کے مشابہ ہوگئے جو تختۂ قصاب پر رکھا ہو ٢ دین اسلام دریائے لشکر کو جو گھوڑے تیز و نرم رفتار پر سوار ہے کھینچ رہا ہے ایسے حال میں کہ وہ دریا دلیروں کی موج کو جو باہم متصادم ہے پھینک رہا ہے (یعنی دلیروں کی صفیں آپسمیں متلاطم ہیں) ٣ لشکر اسلام (ثبات قدم میں) پہاڑوں کی مانند ہے اگر تجکو میرے قول کا یقین نہیں آتا تو اُنکا حال (وکیفیت استقلال) اُنکے مقابل سے دریافت کرلے کہ اُسنے اُنکا ہر جنگ گاہ میں کیا حال دیکھا ہے ٤ اور اُنکا حال مقامات جنگ سے یعنی احنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو پوچھ لے جو اُنکے حق میں وبا سے بھی زیادہ سخت ہیں ٥ اور جسکی نصرت بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اُسکو شیر اپنے بیشوں میں ملیں تو وہ دم بخود رہ جاویں ١٢ عطر الوردہ۔

اٹھارویں فصل وفود کے بیان میں۔

عظمت خانہ کعبہ کی عرب کے دل میں بہت تھی اور تھوڑے دن قصۂ اصحاب فیل کو گذرے تھے لہذا عرب کا یہہ اعتقاد

تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آویں گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہو گئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سیکھنے شرائع اسلام کے بھیج دیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہے جس سال میں وفد بکثرت آئے یعنی ۹ھ وہ عام الوفود کہلاتا ہے آپ وفود کی بہت خاطر داری اور توقیر کرتے اور انعام دیکر رخصت کرتے۔ نیز عام اہل عرب اسکے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنیسے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے اب بعض وفود کا ذکر محض فہرست کے طور پر کیا جاتا ہے قصے ان کے کتب سیر میں مذکور ہیں۔ ۱۔ وفد ثقیف جن کا ذکر غزوہ طائف کے ذیل میں آچکا ہے کہ وہ لوگ خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے آپ غزوہ تبوک سے رمضان میں واپس ہوئے تھے اور اسی ماہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے۔ ۲۔ وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوہ طائف کے گذرا ہے کہ اقرع بن حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے ۳۔ وفد طے غزوہ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ ۴۔ وفد عبد القیس[۲]۔ ۵۔ وفد بنی حنیفہ ان میں مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور ان میں بعضے لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے اور یہ لوگ ۱۰ھ کے اخیر میں آئے تھے۔ ۶۔ دوسرا وفد طے ان میں زید خیل آئے تھے۔ ۷۔ وفد کندہ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ ۸۔ وفد اشعریین و اہل یمن۔ ۹۔ وفد ازد ان میں صرد بن عبد اللہ بھی آئے تھے۔ ۱۰۔ وفد بنی الحارث بن کعب ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں۔ ۱۱۔ وفد ہمدان۔ ۱۲۔ وفد مزینہ۔ ۱۳۔ وفد دوس ۱۴۔ وفد نجران[۳]۔ ۱۵۔ وفد بنی سعد بن بکر یہ آنے والے ضمام بن ثعلبہ تھے۔

---

[۱] - اور بعض قبیلہ نے بجائے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصاری نجران ۱۲ منہ [۲] شیخ عبد القیس جنکی بابت حدیث میں آتی ہے انہی میں آئے تھے ۱۲ منہ [۳] مباہلہ کا قصہ انہی لوگوں سے ہوا تھا انہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا مگر مطیع اور باجگذار ہو گئے ۱۲ منہ

۱۶۔ طارق بن عبداللہ مع اپنی قوم کے۔ ۱۷۔ وفد تجیب۔ ۱۸۔ وفد بنی سعد ہذیم از قبیلۂ قضاعہ۔ ۱۹۔ وفد بنی فزارہ بعد تبوک۔ ۲۰۔ وفد بنی اسد۔ ۲۱۔ وفد بہرار۔ ۲۲۔ وفد عذرہ صفر ۹ھ میں۔ ۲۳۔ وفد بلی ربیع الاول ۹ھ میں۔ ۲۴۔ وفد ذی مرہ۔ ۲۵۔ وفد خولان شعبان ۱۰ھ میں۔ ۲۶۔ وفد محارب سال حجۃ الوداع میں۔ ۲۷۔ وفد صداء ۸ھ میں۔ ۲۸۔ وفد غسان رمضان ۱۰ھ میں۔ ۲۹۔ وفد سلامان شوال ۱۰ھ میں۔ ۳۰۔ وفد بنی عبس۔ ۳۱۔ دوسرا وفد از دائین سوید بن الحارث آئے تھے۔ ۳۲۔ وفد بنی منتفق۔ ۳۳۔ وفد نخع اور یہ آخر وفود ہے کذا فی زاد المعاد۔

من القصیدۃ

یَا خَیْرَ مَنْ یَمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَہٗ سَعْیًا وَّفَوْقَ مُتُوْنِ الْاَیْنُقِ الرُّسُمِ وَمَنْ ھُوَ الْاٰیَۃُ الْکُبْرٰی لِمُعْتَبِرٍ وَمَنْ ھُوَ النِّعْمَۃُ الْعُظْمٰی لِمُغْتَنِمِ	اور اگر نجران کو بوجہ اسلام نہ لانے کے نکال دیا جاوے اور ازد اور طے کے دونوں وفدوں کے مجموعہ کو ایک کے حکم میں رکھا جاوے تو تیس ہوتے ہیں ۱۲ منہ۔ اے بہترین اُنکے کہ سائل دوڑتے ہوئے اور تیز رو اونٹنیوں کی پشتوں پر سوار ہو کر اُن کی درگاہ کا قصد کرتے ہیں (جیسے وفود آتے تھے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

فصل انیسویں حکام اور اہلکاروں کے متعین فرمانے میں واسطے انتظام ملکی و تحصیل صدقات و جزیہ کے جن بلاد میں اسلام کا تسلط ہو گیا وہاں اس کام کے لئے ان صاحبوں کو مامور فرمایا۔ ۱۔ مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعاء پر۔

لہ زاد المعاد میں اسی طرح ہے شاید محرم سے ابتداء کے اعتبار سے یہ سنہ لیا ہے ۱۲ منہ۔ ۲ بروزن رضی قبیلہ کذا فی القاموس ۱۲

۳ زیاد بن حارث صدائی جنکی اذان کا قصہ حدیث میں آتا ہے وہ اسی قبیلہ سے ہیں ۱۲ منہ۔ ۴ آپنے اُنسے حضرت خالد بن سنان کی والدہ کو پوچھا اُنھوں نے کہا کہ ایک لڑکی تھی اُنکی نسل منقطع ہو گئی آپنے فرمایا نبی تھی اُنکی قوم نے اُنکو ضائع کر دیا یعنی اُنکی قدر نہ پہچانی ۱۲ منہ۔ ۵ اور آپ وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی ہے متامل کیلئے اور وہ بڑی نعمت ہے قدردان کیلئے (کہ اُنکی قدر سمجھکر وفود آتے تھے) عطر الورد مع تغیر یا ۱۲

۲- زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر۔ ۳- عدی کو طے پر اور بنی اسد پر۔ ۴- مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر۔ ۵- زبرقان بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقوں پر۔ ۶- قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقوں پر۔ ۷- علاء بن الحضرمی کو بحرین پر تحصیل کے لئے۔ ۸- حضرت علی رضہ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حدیثوں سے۔ ۹- عتاب بن اسید کا مکہ پر اور۔ ۱۰ معاذ بن جبل اور۔ ۱۱- حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا ثابت ہے۔

من القصیدۃ

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ
يَسْطُوْ بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْإِسْلَامِ وَهْيَ بِهِمْ
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُوْلَةَ الرَّحِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۶۵ اصحاب کرام میں ہر ایک مجیب دعوت حق ہے (کہ آپ نے جہاں بھیجدیا چلے گئے) اور امیدوار (عطائے حق) ہے (کہ ثواب کیلئے چلے گئے) جو حملہ کرتا ہے بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ اکھاڑ کر پھینکدے ۱۲

۶۶ یہانتک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابۃ ہوگئی اس حال میں کہ وہ ملت اسلام اُن سے ملحق وملصق ہے (یعنی ایسی حمایت کی جیسے وہ اُن کی قرابت دار ہو چنانچہ وہ اسلام کی خدمات بجالائے) ۱۲ عطر الوردہ تغیرا۔

فصل بیسویں۔ فرمانوں کی روانگی میں ملوک وسلاطین کی طرف۔ ۱- ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامۂ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہیں لایا۔ ۲- کسریٰ شاہ فارس کو عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اُس نے نامۂ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپ نے سُنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی سلطنت کو پارہ پارہ کردے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳- نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ کذا فی المواہب اور یہ وہ نجاشی نہیں ہے جنکے زمانہ میں ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ اس نجاشی کے بعد ہوا اور اُسکے اسلام کا حال معلوم نہیں ہوا کذا فی زاد المعاد۔ ۴- مقوقس شاہ مصر

کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہہ ایمان نہیں لایا مگر ہدایا بھیجے۔ ۵۔ منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہہ مسلمان ہوگئے اور بدستور برسر حکومت قائم رکھے گئے۔ ۶۔ دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی و عبد بن جلندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ ۷۔ ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہیں ہوا۔ ۸۔ حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ میں کذافی زاد المعاد۔ ۹۔ جبلہ بن[1] ایہم غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذافی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے ذیل میں اُن عرائض کا بھی ذکر مناسب ہے جو سلاطین نے آپ کے حضور میں بھیجیں علاوہ اُن سلاطین کے جنھوں نے آپ کے فرمانوں کے جواب عرض کئے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے سیرۃ بن ہشام میں ہے کہ جب آپ تبوک سے تشریف لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدوں کے ہاتھ بھیجے اُن کے نام یہہ ہیں۔ ۱۔ حارث بن عبد کلال۔ ۲۔ نعیم بن عبد کلال۔ ۳۔ نعمان حاکم ذو رعین و معافر و ہمدان۔ ۴۔ زرعہ ذو یزن یہہ سب ملوک یمن ہیں اور۔ ۵۔ فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اُسکو قید کیا اور پھر قتل کر دیا کذافی سیرۃ ابن ہشام۔ ۶۔ باذان صوبہ دار یمن از جانب کسریٰ مع اپنے دونوں بیٹوں اور اُن لوگوں کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے اُس کے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھجدی کذافی تواریخ حبیب الہ مع قصۃ سبب اسلامہ۔ یہہ سب مکتوب الیہ اور کاتب ملکر بندرہ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام میں رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے اُن کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھدینا اور اُن لوگوں کا مسلمان ہوجانا مذکور ہے اور

[1] یہ آخر ملوک شام ہے۔ کذافی القاموس ۱۲ منہ

بخاری کی شرح کرمانی میں ملوک یمن میں سے ذوالکلاع الحمیری اور ذوعمرو کا مسلمان ہو کر حضور میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات میں نہ پہونچ سکنا لکھا ہے۔

من القصیدة

آیاتہ الغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ ۱
بِدُوْنِہَا الْعَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ
مُحْکَمَاتٌ فَمَا یُبْقِیْنَ مِنْ شُبَہٍ ۲
لِذِیْ شِقَاقٍ وَّلَا یَبْغِیْنَ مِنْ حَکَمِ
مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ ۳
اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْہَا مُلْقِیَ السَّلَمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

۱ آپ کے روشن احکام کسی پر مخفی نہیں (چنانچہ ان سلاطین پر ظاہر ہو گئے کہ قبول کیا یا مغلوب ہوئے) بدوں اُن احکام کے لوگوں میں عدل قائم نہیں ہوا ۲ وہ احکام (امور متنازع فیہا میں) حکم اور فیصل کنندہ قرار دئے جاتے ہیں سو وہ شبہات کو باقی نہیں چھوڑتے کسی مخالف کے لئے اور نہ وہ احکام اپنے سوا کسی اور فیصلہ کنندہ کے طالب ہیں (کیونکہ وہ خود اس کے لئے کافی ہیں) ۳ ان احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہیں کیا گیا مگر اُس کا انجام یہی ہوا کہ دشمن سے دشمن بھی لڑائی سے باز آکر اُن کی طرف صلح کی سپر ڈالتا ہوا نظر آیا (جیسا ان سلاطین نے عجز کا اقرار کیا) عطر الوردہ مع تغیر یسیر

فصل اکیسویں۔ آپ کے بعض شمائل و اخلاق و عادات میں۔ اسمیں رسالہ شیم الحبیب مصنفہ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی کے (جسکا ملحقۃ المقدمہ میں ذکر آیا ہے بسبب اسکے کہ شمائل میں کافی مقدار پر مشتمل ہے) ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اسکا شم الطیب ترجمہ شیم الحبیب ہے اس فصل کے اجزاء کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاویگا۔ ومن اللہ التوفیق۔

شیم الحبیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَحۡمَدُ اللّٰہَ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا عَرَبِیًّا هَاشِمِیًّا مَکِّیًّا مَدَنِیًّا سَیِّدًا اَمِیۡنًا صَادِقًا مُصَدَّقًا قُرَشِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهِ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا لَهٗ حَفِیًّا نَجِیًّا وَبَعۡدُ فَاِنَّ الۡعُلَمَاءَ قَدۡ جَمَعُوۡا شَمَائِلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَسَلَکُوۡا فِیۡهِ مَسۡلَکًا طَرِیًّا وَنَهَجُوۡا مَنۡهَجًا سَوِیًّا وَلٰکِنَّ بَعۡضَهُمۡ

شم الطیب

(ترجمہ شیم الحبیب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جسنے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبریں دینے والے سچی خبریں دیے گئے قریشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ آپکے محب خاص اور رازدار باختصاص تھے رحمت نازل فرماوے۔

بعد حمد وصلوۃ کے مدعا یہ ہے کہ علماء (ہمیشہ سے) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل کو جمع کرتے رہے۔

اور اس باب میں نو بنو مسلک اور اعتدال طریق پر چلتے رہے۔ لیکن بعض نے

قد اطنبوا اطنابا مملا وبعضهم اوجزوا ایجازا مخلا فالناس بین هارب وشائق وطالب وتائق فاردت ان اذکر نبذا من محاسنه ومکارمه وشطرا من شمائله وخصاله مختصرا وافیا وموجزا شافیا فان العاشق الهائم المهجور اذا فقد الوصال یتسلی بذکری الدار والخال ویتعلل بوصف الجمال و تذکار الخصال ومع ذلک فارجو به الثواب والنجاۃ من العذاب والشفاعۃ من حبیب رب الارباب والدعاء من الطلاب والاحباب کیف ولا وسیلۃ لی من حسن العمل والعمر مصروف فی المعاصی والزلل فتمسکت بذیل شمائلہ وتشبثت بذکر مدائحہ وفضائلہ تقبل اللہ عنی وعن جمیع

اسقدر تطویل کی جس سے دل اکتا جائے اور بعض نے اسقدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی میں خلل پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہیں بعضے (تطویل یا ایجاز سے) بھاگتے ہیں اور بعضے اسکے شایق اور طالب ہوتے ہیں (سو تطویل و اختصار سے نفع عام نہیں ہوتا بخلاف مقدار اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے موافق ہوتا ہے) اسلئے میں نے ارادہ کیا کہ آپکے محاسن اوصاف و مکارم اخلاق اور شمائل اور خصال میں سے ایک مختصر حصہ مگر کافی شافی قلمبند کروں۔ کیونکہ عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو یاد کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہے۔ اور محبوب کے جمال اور اوصاف کا بیان و تذکرہ کر کے اپنا جی بہلاتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ میں اس میں حصول ثواب اور نجات من العذاب اور شفاعۃ محبوب رب الارباب اور دعائے طالبین و احباب کی بھی امید رکھتا ہوں۔ اور یہ امید کیسے نہ رکھوں جبکہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں۔ اور عمر تمام معاصی اور لغزشوں میں صرف ہوئی اسلئے میں نے آپکے شمائل و مدائح و فضائل کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔ اللہ تعالیٰ مجھسے اور سب مسلمانوں سے اس کو قبول فرمادے

المسلمين والحمد لله رب العلمين و
لما كان الكتاب المستطاب الشمائل
لابي عيسى الترمذي والشفاء لقاضي
عياض رحمهما الله الفياض اجمع واضبط
في هذا الباب فالتقطت منهما ما يغني
الطالب المشتاق ويسلو به المهجور
المشتاق فلنبدأ بحديث الحسن ابن
علي رض عن هند فانه في غاية الفصاحة
والبلاغة واقصى درجة تبيان خصائص
معدن النبوة والرسالة عليه من الصلوة
والسلام اتمهما واكملهما اقول روى
القاضي باسناده المعنعن المتصل الى
علي بن الحسين وهو الامام الهمام زين العابدين
انه قال قال الحسن بن علي سألت
خالي هند بن ابي هالة عن حلية رسول الله
(وابو هالة زوج خديجة ام المؤمنين رض ۱۲)
صلى الله عليه وسلم وكان وصافا وانا

اور مستحق جمیع محامد کا وہی رب العلمین ہے اور
چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمۃ اللہ کی اور
کتاب الشفا قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اس
باب میں جامع تر اور ضابط تر تھی اسلئے میں نے
ان ہی دو کتابوں سے ایسے مضامین منتخب
کئے جو طالب راغب کو (دوسری کتابوں سے)
بے نیاز کردیں اور جن سے مہجور مشتاق دلکو
تسلی دے سکے سو ہم امام حسن بن علی رض کی
روایت سے جو کہ ہند رض سے مروی ہے شروع
کرتے ہیں کیونکہ وہ فصاحت وبلاغت کے
منتہی پیمانہ پر ہے اور معدن نبوت ورسالت
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما
تامین کاملین کے بیان خصوصیات کے
اعلیٰ درجہ میں ہے پس میں کہتا ہوں (وصل
اول آپ کے حلیہ شریفہ میں) قاضی ممدوح
نے اپنے اسناد معنعن سے جو کہ امام
زین العابدین تک پہونچتی ہے روایت کیا
ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت حسن بن علی رض
نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن
ابی ہالہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
حلیہ دریافت کیا اور وہ حضور کا بکثرت ذکر
اوصاف کیا کرتے اور میں امیدوار ہوا کہ ان
اوصاف میں سے کچھ میرے سامنے بھی

اَرْجُوْ اَنْ يَصِفَ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا
مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
اَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ
عَظِيْمُ الْهَامَةِ رَجِلُ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ[1]
عَقِيْقَتُهٗ فَرَقَ وَاِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ
اُذُنَيْهِ اِذَا هُوَ وَفَّرَهٗ اَزْهَرُ اللَّوْنِ وَاسِعُ
الْجَبِيْنِ اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ
قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَى
الْعِرْنِيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ يَحْسَبُهٗ مَنْ لَمْ
يَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ[2] كَثُّ اللِّحْيَةِ اَدْعَجُ سَهْلُ
الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعُ الْفَمِ اَشْنَبُ مُفَلَّجُ الْاَسْنَانِ
دَقِيْقُ الْمَسْرُبَةِ[3] كَاَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ
فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ

بیان کریں جسکو میں اپنے ذہن میں جمالوں۔
پس اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم
تھے آپکا چہرہ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا۔
بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے
نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم
تھے۔ سر مبارک (اعتدال کیساتھ) کلاں تھا۔ موئے سر
سیدھے قدرے بل دار تھے۔ اگر سر کے بالوں (کو جمع کرتے
وقت اُن) میں (اتفاقاً از خود) مانگ نکل آئی تو مانگ
نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں (یعنی ابتدا اسلام میں ایسا
معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے) آپکے
موئے سر نرمۂ گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپ بالوں کو
بڑھائے ہوتے تھے۔ آپکا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی
فراخ تھی ابرو خم دار بالوں سے پر تھی اور باہم پیوستہ
نہ تھیں اُن دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ
وہ غصہ میں اُبھر جاتی تھی بلند بینی تھی بینی مبارک
پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپکو دراز بینی
سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار
مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کیساتھ) فراخ تھا
(یعنی تنگ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا) دندان مبارک
باریک آبدار تھے اور اُن میں (ذرا ذرا) ریخیں تھیں۔
سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا گردن
مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی
گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے صفائی
میں چاندی جیسی تھی۔

۱ یعنی ان انفرق شعر راسہ بعد ما جمعہ عقیصہ فرق ای ترکہ مفروقا والا ترک کل شعرۃ فی نبتہ قال ابن قتیبۃ کان ہذا فی اول الاسلام ثم فرق شعرہ بعد ہذا ۔ ۲ قال الجوہری الشمم ارتفاع قصبۃ الانف مع استواء اعلاہ فان کان فیہ احدیداب فہو القنی ۔

۳ بفتح المیم وسکون السین المہملۃ والراء المضمومۃ الشعر الذی فی وسط الصدر الی السرۃ

معتدل الخلق بادن متماسک سواء

(میانہ خلقت نہ فربہ نہ لاغر)(بااعتدال گوشت)(بستہ اندام)

البطن والصدر مشیح الصدر بعید

ما بین المنکبین ضخم الکرادیس انور

المتجرد موصول ما بین اللبة والسرة

بشعر یجری کالخط عاری الثدیین ما سوی

ذلک اشعر الذراعین والمنکبین و

اعالی الصدر طویل الزندین رحب

الراحة شثن الکفین والقدمین

سائل الاطراف او قال شائل

الاطراف سبط العصب خمصان

الاخمصین[1] مسیح القدمین ینبو عنهما

الماء اذا زال زال تقلعا و یخطو

تکفوا و یمشی هونا ذریع المشیة اذا

مشی کانما ینحط من صبب و

بدن جسامت میں معتدل اور پرگوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا آپکے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ پر کی ہڈیاں کلاں تھیں کپڑا اوتارنے کیحالت میں آپکا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کیطرح بالوں کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالونکے سوا ثدیین (وغیرہ) پر بال نہ تھے (البتہ) دونوں بازو اور شانوں سینہ کے بالائی حصہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیاں دراز تھیں ہتیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پرگوشت تھے (ہاتھ پانو کی) انگلیاں لمبی تھیں یا راوی نے بلند کہا ہے (کہ اسکا بھی وہی حاصل ہے) اعصاب آپکے برابر تھے آپکے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے میں زمین کو نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی اُن پر سے (بالکل) ڈھل جاتا (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چکنے ہونیسے پانی انکو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لئے پانو اٹھاتے تو قوت سے پانو اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا اور تواضع کیساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا (کسی بلندی سے) پستی میں اوتر رہے ہیں

---

[1] فی الصحاح الاخمص ما دخل فی باطن القدم فلم یصب الارض والمراد اعتداله والا فهو غیر محمود ولم یکن خمصه مرتفعا جدا فافهم وفی حدیث ابی هریرة ولیس له اخمص واذا وطی بقدمه وطی بکلها شفا۔ وهذا یوافق قوله مسیح القدمین ۱۲

إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا خَافِضُ
(یعنی بسینہ میگشت ۱۲)
الطَّرْفِ نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلُ
مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ
الْمُلَاحَظَةُ يَسُوقُ أَصْحَابَهُ وَيَبْدَأُ
(گوشہ چشم نہ بہ تمام چشم ۱۲)
مَنْ لَقِيَهُ بِالسَّلَامِ قُلْتُ صِفْ لِي
(مقول امام حسن ۱۲)
مَنْطِقَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
(قول و سخن ۱۲)
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ دَائِمَ
(لذکری الدار ۱۲)
الْفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ وَلَا يَتَكَلَّمُ
(فی امور الآخرة ۱۲)
فِي غَيْرِ حَاجَةٍ طَوِيلُ السُّكُوتِ
يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ
وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ فَصْلًا لَا فُضُولَ
(او فاصلا بین الحق والباطل ۱۲)
فِيهِ وَلَا تَقْصِيرَ دَمِثًا لَيْسَ بِالْجَافِي
(نرم گفتار ۱۲ — ستمگار ۱۲)
وَلَا الْمُهِينِ يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ دَقَّتْ لَا
يَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ

---

۱ ای لم یکن یاذن احدا ان یمشی خلفہ ولکن یقدمہم ویمشی خلفہم تواضعا کذا قال الہروی ۱۲ ۲ بفتح المیم من المہانۃ ای الحقارۃ وبضم بضم المیم من الاہانۃ ای لا یہین احدا من الناس ۱۲

جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا
چاہتے تو پوری پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے
دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان
کی طرف نگاہ کرنیکی نسبت زمین کی طرف آپکی نگاہ
زیادہ رہتی عموماً عادت آپکی گوشۂ چشم سے دیکھنے
کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اُٹھاکر
نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے
کر دیتے جس سے ملتے خود ابتداء بسلام فرماتے پھر
میں نے (یعنی امام حسنؓ نے ہند بن ابی ہالہ سے)
کہا کہ آپکی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجئے انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت
کے) غم میں اور ہمیشہ (امور آخرت کے) سوچ میں رہتے
کسی وقت آپکو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت
کلام نہ فرماتے تھے آپکا سکوت طویل ہوتا تھا۔
کلام کو شروع اور ختم مونھ بھر کر فرماتے (یعنی
گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی)
کلام جامع فرماتے (جسکے الفاظ مختصر ہوں مگر پُر
مغز ہوں) آپکا کلام (حق و باطل میں) فیصل کن
ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔
آپ نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی تھی اور نہ مخاطب
کی اہانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب
بھی اُسکی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے
مگر کھانیکی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے

ذَوَّاقًا[۱] وَلَا يَمْدَحُهُ وَلَا يُقَامُ
لِغَضَبِهِ إِذَا تُعُرِّضَ لِلْحَقِّ بِشَيْءٍ حَتّٰى
يَنْتَصِرَ لَهُ وَلَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهِ وَلَا
يَنْتَصِرُ لَهَا وَإِذَا أَشَارَ أَشَارَ بِكَفِّهِ[۳]
كُلِّهَا وَإِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ
اتَّصَلَ بِهَا فَضَرَبَ بِإِبْهَامِهِ الْيُمْنٰى
رَاحَتَهُ الْيُسْرٰى وَإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ
وَأَشَاحَ وَإِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهُ جُلُّ
ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ وَيَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ
الْغَمَامِ قَالَ الْحَسَنُ رض فَكَتَمْتُهَا عَنِ
الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَانًا ثُمَّ حَدَّثْتُهُ
فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي إِلَيْهِ[۴] فَسَأَلَ أَبَاهُ
عَنْ مَدْخَلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱ بفتح الذال المعجمة المراد به المذوق المطعوم ۱۲

۲ یعنی کسے در حالت غضب و بجہت شفاعت نمی استاد نچہ کسے مے آمد پیش او بجہت طلب حق تا آنکہ انصاف وے میداد ۱۲

۳ قال ابن الاثیر اراد ان اشارتہ مختلفة فمان للتوحید والتشہد بالسبحة ونحوہ بالکف ۱۲

۴ ای الی الحدیث المشتمل علی الصفات ۱۲

(مذمت تو اسلئے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح
زیادہ اسلئے نہ فرماتے کہ اکثر اُسکا سبب حرص اور طلب
لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت
کرتا تو اُسوقت آپکے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا
جبتک کہ اُس حق کو غالب نہ کرلیتے اور اپنے نفس کے لئے
غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لئے انتقام
لیتے اور (گفتگو کے وقت) جب آپ اشارہ کرتے
تو پوری ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب
فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے تو اُسکو
یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتیلی سے متصل کرتے یعنی
اُسپر مارتے اور جب آپکو غصہ آتا تو آپ اُدھر سے موںہہ
پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو
نظر نیچی کرلیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا
آپکا تبسم ہوتا اور اُسمیں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو
ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے **(وصل دوم
آپکے تقسیم اوقات و طرز معاشرت میں)**
حضرت حسن رض فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ تک
حسین بن علی رض سے اسکو چھپائے رکھا پھر جو میں نے
اُن سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھسے پہلے اپنے
والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں جانا
باہر آنا نشست و برخاست طرز طریق سب

عہ اشار الی ان الباء فی بہا للتعدیة والی ان الضمیر فی بہا مبہم تفسیرہ قولہ بابہامہ الی ان اتصل تفسیرہ ضرب فافہم ۱۲ منہ

ومخرجه ومجلسه وشكله فلم يدع[۱]
منه شيئًا قال الحسين سألت
أبي رضي الله عنهما عن دخول رسول
(علی امہات المؤمنین ۱۲)
الله صلى الله عليه وسلم فقال كان
(بے ہیچ حرج ۱۲)
دخوله لنفسه مأذونًا له[۲] في ذلك
(ای للاكل والمنام ونحوهما ۱۲)
فكان إذا أوى إلى منزله جزّأ دخوله
(یعنی جا میگرفت ۱۲) (قسم ۱۲)
ثلثة أجزاء جزءًا لله تعالى و
جزءًا لأهله وجزءًا لنفسه ثم
جزّأ جزءه بينه وبين الناس
فيرد ذلك على العامة بالخاصة[۳]
ولا يدخر عنهم شيئًا وكانت
(یعنی چیزے را از ایشاں باز نمیداشت ہر چہ میرسید قسمت میکرد ۱۲)
من سيرته في جزء الأمة إيثار
أهل الفضل بإذنه وقسمته على
(ای باذنہ لاہل الفضل ۱۲)

پوچھ چکے ہیں اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کیے ہوئے) نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسین رض فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ آپکا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام وغیرہ) کے لئے تشریف لیجانا آپ اس باب میں (منجانب اللہ ماذون تھے سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کیوقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لئے (جیسے ان سے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لئے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی اسمیں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے) اور اس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سنکر عوام کو پہونچاتے اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصہ امت میں آپکا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ انکو حاضر

[۱] ای مما سمعت من شمائلہ المذکورۃ یعنی واقف بیان علی وہند رض ۱۲
[۲] یعنی اذن پروردگار می طلبید برائے حاجات خود اما برائے حاجات دینی حاجت استیذان الٰہی نبود ۱۲
[۳] قال ابن الاثیر اراد ان العامۃ لا تصل الیہ فی ہذا الوقت فکانت الخاصۃ تخبر العامۃ بما سمعت منہ فکانہ اوصل الفوائد الی العامۃ بسبب الخاصۃ وقیل ان الباء بمعنی عن ای یجعل وقت العامۃ بعد وقت الخاصۃ

قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِی الدِّیْنِ فَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَةِ
وَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَتَیْنِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ
فَیَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَیَشْغَلُهُمْ فِیْمَا اَصْلَحَهُمْ
مشغول داشت ایشان را ۱۲
وَالْاُمَّةَ مِنْ مَسْاَلَتِهٖ عَنْهُمْ وَاِخْبَارِهِمْ
اے واصلح الامۃ ۱۲ — از پرسش پیغمبر از صحابہ ۱۲
بِالَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَهُمْ وَیَقُوْلُ لِیُبَلِّغِ
الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ وَاَبْلِغُوْنِیْ
حَاجَةَ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغِیْ حَاجَتَهٗ
فَاِنَّهٗ مَنْ اَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ
لَّا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَیْهِ
الضمیر للحاجۃ ۱۲
یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلَی الصِّرَاطِ لَا یُذْكَرُ
عِنْدَهٗ اِلَّا ذٰلِكَ وَلَا یَقْبَلُ مِنْ
اے حوائج الناس ۱۲
اَحَدٍ غَیْرَهٗ وَفِیْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ
اے غیر ہذا الکلام ۱۲
بْنِ وَكِیْعٍ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
یَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا وَلَا یَنْصَرِفُوْنَ عَنْهُ اِلَّا عَنْ

۱؎ یعنی درمی آمدند صحابہ در مجلس پیغمبر دران حالت کہ طالب ومحتاج علم بودند ہمچوں احتیاج ایشان بطعام ومتفرق نمیشدند مگر از چشیدن علم یا گویم کہ با تعلم علم میخوردند شراب باطعام وبیروں می آمدند با فقہ واسلام ۱۲ -

ہونیکی اجازت دیتے اور اس وقت کو اُن لوگوں پر بقدر اُن کے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو اُن میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسیکو دو ضرورتیں ہوتیں کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں سو اُن کی حاجت میں مشغول ہوتے اور اُن کو ایسے شغل میں لگاتے جسمیں اُن کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور اُن کے مناسب حال امور کی اُن کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کردیا کرے اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیر ذلک) نہ پہونچا سکے تم لوگ اسکی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکو پلصراط پر ثابت قدم رکھیگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں انہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا۔ اور اسکے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج ومنافع کے سوا دوسری لایعنی یا مضر باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن وکیع کی حدیث میں حضرت علی کا یہ قول بھی ہے کہ لوگ آپکے پاس طالب ہوکر

وَيَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً يَعْنِي فُقَهَاءَ

قُلْتُ فَاَخْبِرْنِي عَنْ مَخْرَجِهٖ كَيْفَ

(مقولہ امام حسین)

يَصْنَعُ فِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(علی رضہ ۱۲)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْزُنُ لِسَانَهٗ

(یحفظ ۱۲)

اِلَّا مِمَّا يَعْنِيْهِمْ وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُنَفِّرُهُمْ

وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ

وَيُحَذِّرُ النَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ

(اے یحترز ان یغشو بسرہ ۱۲)

مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّطْوِيَ عَنْ اَحَدٍ

(دمی پیچید از کسے ۱۲)

بِشْرَهٗ وَخُلُقَهٗ وَيَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ

(خوش روی و خوش خوئی ۱۲) (دمی پرسید احوال یاران ۱۲)

وَيَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ

وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُصَوِّبُهٗ وَيُقَبِّحُ

الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّنُهٗ مُعْتَدِلُ الْاَمْرِ غَيْرُ

(خوار می پنداشت ۱۲)

مُخْتَلِفٍ لَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ اَنْ يَّغْفُلُوْا

اَوْ يَمَلُّوْا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهٗ عَتَادٌ

آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے بھی تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپکے پاس سے باہر نکلتے۔ امام حسین فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد) سے عرض کیا کہ آپکے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھسے بیان کیجئے کہ اسوقت میں کیا کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور انمیں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کی آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرمادیتے تھے اور لوگوں کو (امور مضرہ سے) حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور (اُن کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ انکو پوچھتے رہتے تھے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے آپکا ہر معمول نہایت اعتدال کیساتھ ہوتا تھا اسمیں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی کسی طرح کرلیا کبھی کسیطرح کرلیا لوگوں کی تعلیم (و مصلحت) سے غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ (اگر انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جاوے تو بعضے تو خود دین سے) غافل ہو جاوینگے یا (بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے) اکتا جاوینگے ہر حالت کا آپکے یہاں ایک خاص انتظام تھا

له بفتح عین مہملہ وتاء مثناة فوقانیہ وآخرہ دال مہملہ

اے یصلح کل ما یقع من الامور ۱۲-

لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهُ

إِلَى غَيْرِهِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ مِنَ النَّاسِ
مبتدا ۱۲

خِيَارُهُمْ أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ
خبر ۱۲ مبتدا ۱۲ خبر ۱۲

نَصِيْحَةً وَّأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً
مبتدا ۱۲

أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَّمُوَازَرَةً
خبر ۱۲ کسے را در چیزے بحو خویش داشتن ۱۲

فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ عَمَّا كَانَ

يَصْنَعُ فِيْهِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِسُ وَلَا

يَقُوْمُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ وَّلَا يُوَطِّنُ
اے لا یتخذ

الْأَمَاكِنَ وَيَنْهَى عَنْ إِيْطَانِهَا
لصلاۃ موضعا معلوما ۱۲

وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْقَوْمِ جَلَسَ حَيْثُ

يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَأْمُرُ بِذٰلِكَ

وَيُعْطِيْ كُلَّ جُلَسَائِهِ نَصِيْبَهُ
یعنی ہر مصاحب را از حق صحبت و تمام میکرد تا کہ نمی دانست غلیلش

حَتّٰى لَا يَحْسَبُ جَلِيْسُهُ أَنَّ أَحَدًا
ہیچ یکے را بزرگ تر از خود بر مصطفے ام ۱۲

أَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهُ أَوْ
می نشست ۱۲

قَاوَمَهُ لِحَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتّٰى
می ایستاد ۱۲ اے قام لہ ۱۲

حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کیطرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتی۔ لوگوں میں سے آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیرخواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا پھر میں نے اُن سے آپ کی مجلس کے بارہ میں پوچھا کہ اسمیں آپکا کیا معمول تھا اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اُسی جگہ بیٹھیں اور اگر اور کوئی بیٹھ جاوے تو اُسکو اٹھادیں) اور دوسروں کو بھی (اسطرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع میں تشریف لیجاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اُسکا حصہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے) یہانتک کہ آپکا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔ جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اُسکے ساتھ مقید رہتے

ف قال النووی انما ورد النہی عن ایطان موضع فی المسجد بخوف الریاء والا فلا باس بلازم الصلوۃ فی موضع معین من البیت کحدیث عتبان بن مالک ۱۲

يكون هو المنصرف من سأله
حاجة لم يرده الا بها او بميسور
من القول قد وسع الناس بسطه
وخلقه فصار لهم ابا وصاروا
عنده في الحق متقاربين متفاضلين
فيه بالتقوى وفي رواية اخرى
صاروا عنده في الحق سواء مجلسه
مجلس حلم وعلم وحياء وصبر
وامانة لا ترفع فيه الاصوات ولا
تؤبن فيه الحرم ولا تنثى فيه
فلتاته يتعاطفون بالتقوى
متواضعين يوقرون فيه الكبير
ويرحمون الصغير ويرفدون

(حواشی: اے بحاجۃ او بکلام حلو ۱۲ — فی التعلیم والشفقۃ ۱۲ — جمع حرمۃ والمراد اصحابہا علی التجوز ۱۲ — اے فی مجلسہ ۱۲)

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اسکے کہ اسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اسکو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روئی اور خوشخوئی تمام لوگوں کے لئے عام تھی گویا بجائے اُن کے باپ کے ہوگئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق میں (فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقوی کی وجہ سے متفاوت تھے (یعنی تقوی کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور میں سب باہم متساوی تھے) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپکی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اسمیں آوازیں بلند نہ کیجاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی اشاعت نہ کیجاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقوی کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے اسمیں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت

ف اے ابنت الرجل اذا رمیتہ بخلۃ سوء فہو مابون ای مفعول فی دبرہ والمراد لاتذکر فیہ الامور المحرمۃ یقال فلان یوبن بکذا اے یذکر بقبیح ۱۲

ف اے ہفواتہ وزلاتہ والضمیر للقائل اے لم یکن فی مجلسہ فلتۃ وان کانت من احد سترت ۱۲

ذَا الْحَاجَةِ وَيَرْحَمُونَ الْغَرِيبَ

فَسَأَلْتُهُ عَنْ سِيرَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي جُلَسَائِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ سَهْلَ الْخُلُقِ

اسم من الاستبشار ١٢

لَيِّنَ الْجَانِبِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا

صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ[ك] وَلَا مَدَّاحٍ

السخب والصخب كلاهما بمعنى الصياح واضطراب الاصوات في الخصومة والمبالغة

يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِي وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ

قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ عَنْ ثَلَاثٍ الْمِرَاءِ وَالْإِكْثَارِ

وَمَا لَا يَعْنِيهِ وَتَرَكَ النَّاسَ عَنْ ثَلَاثٍ

وكثرة الكلام ١٢ كلام بیہودہ ١٢

كَانَ لَا يَذُمُّ أَحَدًا وَلَا يُعَيِّرُهُ وَلَا يَطْلُبُ

عَوْرَتَهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيمَا يَرْجُو ثَوَابَهُ

وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُسِهِمُ

الطَّيْرُ وَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوا لَا يَتَنَازَعُونَ

عِنْدَهُ الْحَدِيثَ مَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ أَنْصَتُوا لَهُ

حَتَّى يَفْرُغَ حَدِيثُهُمْ حَدِيثُ أَوَّلِهِمْ

ك من العيب ا غياب بالغين المعجمة من الغيبة ١٢

کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے پھر میں نے ان سے آپکی سیرت اپنے اہل مجلس کیساتھ دریافت کی انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہوجاتے تھے سخت خو تھے نہ درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کیساتھ) کسی کی مدح فرماتے جو بات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی طبیعت کی خلاف ہوتی اُس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اسپر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اُس سے مایوس بھی نہ فرماتے (بلکہ خاموش ہوجاتے) آپنے تین چیزوں سے تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے اور کثرت کلام سے اور بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جسمیں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپکے تمام جلیس اسطرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے اُنکے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے آپ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے آپکے پاس جو شخص بولتا اُسکے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (میں سے ہر شخص) کی بات (رغبت کیساتھ سنے جانے میں) ایسی ہی ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بیقدری نہ ہوتی)

يضحك مما يضحكون ويتعجب مما يتعجبون ويصبر للغريب على الجفوة (جفا ١٢) في المنطق ويقول اذا رأيتم (الكلام ١٢) صاحب الحاجة يطلبها فارفدوه (اعطوه ١٢) ولا يطلب الثناء الا من مكافئ (اى الا من انعم عليه صلى الله عليه وسلم) ولا يقطع على احد حديثه حتى يجوزه فيقطعه بانتهاء او قيام وفي رواية قلت كيف كان سكوته صلى الله عليه وسلم قال كان سكوته على اربع على الحلم والحذر (تحفظ ١٢) والتقدير والتفكر فاما تقديره ففي تسوية النظر والاستماع بين الناس واما تفكره ففيما يبقى ويفنى (من الدنيا ١٢) وجمع له الحلم في الصبر فكان لا يغضبه شيء يستفزه (اى يستخفه ١٢) (في امور الدنيا ١٢) وجمع له في الحذر اربع اخذه بالحسن ليقتدى به وتركه القبيح لينتهى عنه واجتهاده الراى بما اصلح امته والقيام لهم بما جمع لهم

جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی حد اباحت تک اپنے جلیسوں کی ساتھ شریک رہتے) اور پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اُسکی اعانت کرو اور کوئی آپ کی ثنا کرتا تو آپ اُسکو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی احسان کی مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے اس ثنا کی بشرط عدم تجاوز حد کے اسکو گوارا فرمالیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہانتک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اُسوقت اُسکو ختم کرا دینے سے یا اُٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع فرما دیتے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ آپکا سکوت کس کیفیت کا تھا اُنھوں نے کہا کہ آپکا سکوت چار امر پر مشتمل ہوتا تھا حلم اور بیدار مغزی اور انداز کی رعایت اور فکر آگے ہر ایک کا بیان ہے سو انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کیطرف نظر کرنے میں اور انکی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے تھے (یعنی دنیا کی فنا اور عقبی کے بقا کو سوچا کرتے) اور حلم آپکا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا آگے اُس ضبط کا بیان ہے سو آپ کو کوئی چیز ایسا غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپکو از جا رفتہ کر دے اور بیدار مغزی آپ میں چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتدار کریں۔ دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں۔ تیسرے رائے کو اُن امور میں صرف کرنا جو آپ کی امت کیلئے مصلحت ہوں چوتھے امت کیلئے اُن امور کا اہتمام کرنا جنمیں

امر الدنیا والآخرۃ اعلم ان مثل ھٰذہٖ
(الغرض منہ بیان التابعۃ ۱۲)
الشمائل ورد فی احادیث شتّٰی عن انس
وابی ھریرۃ وبراء بن عازب وعائشۃ
وابی جحیفۃ وجابر بن سمرۃ وامّ معبد
وابن عبّاس ومعرّض[عہ] بن معیقیب
وابی الطّفیل وعدّاء بن خالد وخُریم
بن فاتک وحکیم بن حزام ونحتسب (لطلب الثواب ۱۲)
بذکر ہنۃ منھا ایضا فقالوا رضی اللّٰہ عنھم
اجمعین کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم ادعج ابجل اشکل اھدب الاشفار
ابلج ازج اقنی افلج مدوّر الوجہ کانّہ
قطعۃ قمر کثّ اللحیۃ تملاء صدرہ سواء
البطن والصدر واسع الصدر عظیم
المنکبین ضخم العظام عبل الذراعین
والعضدین والاسافل رحب الکفّین
والقدمین دقیق المسربۃ (خط سویہا ۱۲)

انکی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی
درستی ہو۔

وصل سوم تتمۂ وصل اول میں

جاننا چاہیئے کہ اسی طرح کے شمائل متفرق
حدیثوں میں ان حضرات سے وارد ہوئے
ہیں حضرت انس رض حضرت ابوہریرہ رض حضرت
براء بن عازب رض حضرت عائشہ رض حضرت ابو جحیفہ
حضرت جابر بن سمرہ رض حضرت ام معبد رض حضرت
ابن عباس رض حضرت معرض[عہ] بن معیقیب رض حضرت
ابو الطفیل رض حضرت عداء بن خالد رض حضرت
خریم بن فاتک رض حضرت حکیم بن حزام رض ہم بھی
ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا ان میں
سے ذکر کرتے ہیں پس ان سب حضرات نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ کی پتلی نہایت
سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھیں تھیں آنکھوں میں سرخ
ڈورے تھے مژگانیں آپکی دراز تھیں دونوں
ابروؤں کے درمیان قدرے کشادگی تھی ابرو خمدار تھی
بینی مبارک بلند تھی دنداں مبارک میں کچھ ریخیں
تھیں یعنی بالکل اوپر تلے جڑے ہوئے نہ تھے چہرۂ مبارک
گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا ریش مبارک گنجان تھی
کہ سینۂ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار
تھا سینہ چوڑا تھا دونوں شانے کلاں تھے
استخواں بھاری تھیں دونوں کلائیاں اور بازو
اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے
دونوں کف دست اور قدم کشادہ تھے
سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک
باریک خط تھا۔

عہ قال صاحب القاموس والصواب معیقیب بن معرض ۱۲

ربعة القد لیس بالطویل البائن ولا
بالقصیر المتردد ولم یکن یماشیہ
احد ینسب الی الطول رجل الشعر
(بین السبوطة والجعودة)
واذا افتر ضاحکا افتر عن مثل سنا البرق
(روشنی)
وعن مثل حب الغمام واذا تکلم رئی
کالنور یخرج من بین ثنایاہ احسن
الناس عنقا لیس بمطھم ولا مکلثم
(کشیدہ گول چہرہ)
متماسک البدن ضرب اللحم وفی روایات
(اندک گوشت)
اخر اشکل العین ضخم المشاش اذا
وطئ بقدمہ وطئ بکلھا لیس لہ
اخمص ھذا کلہ خلاصة ما فی
الشفاء وروی الترمذی فی شمائلہ
عن انس کان حبیبنا صلی اللہ علیہ
وسلم شثن الکفین والقدمین ضخم
الرأس ضخم الکرادیس لم یکن
بالطویل الممغط ولا بالقصیر المتردد

قدم مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ
بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے میں دھنسے ہوئے
ہوں اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا
تھا (یعنی رفتار میں ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف)
آپکا قامت قدرے درازی کی طرف نسبت
کیاجاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے میں
قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے
جب ہنستے میں دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے
برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے بارش کے
ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے
بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا گردن نہایت
خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول
تھا (بلکہ مائل بتدویر تھا) بدن گٹھا ہوا تھا گوشت
ہلکا تھا اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں میں سفیدی
کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلاں تھے جب زمین
پر پانو رکھتے تو پورا پانو رکھتے تھے تلوے میں زیادہ
گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفا کے مضمون کا
خلاصہ ہے اور ترمذی نے اپنی شمائل میں حضرت
انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کے دونوں کف دست اور دونوں قدم
پر گوشت تھے سر مبارک کلاں تھا جوڑ کی ہڈیاں
بڑی تھیں نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ کوتاہ قامت
تھے کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے میں دھنسا ہوا ہو

كان في وجهه تدوير ابيض
مشرب ادعج العينين اهدب
الاشفار جليل المشاش والكتد
اجرد ذو مسربة اذا التفت
التفت معا بين كتفيه خاتم
النبوة وهو خاتم النبيين
وفي رواية جابر بن سمرة كان ضليع
الفم منهوس العقب اشكل العينين
اذا نظرت اليه قلت اكحل العينين
وليس باكحل اي ليس بمكتحل
وقال ابو الطفيل الليثي رضي الله عنه
كان ابيض مليحا مقصدا عن انس
كان ربعة حسن الجسم اسمر اللون عظيم
الجمة الى شحمة اذنيه عليه حلة حمراء
وروى في الشمائل للترمذي عن انس
بن مالك لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم

آپ کے چہرہ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی
رنگ گورا تھا اسمیں سرخی دمکتی تھی سیاہ
آنکھیں تھیں مژگانیں دراز تھیں شانیکی ہڈیاں
اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن مبارک
بے مو تھا یعنی بدن بھر پر بال نہ تھے البتہ
سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری
تھی جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو
دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپکے
دونوں شانوں کے درمیاں مہر نبوت تھی
اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر
بن سمرہ رض کی روایت میں ہے کہ آپکا دہن مبارک
(اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیوں کا
گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے
تھے جب آپ کی طرف نظر کرو تو یوں سمجھو
کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہے حالانکہ
سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل لیثی رض
نے کہا ہے کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے
حضرت انس رض سے روایت ہے کہ آپ میانہ
قامت خوش اندام گندمیں رنگ تھے
موے سر دراز تھے بن گوش تک۔ آپ
پر ایک سرخ (دھاری دار) جوڑا تھا اور
شمائل ترمذی میں حضرت انس رض سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَا
بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ
الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ
سِنِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثَلٰثَ عَشْرَةَ
يُوحٰى إِلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ
فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَأْسِ
سِتِّينَ سَنَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً
وَقَالَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٍ وَسِتِّينَ
أَكْثَرُ أَيْ فِي الرِّوَايَةِ وَلَيْسَ
فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً
بَيْضَاءَ وَقَالَ الْمُحَقِّقُونَ إِنَّ الشُّعُورَ
الْأَبْيَضَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ كَانَ
سَبْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ
رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُولِ اللّٰهِ

نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے
اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے اور نہ سانولے
تھے اور موئے مبارک آپ کے نہ بالکل
خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ بلدار
تھے) اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس برس کے
ختم پر نبی بنایا پھر مکہ میں دس برس مقیم رہے
اور حضرت ابن عباسؓ کے قول پر تیرہ برس
رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی (دس برس
کی روایت میں کسر کو حساب میں نہیں لیا
پس دونوں روایتیں متطابق ہیں) اور
مدینہ میں دس سال رہے پھر ساٹھ سال
کی عمر میں اور ابن عباسؓ کے قول پر ترسٹھ
سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات
دی اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ترسٹھ سال کی
روایتیں زیادہ ہیں اور (باوجود اتنی عمر کے) آپکے
سر اور ریش مبارک میں سفید بال بیس
بھی نہ تھے اور محققین نے کہا ہے کہ آپکے سر اور
ڈاڑھی میں سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت
جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ میں نے مہر نبوت کو
آپکے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سرخ
ابھرا ہوا گوشت مثل بیضۂ کبوتر کے دیکھا

صلی اللہ علیہ وسلم غدّۃ حمراء
مثل بیضۃ الحمام وعن السائب
بن یزید مثل زر الحجلۃ وعن عمرو
بن اخطب الانصاری شعرات مجتمعۃ
وعن ابی سعید کان فی ظہرہ
بضعۃ ناشزۃ وفی روایۃ مثل
الجمع حولہا خیلان کانّہا ثاٰلیل
قال البراء ما رأیت من ذی لمّۃ
فی حلۃ حمراء احسن من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوہریرۃ
ما رأیت شیئاً احسن من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس
تجری فی وجہہ واذا ضحک
یتلألأ نورہ فی الجدر وقیل
لجابر کان وجہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کالسیف قال لا بل

اور حضرت سائب بن یزید رضؓ سے روایت ہے
کہ وہ مثل چھپر کھٹ (مسہری) کی گھنڈی
کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے
روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت
ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ کی کمر پر
ایک ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا اور ایک روایت
میں ہے کہ مثل مٹھی کے تھی اسکے گرداگرد تل
تھے جیسے مسّے ہوتے ہیں (اور ان روایات
میں کچھ تنافی نہیں سب اوصاف کا جمع ہونا
ممکن ہے) حضرت براء رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے
کوئی بالوں والا سرخ جوڑا (یعنی مخطط لنگی
چادر) پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اور حضرت
ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا
گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب چل رہا ہے اور
جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی
تھی اور حضرت جابر رضؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مثل
تلوار کے (شفاف)
تھا انہوں
نے کہا

کالشمس والقمر وکان مستدیرًا
وقالت ام معبد کان اجمل الناس
من بعید واجلاہ واحسنہ من
قریب وقال علی من راٰہ بداھۃ ھابہ
ومن خالطہ معرفۃ احبہ لم ار قبلہ
ولا بعدہ مثلہ قال انس ما شممت
عنبرا قط ولا مسکا ولا شیئا اطیب
من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وکان یصافح المصافح فیظل یومہ
یجد ریحھا فیضع یدہ علی راس
الصبی فیعرف من بین الصبیان
بریحھا ونام فی دار انس فعرق
فجاءت امہ بقارورۃ تجمع فیھا عرقہ
فسألھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن ذلک فقالت نجعلہ فی طیبنا
وھو اطیب الطیب وذکر الامام البخاری

کہ نہیں بلکہ مثل افتاب اور ماہتاب کے مدور
تھا زلوار کی تشبیہ میں یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہیں
نہیں ہوتی اور حضرت ام معبدؓ نے کہا آپ
دور سے سب سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب سے
زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت
علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپکو اول وہلہ میں دیکھتا تھا
مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص شناسائی کیساتھ
ملتا جلتا تھا آپ سے محبت کرتا تھا میں نے آپ
جیسا (صاحب جمال و صاحب کمال) نہ آپ سے
پہلے کسیکو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسیکو دیکھا (وصل
چہارم آپ کی طیب و مطیب ہونے میں)
اور حضرت انسؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عنبر
اور کوئی مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار
نہیں دیکھی اور آپ کسی سے مصافحہ فرماتے
تو تمام تمام دن اُس شخص کو مصافحہ کی خوشبو
آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پہ ہاتھ رکھدیتے
تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا
اور آپ ایک بار حضرت انسؓ کے گھر میں سوگئے تھے
اور آپ کو پسینہ آیا تھا تو حضرت انس کی والدہ
ایک شیشی لاکر آپ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے
اس بارہ میں پوچھا اُنھوں نے عرض کیا
کہ ہم اسکو اپنی خوشبو میں ملادیں گے
اور یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو
ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ کبیر

فِی التَّارِیْخِ الْکَبِیْرِ عَنْ جَابِرٍ لَمْ یَکُنْ
یَمُرُّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَرِیْقٍ
فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ سَلَکَہٗ
مِنْ طِیْبِہٖ قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ رَاھُوَیْہِ
اِنَّ تِلْکَ کَانَتْ رَائِحَتَہٗ بِلَا طِیْبٍ
وَرَوٰی اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْمُزَنِیُّ
عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ
النُّبُوَّۃِ بِفِیْ فَکَانَ یَنُمُّ عَلَیَّ مِسْکًا
وَرُوِیَ اَنَّہٗ اِذَا تَغَوَّطَ انْشَقَّتِ
الْاَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَہٗ وَبَوْلَہٗ
وَفَاحَتْ لِذٰلِکَ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ کَذَا
رَوَتْ عَائِشَۃُ وَلِذَا قِیْلَ بِطَہَارَۃِ
الْحَدَثَیْنِ مِنْہُ حَکَاہُ اَبُوْبَکْرِ بْنُ سَابِقٍ
الْمَالِکِیُّ وَاَبُوْنَصْرٍ (شافعی) وَشَرِبَ مَالِکُ بْنُ
سِنَانٍ دَمَہٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَمَصَّہٗ فَقَالَ

میں حضرت جابرؓ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے گذرتے اور
کوئی شخص آپکی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو
سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف
لے گئے ہیں اسحٰق بن راہویہ نے کہا ہے کہ
یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوئی (خود آپکے
بدن مبارک میں) تھی اور ابراہیم بن اسمٰعیل
مزنی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے
کہ مجکو (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھلالیا
میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا سو
اسمیں سے مشک کی لپٹ آرہی تھی اور مروی
ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو
زمین پھٹ جاتی اور آپکے بول و براز کو نگل
جاتی اور اُس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی
حضرت عائشہؓ نے اسی طرح روایت کیا ہے
اور اسی لئے علماء آپ کے بول و براز
کے طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں ابوبکر
بن سابق مالکی اور ابونصر نے اسکو
نقل کیا ہے اور مالک بن سنان
یوم احد میں آپ کا خون
(زخم کا) چوس کر
پی گیا آپنے
فرمایا

لن یصیبه النار وشرب عبد الله

بن زبیر دم حجامته وشربت برکة تبوله وام ایمن خادمة رسول الله

صلی الله علیه وسلم فلم تجداه الا کماء

عذب طیب وقد ولد مختونا مقطوع

السرة مکحلا قالت امنة امه ولدته

نظیفا ما به قذر وکان ینام حتی

یکون له غطیط فیصلی ولا یتوضأ رواه

عکرمة وکان محروسا عن حدث

المنام قال وهب بن منبه قرأت

فی احد وسبعین کتابا فوجدت

جمیعها ان النبی صلی الله علیه وسلم

ارجح الناس عقلا وافضلهم رأیا

وکان یری فی الظلمة کما یری فی

الضوء کما روت عائشة وکان یری

من بعید کما یری من قریب وکان

اسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبد اللہ

بن زبیر نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے

نکلا تھا پی لیا تھا اور برکت اور آپ کی خادمہ ام

ایمن نے آپکا بول پی لیا تھا سو اُن کو ایسا

معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے

اور آپ (قدرتی) مختون اور ناف کٹے

ہوئے سرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے

حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے

آپ کو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو

لگی ہوئی نہ تھی اور آپ باوجودیکہ ایسا

سوتے تھے کہ خراٹے بھی لینے لگتے تھے مگر

بدون وضو کئے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے

(یعنی سونے سے آپکا وضو نہیں ٹوٹتا تھا)

روایت کیا اسکو عکرمہ نے اور (وجہ اسکی یہ

تھی کہ) آپ سونے میں حدث سے محفوظ تھے (وصل پنجم

آپ کی قوت بصر و بصیرت میں) وہب

بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابوں میں

پڑھا ہے اور سب میں یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم عقل میں سب پر ترجیح رکھتے ہیں

رائے میں سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت میں

بھی اسطرح دیکھتے تھے جسطرح روشنی میں دیکھتے تھے

جیسا کہ حضرت عائشہ رضہ نے روایت کیا ہے اور

آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور

يَرٰى مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَرٰى مِنْ اَمَامِهٖ وَكَانَ رَاٰى جَنَازَةَ النَّجَاشِيِّ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَرَاٰى بَيْتَ الْمُقَدَّسِ مِنْ مَكَّةَ حِيْنَ وَصَفَهٗ لِقُرَيْشٍ وَالْكَعْبَةَ حِيْنَ بَنٰى مَسْجِدَهٗ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ يَرٰى فِى الثُّرَيَّا اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَصَرَعَ رُكَانَةَ اَشَدَّ اَهْلِ زَمَانِهٖ حِيْنَ دَعَاهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَصَارَعَ اَبَا رُكَانَةَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَعَاوَدَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يَصْرَعُهٗ وَكَانَ اَسْرَعَ فِى الْمَشْيِ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّا لَنَجْهَدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ غَيْرُ مُكْتَرِثٍ وَكَانَ ضَحِكُهٗ مُتَبَسِّمًا وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا وَاُوْتِىَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ لَهُ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَاُحِلَّتْ لَهُ الْغَنَائِمُ وَاُعِدَّتْ

پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جسطرح سامنے سے دیکھتے تھے اور آپنے نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں) دیکھ لیا تھا اور اُسپر نماز پڑھی اور آپنے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریش کے سامنے اُسکا نقشہ بیان فرمایا (یہ سب معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا) اور جب آپنے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اُسوقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپکو ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے

وصل ششم آپکی قوت بدنیہ وغیرہ میں

اور آپ (کی قوت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ) نے رکانہ کو جو اپنے اہل زمانہ میں بہت قوی (مشہور) تھے کشتی میں گرا دیا جبکہ اُن کو اسلام کی دعوت دی (اور اُنھوں نے اپنے اسلام کو اسپر معلق کیا کہ مجکو کشتی میں گرا دیجئے) اور قبل زمانہ اسلام کے آپنے ابو رکانہ کو کشتی میں گرا دیا تھا وہ دوسری تیسری بار پھر آپسے مقابل ہوا آپ ہر بار میں اسکو پچھاڑ پچھاڑ دیتے تھے اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آرہی ہو حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے (کہ آپکی ساتھ چل سکیں) اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے (پھر بھی ہم تھک جاتے تھے) اور آپکا ہنسنا تبسم ہوتا تھا اور جب (گوشہ کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پوری اُسطرف مڑ کر دیکھتے (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے)

وصل ہفتم آپ کی بعض خصائص میں

اور آپکو کلمات جامعہ عطا کئے گئے اور تمام زمین آپ کیلئے مسجد اور آلۂ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہیں کہ خاص مسجد ہی میں نماز درست ہو اور جگہ درست نہو اور اسی طرح ہر جگہ کی مٹی سے بشرط پاک ہونے کے تیمم درست ہے) اور آپ کے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا (اور پہلی شریعتوں میں مال غنیمت کا

لہ الشفاعۃ الکبریٰ والمقام المحمود وبعث
الی الجن والانس وکافۃ المخلوقات وعلم
السنۃ العرب کلہا اقول بل السنۃ العرب کلہا
قالت ام معبد کان حلو المنطق
فصلا لانزر ولا ہذر کان منطقہ
خرزات نظمن وکان قلیل الاکل
والنوم وکان لایتکی فی الاکل ومعناہ
عند المحققین انہ لایعتمد علی شئ
ماتحتہ ولا مائلا الی شق انما کان
جلوسہ للاکل جلوس المستوفز
مقعیا وکان یقول اکل کما یاکل العبد
واجلس کما یجلس العبد وکان
نومہ علی شقہ الایمن استظہارا
علی قلۃ المنام قال انس اعطی
قوۃ ثلثین رجلا اخرجہ النسائی
وروی قوۃ اربعین رجلا فی الجماع

اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن وانس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔

(وصل ہشتم آپ کے کلام وطعام ومنام وقعود وقیام میں) اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں (یہ بعض کا قول ہے) ام معبد کہتی ہیں کہ آپ شیریں کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرمادیں) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دئے گئے ہوں اور آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے۔ کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور معنی اسکے اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہیں کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپکے نیچے ہوتی (جیسے گدا وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پر (ہاتھ یا تکیہ کے سہارے) بوجہ دیگر۔ بیٹھتے آپکی نشست کھانیکے لئے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونیکے لئے کوئی تیار ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اکڑوں بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور آپکا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا تاکہ قلت منام میں معین ہو

(وصل نہم آپکی بعض صفات ومکارم اخلاق شجاعت وسخاوت وہیبت وجاہ وبے نفسی وایثار وغیرہ میں) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو تیس ۳۰ مردوں کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپکو ہمبستری میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔

وَرُوِیَ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ
عَلَی النَّاسِ بِاَرْبَعٍ بِالسَّخَاءِ وَالشَّجَاعَةِ
وَكَثْرَةِ الْجِمَاعِ وَقُوَّةِ الْبَطْشِ وَكَانَ
ذَا وَجَاهَةٍ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَبَعْدَهَا
رُوِیَ عَنْ قَیْلَةَ اَنَّهَا لَمَّا رَاَتْهُ اُرْعِدَتْ
مِنَ الْفَرَقِ فَقَالَ یَا مِسْكِیْنَةُ عَلَیْكِ
السَّكِیْنَةُ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ قَامَ
بَیْنَ یَدَیْهِ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو فَاُرْعِدَ
فَقَالَ هَوِّنْ عَلَیْكَ فَاِنِّیْ لَسْتُ
بِمَلِكٍ جَبَّارٍ وَلَقَدْ اُوْتِیَ خَزَائِنَ
الْاَرْضِ وَمَفَاتِیْحَ الْبِلَادِ وَفُتِحَ عَلَیْهِ
فِیْ حَیٰوتِهٖ بِلَادُ الْحِجَازِ وَالْیَمَنِ وَجَمِیْعِ
جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَحَوَالِی الشَّامِ وَالْعِرَاقِ
وَجُلِبَتْ اِلَیْهِ الْاَخْمَاسُ وَالصَّدَقَاتُ
وَالْاَعْشَارُ وَاُهْدِیَتْ مِنَ الْمُلُوْكِ
هَدَایَا فَصَرَفَ كُلَّهَا لِوَجْهِ اللّٰهِ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجکو
اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی۔
سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی اور بمقابل
غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد میں بھی
صاحب وجاہت تھے حضرت قیلہ سے روایت
ہے کہ انھوں نے جب آپکو دیکھا تو ہیبت کے
مارے کانپنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے
غریب دل کو برقرار رکھ (یعنی ڈرمت) اور حضرت
ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ آپکے روبرو
عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے
آپنے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو میں کوئی جابر
بادشاہ نہیں ہوں اور آپ کو تمام خزائن روئے
زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم کشف
میں) عطا کیگئی تھیں اور آپ کی حیات میں
بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرۂ عرب اور نواحی
شام وعراق فتح ہو گئے تھے اور آپکے حضور
میں خمس اور صدقات اور عشر حاضر کیے
جاتے تھے اور سلاطین کی طرف
سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے۔ ان
سب کو آپ نے لوجہ اللہ صرف
فرمایا اور مسلمانوں کو غنی کر دیا

وَاَغْنٰی بِہٖ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَالَ مَا یَسُرُّنِیْ
اَنَّ لِیْ اُحُدًا ذَھَبًا یَبِیْتُ عِنْدِیْ مِنْہُ
دِیْنَارٌ اِلَّا دِیْنَارًا اُرْصِدُہٗ لِدَیْنِیْ وَھٰذَا
مِنْ کَمَالِ سَخَائِہٖ وَجُوْدِہٖ وَعَطَائِہٖ فَاِنَّہٗ
مَاتَ وَدِرْعُہٗ مَرْھُوْنَۃٌ فِیْ نَفَقَۃِ عِیَالِہٖ
وَکَانَ مُقْتَصِرًا فِیْ نَفَقَتِہٖ وَمَلْبَسِہٖ وَمَسْکَنِہٖ
عَلٰی مَا تَدْعُوْہُ الضَّرُوْرَۃُ اِلَیْہِ وَکَانَ
یَلْبَسُ فِی الْغَالِبِ الشَّمْلَۃَ وَالْکِسَاءَ الْخَشِنَ
وَالْبُرْدَ الْغَلِیْظَ وَیَقْسِمُ عَلٰی اَصْحَابِہٖ
اَقْبِیَۃَ الدِّیْبَاجِ الْمَنْسُوْجِ بِالذَّھَبِ
وَیَرْفَعُ لِمَنْ لَّمْ یَحْضُرْہُ عَنْ عَائِشَۃَ رض
کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ یَرْضٰی بِرِضَاہُ
وَیَسْخَطُ بِسَخَطِہٖ حَتّٰی قَالَ اللہُ تَعَالٰی
اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ جَبَلَہُ اللہُ تَعَالٰی
فِیْ اَصْلِ فِطْرَتِہٖ عَلٰی مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ
وَرَزَانَۃِ الطَّبْعِ وَاعْتِدَالِ الْمِزَاجِ

اور فرمایا کہ مجکو یہ بات خوش نہیں آتی کہ
میرے لئے کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات کو
اسمیں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے
بجز ایسے دینار کے جسکو کسی واجب مطالبہ
کے لئے تھام لوں اور یہ آپکی کمال سخاوت و
جود و عطا ہے چنانچہ (اسی کمال سخاوت کے
سبب آپ مقروض رہتے تھے حتی کہ) آپ نے
جسوقت وفات فرمائی ہے تو آپ کی زرہ اہل و
عیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی
اور آپ اپنے ذاتی خرچ اور پوشاک اور مسکن
میں صرف قدر ضرورت پر اکتفا فرماتے تھے اور
غالب اوقات آپ کمل اور موٹا کھیس اور گاڑھی
چادر پہنتے تھے اور (بعض اوقات) اپنے اصحاب
کو دیبا کی قبائیں جسمیں سونے کے تار بنے ہوئے
تھے تقسیم فرماتے تھے اور جو انمیں موجود نہ ہوتے
ان کے لئے اٹھا کر رکھتے اور حضرت
عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق قرآن
تھا اسکی خوشی کی بات سے آپ خوش
ہوتے تھے اور اسکی ناخوشی کی بات
سے آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی
قرآن سے جو بات حق تعالی کے خوش
یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی ہی آپکی
خوشی و ناخوشی اسی کے تابع تھی حتی کہ
اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر قائم
ہیں اللہ تعالی نے آپ کو اصل فطرت میں
مکارم اخلاق اور متانت طبع اور اعتدال
مزاج پر پیدا کیا تھا۔

وقالت امنة بنت وهب ان نبينا
صلى الله عليه وسلم ولد باسطا يديه
الى الارض رافعا رأسه الى السماء قال
النبي صلى الله عليه وسلم لما نشأت
بغض الي الاوثان والشعر ولم اهم
بشيء من امور الجاهلية الا مرتين
فعصمني الله تعالى منهما ثم لم اعد وكان
اصبر الناس على اذاهم واحلمهم يعفو
عن مسيئهم ويصل من قطعه ويعطي
من حرمه ويعفو عمن ظلمه وكان يختار
ايسر الامرين مالم يكن اثما وما انتقم
رسول الله صلى الله عليه وسلم لنفسه
حتى روي في سيرة ابن هشام ان عتبة
بن ابي وقاص اخا سعد بن ابي وقاص
رمى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
يوم احد فكسر رباعيته اليمنى السفلى

اور حضرت آمنہ بنت وہب کہتی ہیں کہ آپ جسوقت
پیدا ہوئے تو آپ کے دونوں ہاتھ زمین کیطرف
کھلے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے
ہوئے تھے (وصل دہم آپکی عصمت میں)
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجکو ہوش
آیا بتوں سے اور شعر گوئی سے مجکو نفرت تھی اور
کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع کا مجکو
خیال تک بھی نہیں آیا بجز دوبار کے اور اس سے
بھی اللہ تعالیٰ نے مجکو محفوظ رکھا پھر اس (خیال)
کی بھی نوبت نہیں آئی (وصل یازدہم تتمہ
وصل نہم میں) اور آپ لوگوں کے ایذا دینے
پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھکر حلیم
تھے برائی کرنے والے سے درگذر فرماتے تھے اور
جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اُس سے سلوک
کرتے تھے اور جو شخص آپکو نہ دیتا آپ اُسکو دیتے اور
جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ اُس سے درگذر فرماتے
اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا
آپ اُسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہوتا (آپ
اپنے متبعین کیلئے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ
ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کیلئے
بھی آسانی تجویز کرتی ہے) اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کبھی
انتقام نہیں لیا حتی کہ سیرت ابن ہشام میں
مروی ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے
بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے احد کے روز
آپ پر پتھر چلایا اُس سے آپ کا دندان رباعیہ
زیریں جانب راست کا شکستہ ہو گیا (یعنی جھڑ گیا
اور رباعیہ کہتے ہیں سامنے کے چار دانتوں کے دونوں
کروٹوں کی طرف کے چار دانتوں کو دو اوپر اور دو نیچے)

وشجّ وجهه فقالوا لو دعوت عليهم فقال اللّٰهم اهد قومي فانهم لا يعلمون وما ضرب بيده شيئاً قطّ الّا ان يجاهد في سبيل اللّٰه وما ضرب امرأة ولا خادماً وروي عن جابر ما سئل شيئاً فقال لا ولنعم ما قيل **شعر**

ما قال لا قطّ الّا في تشهّده
لولا التشهّد كانت لاؤه نعم

وكان يحمل الكلّ ويكسب المعدوم ويقري الضيف ويعين في نوائب الحقّ كما في صحيح البخاري وروى الترمذي انّه اتي اليه تسعون الف درهم فوضعت على حصير فما ردّ سائلاً حتّى فرغ منها فجاءه رجل فسأله فقال ليس عندي شيء ولكن ابتع عليّ فاذا جاءنا شيء قضينا فقال عمر ما كلّفك اللّٰه ما لا

اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ انپر بددعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ اُن کو خبر نہیں اور آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔ اور حضرت جابر رض سے مروی ہے کہ آپ کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جسپر آپنے انکار فرما دیا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جسکا ترجمہ فارسی میں یہ ہے) ع نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز × مگر در اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اور آپ درماندوں کا بار اٹھا لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دیدیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور امام ترمذی نے روایت کیا کہ آپ کے پاس ایک بار نوے ہزار درہم آئے (تقریباً پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بورئیے پر رکھے گئے بس آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہانتک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے پھر آپکے پاس ایک شخص آیا اور کچھ مانگا آپنے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا (جو تجھکو دیدوں) لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خرید لے جب ہمارے پاس کچھ آویگا ہم ادا کر دینگے۔ حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ جو چیز آپکی قدرت میں نہو حق تعالیٰ نے آپکو اُسکا مکلف نہیں فرمایا (پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں)

تعذر عليه فكره النبي صلى الله عليه
وسلم ذلك فقال رجل من الانصار يا
رسول الله انفق ولا تخف من ذي العرش
اقلالا فتبسم ورأى البشر في وجهه
وكان لا يدخر شيئا لغد كما رواه انس
عن ابن عباس كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم اجود بالخير من الريح
المرسلة قال ابن عمر ما رأيت اشجع ولا
انجد ولا اجود ولا ارضى من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وكنا يوم بدر نلوذ
بالنبي صلى الله عليه وسلم وكان الشجاع
من يقرب منه اذا دنا العدو لقربه منه
وعن ابي سعيد الخدري كان اشد حياء
من العذراء في خدرها وكان لطيف
البشرة رقيق الظاهر لا يشافه احدا
بما يكرهه وعن عائشة لم يكن فاحشا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی پھر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوب خرچ کیجیے اور مالک عرش (یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ) سے کمی کا اندیشہ نہ کیجیے آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ مبارک پر بشاشت نمایاں ہوئی اور آپ اگلے دن کیلئے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ نے حضرت عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے

(وصل دوازدہم در بعض اخلاق جمیلہ وطرز معاشرت میں)

حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ (دوسرے اخلاق کے اعتبار سے) پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو (میدان جنگ میں) آپ سے نزدیک رہتا جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص کو بھی (اس صورت میں) غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ شرم وحیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو برو نا گوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نہ آپ بروئے عادت سخت گو تھے اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے۔

ولا متفحشا ولا سخابا بالاسواق ولا
يجزي السيئة بالسيئة ولكن يعفو عن
عبد الله بن عمرو وكان من حيائه لا
يثبت بصره في وجه احد وكان يكني
عما اضطر اليه من المكروهات وعن
علي كان اوسع الناس صدرا واصدقهم
لهجة والينهم عريكة واكرمهم عشيرة
وكان يجيب من دعاه ويقبل الهدية
ولو كانت كراعا ويجيب دعوة العبد
والحر والامة والمسكين ويعود
المرضى في اقصى المدينة ويقبل عذر
المعتذر ويبدأ اصحابه بالمصافحة
ولم ير قط مادا رجليه بين اصحابه
حتى يضيق بهما على احد ويكرم من
يدخل عليه وربما بسط ثوبه ويؤثره
بالوسادة ولا يقطع على احد حديثه

اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے
تھے اور برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف
فرما دیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت
ہے کہ غایت حیاء سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے
چہرہ پر نہیں ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں میں آنکھیں
نہیں ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر
کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے
اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھکر
دل کے کشادہ تھے بات کے سچے تھے طبیعت کے
نرم تھے معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو
شخص آپکی دعوت کرتا اسکی دعوت منظور فرماتے
اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت)
گائے یا بکری کا پایا ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی
دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد
کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول
فرما لیتے اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی (اگر)
مریض (ہوتا اس) کی عیادت فرماتے
اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے
اور اپنے اصحاب سے ابتداء مصافحہ کی
فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پانو
پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس سے
اوروں پر جگہ تنگ ہو جاوے اور جو آپکے
پاس آتا اسکی خاطر کرتے اور بعض اوقات
اپنا کپڑا (اسکے بیٹھنے کے لئے) بچھا دیتے
اور گدہ تکیہ خود چھوڑ کر اسکو دیدیتے
اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے

وَكَانَ اَكْثَرَ النَّاسِ تَبَسُّمًا وَّاَطْيَبَهُمْ نَفْسًا
مَا لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْهِ اَوْ يَعِظْ اَوْ يَخْطُبْ وَكَانَ
يَخْدُمُ الْوُفُوْدَ بِنَفْسِهٖ اَحْيَانًا كَوُفُوْدِ
النَّجَاشِيِّ وَاَنَّهٗ سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ مِنْهُ عَنْهُ الْاَرْضُ
وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ
وَيُرْدِفُ خَلْفَهٗ وَيَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ وَيُجَالِسُ
الْفُقَرَاءَ وَيَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ
وَيَرْقَعُ ثَوْبَهٗ وَيَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخْدُمُ
لِنَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَيَقُمُّ الْبَيْتَ وَيَاْكُلُ
مَعَ الْخَادِمِ وَيَعْجِنُ مَعَهٗ وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهٗ
مِنَ السُّوْقِ وَكَانَ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ
وَاَعْدَلِ النَّاسِ وَاَعَفِّ النَّاسِ وَاَصْدَقِهِمْ
قَوْلًا حَتّٰى اَنَّ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ
مَعَ كَمَالِ عَدَاوَتِهٖ لَمَّا سَاَلَهٗ اَخْنَسُ
بْنُ شَرِيْقٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اَبَا الْحَكَمِ

اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے
بڑھکر تھے جب تک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا
خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان حالتوں میں آپ کو
ایک جوش ہوتا تھا جسمیں تبسم وخوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی
تھی) اور بعض اوقات فرستادوں کی خود خدمت فرماتے
جیسے نجاشی بادشاہ کی فرستادے آئے تھے اور آپ
قیامت میں تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے
اور سب سے اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین
شق ہوگی (اور آپ باہر تشریف لاوینگے) اور
سب سے اول آپ ہی شفاعت کرینگے اور
اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول
ہوگی اور آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش
پر بھی سوار ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی
کسی کو بٹھلا لیتے اور غریبوں کی عیادت فرماتے
تھے اور محتاجوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور
اپنے کپڑے میں (خود) جوں دیکھ لیتے (کسی
خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا اس خیال
سے تھا کہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی ہو) اور اپنی بکری
کا دودھ نکال لیتے اور اپنے کپڑے میں خود
پیوند لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود (وقت
حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور گھر والوں کا
کام کر لیا کرتے اور گھر میں جھاڑو دے لیا کرتے
اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اسکے ساتھ
آٹا گوندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے خود لے آتے
اور سب سے بڑھکر احسان کرنے والے اور عدل
کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے
حتی کہ ابوجہل بن ہشام باوجود اسکے کہ
آپ کا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے
بدر کے روز جب اس سے پوچھا۔

لَيْسَ هُنَا غَيْرِي وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا
تُخْبِرُنِي عَنْ مُحَمَّدٍ صَادِقٌ أَمْ كَاذِبٌ
فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَاللهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَصَادِقٌ
وَمَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ
زَيْدٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْقَرَ
النَّاسِ فِي مَجْلِسِهِ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ إِذَا
جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ احْتَبَى بِيَدِهِ وَكَانَ
أَكْثَرُ جُلُوسِهِ مُحْتَبِيًا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ
سَمُرَةَ أَنَّهُ تَرَبَّعَ وَرُبَّمَا جَلَسَ الْقُرْفُصَاءَ
وَكَانَ إِذَا مَشَى مَشَى مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ فِي
مَشْيِهِ أَنَّهُ غَيْرُ غَرِضٍ وَلَا وَكِلٍ أَيْ غَيْرُ
ضَجِرٍ وَلَا كَسْلَانٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ
كَانَ فِي كَلَامِهِ تَرْتِيلٌ أَوْ تَرْسِيلٌ عَنْ عَائِشَةَ
شک راوی ۱۲
كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ
لَأَحْصَاهُ وَيُحِبُّ الطِّيبَ وَالرَّائِحَةَ
الْحَسَنَةَ وَيَسْتَعْمِلُهَا كَثِيرًا وَيَحُضُّ عَلَيْهَا

کہ اے ابوالحکم یہاں تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری بات کو سن لیگا تو مجکو یہ بتلا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابوجہل نے کہا کہ واللہ محمد سچے ہیں اور محمد نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں وصل سیزدہم تتمہ وصل ہشتم میں) حضرت خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پانو کھڑے کرکے ملا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپکی اسی ہیئت سے ہوتی (اسکو احتبا کہتے ہیں اور یہ تواضع اور سادگی کی وضع ہے) حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض اوقات اکڑوں بیٹھ بغل میں ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے تو جمعیت خاطر (یعنی طمانیت کیساتھ چلتے آپکی چال سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ نہ آپکے دل میں تنگی ہے (کہ گھبرائے ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں سستی ہے اگر پانو ذرا اٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز چلتے تھے نہ سست رفتار تھے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپکے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسطرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار کرسکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اسکا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی ترغیب دیتے

[illegible]

ولا ینفخ فی طعام ولا فی شراب ویحب
الانقاء البراجم والرواجب عن عائشة
قالت ما شبع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه
وسلم ثلثة ایام تباعا من خبز حتی مضی
لسبیله عن حفصة کان فراشه مسحا
وکان ینام احیانا علی سریر مرمول
بشریط حتی یؤثر فی جنبه عن عائشة
لم یمتلئ جوف النبی شبعا قط ولم یبث
الشکوی الی احد وکانت الفاقة احب
الیه من الغنی وکان یظل جائعا یلتوی
طول لیلته من الجوع ولو شاء سأل
ربه جمیع کنوز الارض وثمارها ورغد
عیشها ولکنه یقول مالی وللدنیا
اخوانی من اولی العزم من الرسل
صبروا علی ما هو اشد من هذا فمضوا
علی حالهم وکان شدید الرهبة

اور کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں
مارتے تھے اور انگلیوں اور ہڈیوں کے جوڑوں کے صاف
رکھنے کو پسند فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل
جمع ہونیکے ہیں) اور حضرت عائشہ رضؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر
تین روز بھی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہانتک
کہ آخرت کو روانہ ہوگئے اور حضرت حفصہ رضؓ سے
روایت ہے کہ آپکا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی
آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجور کے بان سے
بنی ہوتی حتی کہ آپ کے پہلو مبارک میں اسکا
نشان پڑجاتا (**وصل چہارم آپکے تنگی
معیشت کو اختیار کرنیمیں**) اور حضرت
عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پر نہیں ہوا
اور کسی سے شکوہ کا اظہار نہیں کیا اور فاقہ
آپ کو بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا
اور دن دن بھر بھوکے گذار دیتے اور رات
رات بھر بھوک سے کروٹیں بدلتے رہتے اور اگر آپ
چاہتے تو اپنے رب سے تمام روئے زمین کے
خزائن اور اسکی پیداوار اور اسکی فراخ عیشی کا
سامان مانگ لیتے لیکن آپ یہی فرمایا کرتے
تھے کہ مجکو دنیا سے کیا علاقہ میرے اولوالعزم پیغمبر
بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا اور
اپنی اسی حالت پر گذر گئے (**وصل پانزدہم آپکی
خشیت و مجاہدہ میں**) اور آپ اللہ تعالےٰ سے بہت ڈرتے تھے

فِی ذَاتِ اللّٰہِ حَتّٰی قَالَ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ
لَشَجَرَۃٌ تُعْضَدُ وَکَانَ یُصَلِّیْ حَتّٰی یَرِمَ قَدَمَاہُ
فَقَالَ رَبُّہٗ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ رَحْمَۃً لَّہٗ طٰہٰ
مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اَیْ
لِتَتْعَبَ نَفْسَکَ وَکَانَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ
اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ کَذَا رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ
بْنُ الشِّخِّیْرِ وَکَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ
لَیْسَ لَہٗ رَاحَۃٌ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِی
الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اَوْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اَقُوْلُ
کَانَ تَعْلِیْمًا لِّلْاُمَّۃِ اَوْ لِطَلَبِ مَغْفِرَۃٍ لِّلْاُمَّۃِ
اَوْ لِاَنَّہٗ کَانَ خَائِضًا فِیْ بَحْرِ الْقُرْبِ وَ
الْعِرْفَانِ کَانَ یَتَرَقّٰی فِیْ سَاعَۃٍ فَسَاعَۃٍ لِاَنَّہٗ
لَا تَکْرَارَ لِلتَّجَلِّیْ وَالتَّجَلِّیْ عَلٰی حَسَبِ
اِسْتِعْدَادِ الْمُتَجَلّٰی لَہٗ وَاسْتِعْدَادُہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مُتَزَائِدًا اٰنًا
فَاٰنًا فَاِذَا رَاَی الْمَرْتَبَۃَ اللَّاحِقَۃَ عَالِیًا

یہانتک کہ آپ نے فرمایا کہ کاش میں ایک
درخت ہو جاتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپ اسقدر
(نفل) نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم
کر جاتے اسپر حق تعالیٰ و تقدس نے براہ ترحم
فرمایا طٰہٰ الخ یعنی ہمنے آپ پر قران مجید
اسلیئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں
پڑیں اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ
میں ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا
اسیطرح عبداللہ بن شخیر نے روایت کیا
ہے اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت
آپ کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے
تھی) اور دن بھر میں ستر بار یا سو بار استغفار
فرماتے تھے میں کہتا ہوں کہ یہ یا تو تعلیم
امت کے لیئے تھا یا خود امت کے لیئے
مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ
تھی کہ آپ دریائے قرب و عرفان میں مستغرق
تھے اور آناً فاناً ترقی فرماتے رہتے تھے
کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہیں اور
تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی
ہے اور آپ کی استعداد برابر متزاید
ہوتی جاتی تھی (اسلیئے تجلیات بھی
لا تقف عند حد فائض ہوتی تھیں)
پس جب مرتبہ مابعد کو عالی دیکھتے تھے

[illegible]

يعد نفسه في التقصير في المرتبة السابقة
الم تسمع ان حسنات الابرار سيئات
المقربين وروى الترمذي عن قتادة
عن انس ان الله تعالى ما بعث نبيا الا
حسن الصوت حسن الوجه وكان
نبيكم احسنهم وجها واحسنهم صوتا
اقول واما عدم تعشق العوام عليه
كما كان على يوسف عليه السلام فلغيرة
الله تعالى حتى لم يظهر جماله كما هو
على غيره كما انه لم يظهر جمال يوسف
كما هو الا على يعقوب او زليخا وكان
صلى الله عليه وسلم حليما ولم يكن سبابا
ولا فحاشا ولا لعانا وكان يركب الحمار
في سير قريب والراحلة في بعيد والبغلة
في معارك الحرب والخيل لاجابة
الصارخ وكان يبسط وجهه للكافر

تو اپنے کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف
منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہیں کہ نیکوں کے
حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں (وصل
شانزدہم آپکے حسن و جمال میں) اور ترمذی
نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس سے
روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث
نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو نہ ہو اور تمہارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں بھی اور
آواز میں ان سب سے احسن تھے میں کہتا ہوں کہ
(باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ
پر اس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف
علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی
کے ہے کہ آپکا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا
خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جیسا کچھ تھا
وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں
کیا (وصل ہفدہم آپکی رفق و تواضع و پاکیزگی
طبیعت میں) اور آپ نہایت حلیم تھے اور نہ کسی کو
دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بددعا
دیتے تھے اور نزدیک جگہ جانے میں دراز گوش پر سوار ہوتے تھے
اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکہ حرب میں خچر پر اور کسی مدد
چاہنے والے کی پکار پر گھوڑی پر سوار ہوتے تاکہ جلدی
پہونچ جاویں اور معرکہ میں بحال ہی ثابت قدم رہنا اسلئے
گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ
وہ بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی حالات میں تواضع
کی صورت اختیار فرمائی یعنی دراز گوش کی سواری اور سفر
دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت تھی اور وہ شتر ہی ہے اور
آپ کافر اور دشمن سے بھی اُنکی تالیف قلب کی توقع
پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے ۔

وَالعَدُوِّ رَجَاءَ ائْتِلَافِهِ وَيَصْبِرُ لِلْجَاهِلِ
وَيَتَوَلّٰى فِيْ مَنْزِلِهٖ مِهْنَةَ اَهْلِهٖ وَيَتَسَمَّتُ
فِيْ مَلَائِهٖ حَتّٰى لَا يَبْدُوْ مِنْهُ شَيْءٌ مِّنْ
اَطْرَافِهٖ وَقَدْ وَسِعَ النَّاسَ بِشْرُهٗ وَعَدْلُهٗ
وَلَا يَسْتَفِزُّهُ الْغَضَبُ وَلَا يَبْطُنُ عَلٰى
جُلَسَائِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَائِنَةُ الْاَعْيُنِ فَكَيْفَ بِخَائِنَةِ الْقَلْبِ
وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُوْمًا
فِيْ اَحْوَالِهٖ وَاَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ عَنِ الْكَبَائِرِ
وَالصَّغَائِرِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ وَلَا يَصِحُّ
مِنْهُ خُلْفٌ وَّاضْطِرَابٌ لَا فِيْ عَمْدٍ وَّلَا
فِيْ سَهْوٍ وَّلَا صِحَّةٍ وَّلَا مَرَضٍ وَّلَا جِدٍّ
وَّلَا مِزَاحٍ وَّلَا رِضًى وَّلَا غَضَبٍ وَّكَانَ
لِحَبِيْبِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَدِمَ
مَكَّةَ اَرْبَعُ غَدَائِرَ رَوَاهُ اُمُّ هَانِئٍ فَكَانَ
يَسْدُلُ شَعْرَهٗ اَوَّلًا ثُمَّ فَرَقَ رَاْسَهٗ

اور جاہل کی (بے تمیزی کی) بات پر صبر فرماتے
اور اپنے گھر میں آکر گھر والوں کے کاموں کا
انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام
فرماتے کہ اسمیں سے ہاتھ پاؤں کچھ ظاہر نہ ہو (غالباً
بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپکی
کشادہ روئی اور انصاف سب کے لئے عام
تھا اور غصہ آپکو بیتاب نہیں کرتا تھا۔ اور
اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر ادیں میں)
نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دزدیدہ
نظر) آپ میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا
احتمال ہے اور آپ تمام احوال و اقوال و افعال
میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے
بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ
خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا
نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی
مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب
میں (اور اصل ہشدہم آپکی اعتدال تزئین میں)
اور آپ جس روز مکہ معظمہ میں تشریف لائے ہیں
(یعنی یوم فتح مکہ میں) اُس روز آپ کے سر کے
بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اسکو
ام ہانی نے اور آپ شروع میں اپنے بالوں
کو بے مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر
آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ کَانَ یَتَرَجَّلُ غِبًّا وَسُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ یَبْلُغْ ذٰلِكَ اِنَّمَا کَانَ شَیْبًا فِیْ صُدْغَیْهِ وَلٰکِنْ اَبُوْبَکْرٍ خَضَبَ بِالْحِنَّا وَالْکَتَمِ وَفِیْ رِوَایَةٍ کَانَ شَیْبُهٗ اَحْمَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَقِیْلٍ رَاَیْتُ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَخْضُوْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَ یَکْتَحِلُ قَبْلَ اَنْ یَّنَامَ ثَلَاثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ وَکَانَ یُحِبُّ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ وَالْقَمِیْصَ وَکُمُّهٗ اِلَی الرُّسْغِ وَکَانَ یُحِبُّ الْحِبَرَ وَکَانَ یَلْبَسُ مِرْطَ شَعْرٍ اَسْوَدَ وَقَدْ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِیَّةً ضَیِّقَةَ الْکُمَّیْنِ وَلَبِسَ خُفَّیْنِ اَسْوَدَیْنِ سَاذَجَیْنِ وَمَسَحَ عَلَیْهِمَا وَکَانَ فِیْ نَعْلَیْهِ قِبَالَانِ مُثَنًّی شِرَاکُهُمَا وَکَانَ یَلْبَسُ النِّعَالَ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کرکے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انسؓ سے آپکے خضاب کے متعلق پوچھا گیا انھوں نے کہا کہ آپ حد خضاب تک ہی نہ پہونچے تھے (یعنی آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوئے تھے) بس تھوڑی سی سفیدی دونوں کنپٹیوں میں ہوئی تھی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہے (یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ ہوں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بالوں کا پکنا سرخ رنگ کا تھا (یعنی سیاہ سے سرخ ہوگئے تھے سفید نہ ہوئے تھے) اور عبداللہ بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک حضرت انسؓ کے پاس خضاب کیا ہوا دیکھا (محققین کے نزدیک ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ آپکے بال پکنے تو لگے تھے مگر بہت کم پکے تھے سو بعضے سرخ ہوں گے اور بعضے سفید لیکن آپنے قصداً انکو خضاب نہیں لگایا لیکن آپکی عادت اکثر دواء وغیرہ میں مہندی رکھنے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا اس سے وہ سفید بال رنگین ہوگئے اب سب روایات جمع ہوگئیں واللہ اعلم) اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ سونے کی قبل ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپ سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور آپکی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور کبھی بالوں کی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور (ایکبار) رومی جبہ تنگ آستین کا (بھی) پہنا ہے (اس سے تشبہ ممنوع لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ وہ لباس اہل روم کا خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہے) اور آپنے سیاہ سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہیں اور انپر وضو میں مسح فرمایا ہے اور آپکے نعلین شریفین میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اسکی پاس والی کے درمیان میں) اور پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا اور آپ بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے

السبتية التي ليس فيها شعر ويتوضأ
فيها رواه ابن عمر وكان يصلي في
نعلين مخصوفتين واتخذ خاتما
من فضة وكان يختم به ولا يلبسه
كما رواه ابن عمر وقال انس كان فصه
حبشيا وقد ذكر في شروح البخاري
انه كان حجرا من بلاد الحبشة او على
لون الحبشة وكان جزعا او عقيقا وروي
عنه ايضا ان خاتم رسول الله كان
من فضة وفصه منه وفي رواية
منه كاني انظر الى بياضه في كفه
اقول اختلاف الروايات بحسب
اختلاف الحالات فتدرب ودع
الخلاف وكان نقشه محمد رسول الله
محمد سطر ورسول سطر والله سطر
رواه انس واذا دخل الخلاء نزع

نعلین پہنتے تھے اور وضو کرکے انمیں پانو بھی
رکھ لیتے. روایت کیا اسکو حضرت ابن عمرؓ نے
اور آپ (گاہ گاہ) گنٹھے ہوئے نعلین میں نماز
(بھی) پڑھ لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اسوقت
عرف میں یہ خلاف ادب نہوگا) اور آپنے چاندی
کی انگشتری بنوائی تھی اور اُس سے مہر لگاتے تھے
اور (التزام و دوام کے ساتھ) پہنتے نہ تھے جیسا کہ
حضرت ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے اور حضرت
انسؓ نے کہا ہے کہ اُسکا نگین حبشہ کا تھا شروح
بخاری میں مذکور ہے کہ ملک حبشہ کا ایک پتھر
تھا یا اُسکا رنگ حبشیوں کا سا (یعنی سیاہ) تھا اور
وہ مہرہ یمانی یا عقیق تھا اور اُن سے یہ بھی روایت
ہے کہ آپکی انگشتری چاندی کی تھی اور اسکا نگیں
اُسیکا تھا (میرے نزدیک نگیں سے مراد خانہ نگیں ہے
یعنی نگیں رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز سونے وغیرہ کا نہ تھا جیسا
بعضے بنوا لیتے ہیں) اور اُن ہی کی ایک روایت میں ہے
گویا اُسکی سفیدی (اور چمک) آپکے ہاتھ میں اسوقت
میری نظر میں ہے میں کہتا ہوں کہ ان روایات
کا اختلاف باعتبار اختلاف حالات کے ہے
خوب بصیرت حاصل کرلو اور خلاف کو چھوڑ دو
اور اُس انگشتری پر یہ منقوش تھا محمد رسول اللہ اسطرح
سے کہ محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر
روایت کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور جب آپ بیت الخلاء

باب ۲۷ حضور کی انگشتری کا بیان

خاتمه وكان يلبسه في يمينه
صححه البخاري عن عبد الله
بن جعفر وقال انس وجابر
وابن عباس كان يتختم في يمينه
وكان سيف رسول الله صلى
الله عليه وسلم حنفيا وقبيعته
فضة ولبس درعين يوم أحد
ومغفرا يوم فتح مكة وكان
اذا اعتم سدل عمامته بين
كتفيه وثبت في كتب السير
بروايات صحيحة انه كان
صلى الله عليه وسلم يرخي
علاقته احيانا بين كتفيه واحيانا
يلبس العمامة بغير علاقة وروي
عن ابن عباس انه كان يلبس
القلانس تحت العمائم ويلبس

اور اسکو (جب پہنتے تو) داہنے ہاتھ میں
پہنتے امام بخاری رح نے اپنی صحیح میں اسکو حضرت
عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل کیا ہے
اور حضرت انس رض اور حضرت جابر رض اور حضرت
ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ آپ داہنے
ہاتھ میں انگشتری پہنتے تھے اور آپکی تلوار
قبیلہ بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اسکی
موٹھ کی گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے میں جس جگہ
پر ہاتھ رہتا ہے اسکے سرے پر جو روک ہوتی
ہے وہ) چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے
جدا رہتی ہے اسلئے چاندی کی درست ہے)
اور جنگ احد میں آپ دو زرہیں اور فتح مکہ
کے روز آپ خود (یعنی آہنی کلاہ) پہنے ہوئے تھے
اور آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو اسکو دونوں
شانوں کے درمیان میں چھوڑ لیتے تھے
اور کتب سیر میں بروایات صحیحہ ثابت
ہے کہ آپ کبھی شملہ دونوں شانوں
کے درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ
عمامہ باندھتے تھے اور حضرت
ابن عباس رض سے
روایت ہے
کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے

الْعِمَامَةَ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ وَكَانَ
لَهُ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَكَانَ يَأْتَزِرُ
إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَرَخَّصَ
إِلَى أَسْفَلَ وَلٰكِنْ قَالَ لَا حَقَّ
لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ وَإِذَا جَلَسَ
احْتَبٰى بِيَدَيْهِ وَاسْتَلْقٰى فِي
الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ
عَلَى الْأُخْرٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
رَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى
يَسَارِهٖ وَرَاٰهُ أَنَسٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ
قِطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ
وَحَنْهُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ
أَصَابِعَهُ الثَّلٰثَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ
أَنَّهُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا
وَكَانَ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ
وَيَلْعَقُهُنَّ وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهٖ خُبْزَ

اور کبھی عمامہ بدون کلاہ کے پہن لیتے اور آپکے
پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف
ساق تک لنگی باندھتے تھے اور اجازت
اس سے نیچے بھی دی ہے مگر یہ فرما دیا ہے
کہ ازار کا ٹخنوں میں کچھ حق نہیں (یعنی ٹخنے
سے نہ لگنا چاہیے) اور آپ جب بیٹھتے تھے
تو زانو کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا لیتے اور آپ
مسجد میں ایک پانو دوسرے پانو پر رکھکر
چت لیٹے ہیں حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت
ہے کہ میں نے آپکو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ
کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا ہے اور
حضرت انسؓ نے آپ کو اس حالت میں
دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اُسکو
بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا
تھا اور لوگوں کو (اسی طرح) نماز پڑھائی (قطر
ایک قریہ ہے بحرین کے علاقہ میں وہاں سے
چادریں آتی ہیں کپڑا ان کا موٹا ہوتا ہے)
(وصل نوزدہم تتمہ وصل ہشتم و سیزدہم میں)
اور انہیں سے روایت ہے کہ جب آپ کھانا کھاتے
تھے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے
ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں تو
تکیہ لگا کر نہیں کھاتا اور آپ تین انگلیوں سے کھاتے تھے
اور اُن کو (کھانیکے بعد) چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپکی

له [illegible]

۲ غذا جو کی روٹی ہوتی تھی

الشعير وما اكل على خوان قط
ولا سكرجة بل على السفر والخبز
له مرقق وعن عائشة كان يحب
الخل والزيت والحلواء والعسل
والدباء واكل لحم الدجاج والحبارى
والشاة والابل والبقر ويحب
الثريد وياكل الفلفل والتوابل
واكل البسر والرطب والتمر والسلق
والحيس وكان يعجبه الثفل
يعني ما بقي من الطعام وقال
بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء
بعده اى غسل الايدى اطلاقا
للكل على الجزء كذا قالوا وكان
ياكل القثاء بالرطب كما رواه
عبد الله بن جعفر وروت
عائشة انه كان ياكل البطيخ

اور آپ نے چوکی (میز) پر کبھی کھانا نہیں کھایا
اور نہ کبھی تشتری میں کھایا بلکہ دسترخوان پر
کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لئے چپاتی
نہیں پکائی گئی حضرت عائشہ رضہ سے روایت
ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں
چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور
آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا اور بکری کا
اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت کھایا ہے
اور آپ ثرید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی
روٹی کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل اور
مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ نے خرمائے
نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس
(یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ) بھی کھایا ہے
اور آپ کو کھرچن خوش معلوم ہوتی تھی اور
آپ نے فرمایا ہے کہ برکت طعام کی اسمیں
ہے کہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے
اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ
ککڑی خرما کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ
عبداللہ بن جعفر نے روایت کیا ہے اور
حضرت عائشہ رضہ نے روایت کیا ہے کہ
آپ تربوز خرما کے ساتھ
کھاتے +

بِالرُّطَبِ وَيَقُولُ يُكْسِرُ حَرُّ هٰذَا
بِبَرْدِ هٰذَا وَكَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ
اِلَيْهِ الْحُلْوُ الْبَارِدُ وَيَشْرَبُ النَّبِيْذَ
وَاللَّبَنَ وَالْمَاءَ فِيْ قَدَحٍ كَانَ لَهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَشَبٍ
غَلِيْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيْدٍ وَقَالَ
لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ
وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ قَائِمًا
وَرَوٰى عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا وَقَاعِدًا
وَاِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ وَزَادَ
الْبُخَارِيُّ اَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ اِذَا اَخَذَ
مَضْجَعَهٗ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ
خَدِّهِ الْاَيْمَنِ رَوَاهُ بَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ

اور فرماتے کہ انکی گرمی کا اسکی سردی سے
تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپکو وہ پسند تھا
جو شیریں ہو سرد ہو اور آپ خرما تر کرکے انکا
زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی
پیالہ میں پیا کرتے تھے جو لکڑی کا موٹا سا
بنا ہوا تھا اور اسمیں لوہے کے پتر ے
لگے تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ
کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور
پینے دونوں کا کام دے سکے اور حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپ نے زمزم
کا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور عمرو
بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے
اپنے جد سے روایت کیا ہے کہ میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونوں
طرح پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب
آپ پانی پیتے تھے تو (درمیان میں) دوبار
سانس لیتے تھے اور امام بخاری رح نے اسی
روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یا تین بار
سانس لیتے تھے اور آپ جب اپنی خوابگاہ
پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے
داہنے رخسارہ کے
نیچے
رکھتے روایت کیا اسکو براء ابن عازب نے

واذا نام نفخ رواه ابن عباس وعن
عائشة كان فراش رسول الله
صلى الله عليه وسلم الذي
ينام عليه من ادم حشوه ليف
وقالت حفصة كان فراشه
مسحا نثنيه ثنتين فينام عليه
وعن انس كان يعود المريض
ويشهد الجنازة ويركب الحمار
ويجيب دعوة العبد وكان
يوم بني قريظة على حمار مخطوم
بحبل من ليف عليه اكاف
من ليف وفي رواية عنه كان
يقعد على الارض ويحلب شاته
ويقول لو دعيت الى ذراع
لاجبت وحج رسول الله صلى
الله عليه وسلم على رحل رث

اور جب آپ سوتے تو آواز سے سوتے روایت
کیا ابن عباس رضؓ نے اور حضرت عائشہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جس پر
آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اسکے اندر پوست
خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہ رضؓ نے کہا ہے کہ
آپکا بستر ایک کمل تھا ہم اسکو دوہرا کر دیا کرتے
اور آپ اسپر سویا کرتے اور حضرت انس رضؓ
سے روایت ہے کہ آپ مریضوں کی
عیادت فرماتے تھے اور جنازہ میں شریک
ہوتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے
تھے اور غلام تک کی دعوت قبول کر لیتے
تھے اور غزوہ بنی قریظہ میں آپ ایک دراز گوش
پر سوار تھے جسکا لگام پوست خرما کی رسی کا
تھا اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اسکا پالان
تھا اور ان سے ایک روایت ہے کہ آپ
زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اپنی بکری کا
دودھ نکال لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے
کہ اگر بکری کا دست کھلانے کے لئے میری
دعوت کیجاوے تو منظور کر لوں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
پرانے پالان پر
حج کیا ہے

+

وعليه قطيفة لا تساوي اربعة دراهم فقال اللّٰهم اجعله حجا لا رياء فيه ولا سمعة عن عائشة وكان يقبل الهدية ويثيب عليها قال النبي صلى الله عليه وسلم لقد اتت علي ثلثون من بين ليلة ويوم ومالي طعام ياكله ذو كبد الا شئ يواريه ابط بلال رواه انس وقال لم يجتمع عنده غداء ولا عشاء من خبز ولحم الا على ضفف وعنه قال اخر نظرة نظرتها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حال كشف الستارة يوم الاثنين فنظرت الى وجهه كانه ورقة مصحف وان ابا بكر اقبل النبي بعد ما مات فوضع

اور اُس پالان پر ایک کملی تھی جو چار درم (ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی اسپر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اسکو ایسا حج (مبرور) بنا جسمیں نمائش اور قصد شہرت نہ ہو اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اسپر عوض بھی دیتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر (ایکبار) تیس رات دن اس حالت میں گذرے ہیں کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جسکو کوئی جاندار کھا سکے بجز اتنی مقدار قلیل کے جو بلال کی بغل میں آجاتا تھا۔ روایت کیا اسکو حضرت انس رض نے اور حضرت انس نے یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا یا شام کا کھانا جمع نہیں ہوا بجز اسکے کہ کھانے سے کھانے والے ہی زیادہ ہوے (وصل بستم آپکی وفات شریف میں) اور حضرت انس رض ہی سے روایت ہے کہ آخری زیارت جو مجکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی وہ اسطرح کہ اپنے مرض وفات میں دوشنبہ کے دن پردہ اٹھا کر دیکھا اسوقت میں نے آپکا چہرہ مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق (پاک صاف) ہوتا ہی اور حضرت ابوبکر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپکا بوسہ لیا

فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ
عَلَى سَاعِدَيْهِ وَقَالَ وَا نَبِيَّاهُ وَا
صَفِيَّاهُ وَا خَلِيلَاهُ وَرَوَى سُفْيَانُ
بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ اَبِيْهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ
الثَّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الثَّلَاثَاءِ
وَدُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ يُسْمَعُ
صَوْتُ الْمَسَاحِيْ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ
وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ
يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ
الثَّلَاثَاءِ قَالَ اَبُوْ عِيْسَى التِّرْمِذِيُّ
هٰذَا الْحَدِيْثُ غَرِيْبٌ اَقُوْلُ الصَّحِيْحُ
اَنَّهُ دُفِنَ لَيْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ وَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنِيْ

اپنا موتہ تو آپ کے دونوں آنکھوں کے
درمیان رکھا اور ہاتھوں کو آپ کی کلائیوں
پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہائے نبی ہائے
صفی ہائے خلیل اور سفیان بن عیینہ جعفر بن محمد
سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے
روز وفات فرمائی سو اس دن اور سہ شنبہ
کی شب اور سہ شنبہ کے دن آپ کے
دفن میں (بوجہ غلبۂ غم و حیرت در بعضے امور
وانتظام اجتماع مسلمین) توقف ہوا پھر
شب کو آپ دفن کئے گئے کہ آخر شب میں
پھاوڑوں کی آواز زمین کھودنے کی حالت
میں سنی جاتی تھی اور عبد الرحمن بن عوف نے
کہا ہے کہ دوشنبہ کو وفات ہوئی اور شب
سہ شنبہ میں دفن کئے گئے ابو عیسیٰ ترمذی
نے اس روایت کو غریب (یعنی متفرد)
کہا ہے میں کہتا ہوں کہ صحیح یہی ہے کہ
کہ آپ شب چار شنبہ میں دفن ہوئے
(وصل نسبت و تکمیل تتمۂ وصل
ہفتم میں) اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
میری آنکھیں سو جاتی
ہیں۔

وَلَا يَنَامُ قَلْبِي وَإِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي
رَبِّي وَيَسْقِيْنِي وَإِنِّي لَا أَنسى وَلٰكِنْ
أُنَسّٰى وَإِنِّي أَرٰى مِنْ خَلْفِي كَمَا
أَرٰى مِنْ أَمَامِي وَإِنَّهُ كَانَ يَقْظَانَ
الْقَلْبِ دَائِمًا وَفَوْتُ الْفَجْرِ لَيْلَةَ
التَّعْرِيْسِ لِحِكْمَةٍ إِلٰهِيَّةٍ اِقْتَضَتْ
إِظْهَارَ حُكْمِ الْقَضَاءِ عَلٰى أُمَّتِهٖ قَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَمْزَحُ
وَلَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا فَكَانَ يُمَازِحُ
الْمُؤْمِنِيْنَ أَحْيَانًا لِتَطْيِيْبِ قُلُوْبِهِمْ
كَقَوْلِهٖ لَأَحْمِلَنَّكَ عَلَى ابْنِ النَّاقَةِ
لِأَعْرَابِيٍّ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ
لِامْرَأَةٍ وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلَ الْأَنْبِيَاءِ وَخَتْمَ
الْمُرْسَلِيْنَ وَمُنْتَهَى النَّبِيِّيْنَ وَعِيْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقْتَدِيْ بِهٖ فِي الْأَحْكَامِ

اور میرا دل نہیں سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں شب اس حالت میں بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھکو کھلا پلا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھکو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے (تاکہ اسکے متعلق احکام سنت قرار پاویں) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور (باوجود اس بیدار دلی کے) آپکی نماز فجر کا قضا ہو جانا ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہو جاوے (وصل بست و دوم آپکے مزاح میں) اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ میں خوش طبعی تو کرتا ہوں مگر (اسمیں بھی) بات سچ ہی کہتا ہوں سو آپ مومنین سے انکا دل خوش کرنیکے لئے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے جیسے آپنے ایک اعرابی سے (جسنے سواری کیلئے جانور مانگا تھا) فرمایا تھا کہ میں تجھکو اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا (وہ یہ سمجھا کہ تکلم کیوقت جو بچہ ہو اسپر سوار کرنا مراد ہے اسی لئے کہا کہ میں بچہ کو کیا کرونگا آپکے جواب سے معلوم ہو گیا کہ باعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے) اور جیسے آپنے ایک (بڑھیا) عورت سے فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائیگی (اور وہ جب گھبرائی تب آپکے جواب سے ظاہر ہو گیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانیکے وقت کوئی بڑھیا نہ رہیگی سب جوان ہونگی) (وصل بست و سوم تتمہ وصل ہفتم و بست و دوم میں) اور آپ افضل الانبیاء

وانہ صلی اللہ علیہ وسلم قاسی من
الشدائد ما یقاسیہ الانسان
لتضاعف ثوابہ وتصاعد درجاتہ
فمرض واشتکی واصابہ الحر والقر
وادرکہ الجوع والعطش ولحقہ
الغضب والضجر ونالہ الاعیاء و
التعب والضعف والکبر وسقط
فجحش وشجہ الکفار یوم احد
وادموا قدمیہ فی الطائف وسقی
السم وسحر وتداوی واحتجم
وتنشر وتعوذ وقضی نحبہ ولحق
بالرفیق الاعلی وتخلص من
دار الامتحان والبلوی ولقد
عصمہ اللہ تعالی عن الاعداء فی
مواطن کثیرۃ حتی عن بدر بن قمۃ
یوم احد حین رمی بحجر فشج

(وصل بست وچہارم آپکے بعض عوارض بشریت کے ظہور اور اسکی حکمت میں) اور آپکو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ کا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہوں پس آپ کو مرض بھی ہوا درد وغیرہ کی شکایت بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپکو (موقع پر) غصہ اور انقباض بھی ہوا اور آپکو ماندگی اور خستگی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور سواری پر سے گرکر آپ کے خراش بھی ہوگیا اور جنگ احد کے دن کفار کے ہاتھ سے آپ کے چہرہ اور سر میں زخم بھی ہوا اور کفار طائف نے آپکے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا اور آپکو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کرکے عالم بالا میں ملحق ہوگئے اور اس دار الامتحان والبلا سے آزاد ہوگئے اور آپ کو اللہ تعالی نے بہت سے مواقع میں دشمنوں (کے قتل و ہلاک کی تدبیر کرنے) سے محفوظ رکھا حتی کہ یوم احد میں جب بدر بن قمہ نے آپ پر پتھر چلایا

وَجْنَتَهُ وَدَخَلَتْ حَلْقَتَانِ مِنَ
الْمِغْفَرِ فِيهَا وَأَخَذَ عَلَى أَبْصَارِ قُرَيْشٍ
عِنْدَ خُرُوجِهِ إِلَى الثَّوْرِ وَأَمْسَكَ عَنْهُ
سَيْفَ غَوْرَثٍ وَحَجَرَ أَبِي جَهْلٍ وَفَرَسَ
سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَسِحْرَ لَبِيدِ بْنِ أَعْصَمَ
وَسَمَّ يَهُودِيَّةٍ وَفِي الْعِصْمَةِ وَالْأَذِيَّةِ
إِظْهَارُ لِشَرَفِهِ وَإِيصَالُ ثَوَابِهِ وَكَيْلَا
يَضِلَّ فِيهَا النَّاسُ بِإِظْهَارِ الْعَجَائِبِ
وَالْمُعْجِزَاتِ كَمَا ضَلُّوا فِي عِيسَى وَعُزَيْرٍ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَلِيَكُونَ تَسْلِيَةً
لِأُمَّتِهِ فِي الْمَصَائِبِ وَهٰذِهِ الطَّوَارِي
إِنَّمَا كَانَتْ عَلَى جَسَدِهِ الْمُطَهَّرِ
الْبَشَرِيِّ لِمُشَاكَلَةِ النَّوْعِ وَأَمَّا قَلْبُهُ
فَمُنَزَّهٌ مُقَدَّسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ
مَشْغُولٌ بِمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ فَإِنَّهُ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِاللهِ وَلِلّٰهِ وَفِي اللهِ

اور اس سے آپکا رخسارہ مبارک زخمی ہو گیا
اور خود آہنی کے دو حلقے رخسارہ میں گھس گئے
اسوقت آپ کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور جب
آپ جبل ثور کی طرف (پوشیدہ) تشریف
لے گئے اسوقت قریش کی آنکھوں پر
پردہ ڈال دیا اور غورث (بن حارث)
کی تلوار کو اور ابوجہل کے پتھر کو اور
سراقہ بن مالک کے گھوڑے کو اور لبید بن اعصم
کے سحر (کے اثر مقصود) کو اور (اسی طرح)
یہودی عورت کی زہر (کے اثر مقصود) کو آپ سے
دور رکھا اور (ہلاکت سے) آپکے محفوظ رہنے میں
اور (معمولی) تکلیف ہو جانے میں آپکے شرف کا اظہار
ہے (یہ حکمت تو محفوظ رہنے کی ہے) اور آپ کو
ثواب دینا ہے (یہ حکمت تکلیف ہونے میں ہے)
اور (نیز اسلئے بھی تکلیف ہوئی) تاکہ آپ کے
بارہ میں معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے کے
سبب لوگ ضلالت میں نہ پڑ جاویں (یعنی اگر
جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت
کا شبہ ہو جاتا) جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور
حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ میں (خاص عجائب
کے سبب ضلالت میں پڑ گئے اور تاکہ مصائب میں آپکی
امت کے لئے تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیاء کو بھی تکلیف
پہنچی ہیں تو ہم کیا چیز ہیں) (وصل بست و نہم
آپ کی روح پر ان عوارض کا اثر نہ ہوتا تھا
اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپکے عنصری جسد شریف
پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا
آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق
سے منزہ مقدس اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا

ومع الله في كل لحظة وان حتى ان
اكله وشربه ولبسه وحركته وسكونه
وقوله وسكوته كله كان لوجه الله وبامر الله وما
ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
يوحى صلى الله عليه وعلى اله واصحابه
اجمعين الى يوم الدين هذا مجمل ما فى
المطولات فاحفظه فانه لا يطلع
عليه الا العلماء المحققون بعد تتبع
الكتب والدفاتر الكثيرة وانا قد
اعطيناك عجالة نافعة وعلالة
رائعة تستوعبها فى المدة اليسيرة
اللهم اغفر لقاريها وكاتبها وسامعها
وحافظها وراويها ومؤلفها
امين ولنختم بعدة ابيات
هي تحفة مرسلة الى جنابه
صلى الله عليه واله وسلم

کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کی ساتھ اللہ
ہی کے واسطے اللہ ہی میں مستغرق اور اللہ ہی
کی معیت میں تھے حتی کہ آپکا کھانا پینا پہننا حرکت
سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے
واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا (چنانچہ
ارشاد خداوندی ہے) اور آپ نفسانی خواہش
سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ
پر نازل کیجاتی ہے اللہ تعالی آپ پر اور آپکے
آل و اصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل
فرماتا رہے یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی مضمون
ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ اسپر بجز علماء محققین کے
اور وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے
بعد ہر شخص مطلع نہیں ہو سکتا اور ہم نے ایسا
نافع فوری اور دلپسند سیری بخش مجموعہ تمکو
دیدیا جسکو بہت قلیل مدت میں ضبط کر سکتے ہو
اے اللہ اسکے پڑھنے والے کو اور لکھنے والے
کو اور سننے والیکو اور یاد کرنے والیکو اور
کسی کے سامنے نقل کرنیوالیکو اور تالیف کرنیوالے کو
(اور ترجمہ کرنیوالے کو) بخشدیجئے آمین۔ اور
ہم چند ابیات پر اسکو ختم کرتے ہیں جو آپکے
دربار شریف میں بطور تحفہ کے (مبلغین صلوۃ
وسلام کے واسطے سے) بھیجے جاتے ہیں
یہ اشعار مؤلف کے ہیں +

لمؤلفہ

یا شفیع العباد خذ بیدی ... انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی ... کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجأ سواک أغث ... مسنی الضر سیدی سندی
جز تمھارے ہے کہاں میری پناہ ... فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ ... کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف ... اے مرے مولا خبر لیجے مری

لیس لی طاعۃ ولا عمل ... بید حبک ھو لی عتدی
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس ... ہے مگر دل میں محبت آپ کی

یا رسول الالہ بابک لی ... من غمام الغموم ملتحدی
میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول ... ابر غم گھیرے نہ پھر مجھکو کبھی

جد بلقیاک فی المنام وکن ... ساتر الذنوب و الفند
خواب میں چہرہ دکھا دیجے مجھے ... اور مرے عیبوں کو کر دیجے خفی

انت عاف عن خلق اللہ ... ومقیل العثار واللددی
درگذر کرنا خطا و عیب سے ... سب سے بڑھکر ہے یہ خصلت آپکی

رَحْمَةً لِلْعِبَادِ قَاطِبَةً
سب خلائق کے لئے رحمت ہیں آپ

بَلْ خُصُوصًا لِكُلِّ ذِي أَوَدِ
خاصکر جو ہیں گنہگار و غوی

لَيْتَنِي كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ
کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک

فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِي
نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی

فَأُصَلِّي عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ
آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا

مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ
حضرت حق کی طرف سے دائمی

بِعَدَدِ الرِّمَالِ وَالْأَنْفَاسِ
جسقدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس

وَالنَّبَاتِ الْكَثِيرِ مُنْتَضِدِ
اور بھی ہے جسقدر روئید گی

وَعَلَى الْآلِ كُلِّهِمْ أَبَدًا
اور تمھاری آل پر اصحاب پر

بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْأَمَدِ
تابقائے عمر دار اخروی +

تَمَّتِ الرِّسَالَةُ الْمُسَمَّاةُ بِشَمِيمِ الْحَبِيبِ فِي بَلْدَةِ بَهُوپَال سَنَة ۱۲۰۹ھ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ آخِرِ السَّنَة

یہ رسالہ مسمی بہ شمیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا
(اور ترجمہ اسکا مسمی بہ شمم الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۳۲۸ھ میں تمام ہوا والحمد للہ)

من الروض

فَانْظُرْ لِأَوْصَافِ خَيْرِ الْخَلْقِ فِي مِدَحِي
كَأَنَّهَا الْوَشْيُ إِذْ تَزْهُو بِهِ الْحِبَرُ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح میں دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہیں جبکہ اُسپر دھاری دار کپڑا فخر کرتا ہے
(یعنی جسطرح اُس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدحی کی زینت آپکے اوصاف سے ہے)

بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ زَانَہٗ خُلُقٌ | مِثْلُ النَّسِیْمِ فَلَا فَظٌّ وَّلَا ضَجِرُ

آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپکو ایسے اخلاق نے جو کہ مثل بادِ بہاری کے (مفرح) ہیں نہ آپ درشت مزاج ہیں اور نہ تنگ اخلاق

یُلْفٰی اَشَدَّ حَیَاءً مِّنْ مُّخَدَّرَۃٍ | عَذْرَاءَ فِیْ خِدْرِھَا قَدْ زَانَھَا الْخَفَرُ

آپ حیا میں اس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں، جو اپنے پردہ میں رہتی ہو اور اسکو حیا نے زینت دی ہو

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ اَخْلَاقًا وَّمُعْجِزَۃً | وَرُتْبَۃً فَلَہُ التَّقْدِیْمُ اِنْ حَضَرُوْا

تمام انبیا علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپ ہی کیلئے ہو

مُکَمَّلُ الْخَلْقِ لَا خَلْقٌ یُّشَابِھُہٗ | لَہُ اعْتِدَالٌ فَلَا طُوْلٌ وَّلَا قِصَرُ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی

مُشَرَّبٌ لَوْنُہُ الْمُبْیَضُّ مَنْظَرُہٗ | بِحُمْرَۃٍ وَّمُحَیَّاہُ ھُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سرخی دمکتی تھی اور آپ کا چہرہ (مثل) چاند (کے) تھا

صَلْتُ الْجَبِیْنِ اَزَجُّ الْحَاجِبَیْنِ کَحِیْلُ الْعَیْنِ مِنْ حُسْنِہٖ لَا یَشْبَعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرگیں چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

اَسِیْلُ خَدٍّ مَّلِیْحُ الثَّغْرِ بَاسِمُہٗ | اَمْفَلَجُ اَبْیَضُ الْاَسْنَانِ مَا الدُّرَرُ

سبک رخسار تھے خوشنما اور خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان ریخیں تھیں اور وہ دانت روشن تھے انکے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

اَقْنٰی اَشَمُّ طَوِیْلُ الْجِیْدِ مُشْرِقُہٗ | مِثْلَ اللُّجَیْنِ الْمُصَفّٰی مَا بِہٖ عَکَرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اور اس چاندی کی مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ رہا ہو۔

ذُو لِحْيَةٍ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنَهُ | كَمَا يَزِينُ عُيُونَ الْغَادَةِ الْحَوَرُ

گنجان ڈاڑھی والے تھے جس نے آپکے حسن کو اور زینت دیدی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی سیاہی کی تیزی زینت دیتی ہے

وَلِمَّةٍ تَبْلُغُ الْأُذُنَيْنِ عَاطِرَةٍ | كَالْمِسْكِ لَوْنًا وَعَرْفًا حِينَ يَنْتَشِرُ

سر پر بال رکھتے تھے جو کانوں تک پہنچتے تھے اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی۔

ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ رَحْبُ الصَّدْرِ وَاسِعُهُ | تُرَى بِهِ شَعَرَاتٌ خَطَّهَا الْقَدَرُ

آپکے جوڑبند بڑے تھے اور سینہ فراخ اور واسع تھا اسپر چند بال نظر آتے تھے جنکو قدرت الہیہ نے خط کے طور پر بنایا تھا

شَثْنُ الْأَكُفِّ خَمِيصُ الْبَطْنِ ذُو عُكَنٍ | مَطْوِيَّةٍ طَالَ مَا يُطْوَى بِهَا الْحَجَرُ

آپکی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور شکم پتلا اور خالی تھا اسمیں گرسنگی سے شکن پڑی رہتی تھی اور اکثر اوقات اس سے پتھر باندھا جاتا تھا

عَبْلُ الذِّرَاعَيْنِ وَالسَّاقَيْنِ مُمْتَلِئٌ | إِزَارُهُ لِنِصْفِ السَّاقِ يَتَّزِرُ

دونوں دست اور ساقیں بڑی تھے اور بدن کے پر گوشت ہونے سے تہمد پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہمد باندھتے تھے

سَجِيَّةٌ عِنْدَمَا يَمْشِي تَمَايُلُهُ | تَخَالُ عَنْ صَبَبٍ إِنْ سَارَ يَنْحَدِرُ

آپکی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کیساتھ چلنے کی تھی یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اتر رہے ہیں

يَفُوحُ مِنْ عَرَقٍ مِثْلُ الْجُمَانِ لَهُ | شَذًا تَظَلُّ الْغَوَانِي مِنْهُ تَعْتَطِرُ

آپکے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اسکو بجائے عطر لگاتی تھیں

قَضَى وَلَمْ يَكُ يَوْمًا مُدْرِكًا شِبَعًا | مِنَ الشَّعِيرِ وَكَانَتْ فَرْشُهُ الْحُصُرُ

آپنے عمر ختم کر دی اور ایک دن بھی جو سے شکم سیر ہونے کا موقع اپنے نہ پایا اور آپکا فرش چٹائی کا تھا۔

هٰذا وقد ملكَ الدنيا باجمعها ‏ ‏ فزَهّده الزهدُ عنها وهو مقتدرٌ

کیفیت اس حالت میں تھی کہ آپ تمام دنیا کا مالک ہو چکے تھے (یعنی وسیع سلطنت قبضہ میں تھی) پس آپکو اس دنیا سے زہد نے ہٹا دیا باوجودیکہ آپ قادر تھے

فالثوبَ يرقعهُ والشاةَ يحلبها ‏ ‏ وما رأى لأخي الإعدامِ يحتقرُ

آپ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور صاحب افلاس کو کبھی آپ نے حقیر نہیں سمجھا

والبيتَ يكنسهُ والنعلَ يخصفها ‏ ‏ وإن دُعي أسعفَ الداعي ولا يذرُ

اور گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے اور (اپنا) جوتہ گانٹھ لیتے تھے اور اگر کوئی آپکی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلو تہی نہیں فرماتے

كان البراقُ لهُ والخيلُ يركبها ‏ ‏ والإبلُ أيضاً كذاك البغلُ والحمرُ

آپکے لئے براق تھا اور گھوڑے تھے کہ ان پر آپ سوار ہوتے تھے اور شتر پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی ۔

ما عابَ قطُّ طعاماً أحضروهُ لهُ ‏ ‏ ولا لسائلهِ اللحّاحِ ينتهرُ

کسی کھانے میں آپنے عیب نہیں نکالا جو کچھ آپکے سامنے لے آئے اور نہ کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے

يعفو ويصفحُ عن جانٍ جنى كرماً ‏ ‏ ويقبلُ العذرَ ممن جاء يعتذرُ

آپ اپنے کرم سے خطا وار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اسکا عذر قبول فرماتے

وليس يغضبُ إلا أن ترى حُرَمُ ‏ ‏ اللهِ منهوكةً أو هُتكَ سترُ

اور آپ غصہ نہ کرتے تھے مگر (دو حالتوں میں) یا تو اللہ تعالےٰ کی ممنوع کی ہوئی چیزیں ارتکاب میں آتے ہوئے نظر آتیں (اور) یا کسی کی پردہ دری کیجاتی ۔

ما أمّهُ سائلٌ يرجو نداً يدهِ ‏ ‏ إلا انثنى وهو مثري الكف مشتهرُ

آپکے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپکو دست مبارک کی عطا کی امید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت میں واپس گیا کہ اسکے ہاتھ میں ثروت ہوتی اور وہ ثروت میں مشہور ہوتا (یعنی سلئے کہ خوب دیتے تھے جس سے اسکی ثروت ظاہر ہو جاتی) ۱۲ منہ

تتمہ فصل ۲۱

فصل بائیسویں آپکے بعض معجزات میں۔ اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپکے معجزات ضبط واحصار سے متجاوز ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار تضمن حکم ومصالح واسرار کے خارق عادت ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال وافعال واحوال کے تمام جزئیات کا حصر عادۃً نہ ممکن ہے اور نہ واقع ہوا اور ان حکمتوں کا علم تفصیلاً عرفاء وحکماء الٰہی کے صدور وقلوب میں القا ہوتا ہے اور اجمالاً کتب اسرار شریعت میں مثل تصنیفات امام غزالی وامام شعرانی وشاہ ولی اللہ وحسین حسبر رحمہم اللہ تعالے جستہ جستہ پائے جاتے ہیں تو اس بنا پر آپکے معجزات فوق الحد والعد ہوئے لیکن چونکہ اسکا ادراک عوام کا حصہ نہیں ہے اسلئے اس سے قطع نظر کرکے اگر اُن ہی خوارق پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر وعامی میں بھی خارق ہیں وہ بھی دس ہزار سے کم نہیں چنانچہ سات ھزار سات سو معجزہ پر تو صرف قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اُسکے اخبار عن المغیبات سے مشتمل ہے تقریر اُسکی جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ کلام اللہ میں جسقدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورہ انا اعطینا میں دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستتر ہزار کلمے ہیں سو جب ستتر ہزار کو دس پر تقسیم کریں سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزہ ہیں اور اگر اسکی پیش گوئیوں کو لیا جاوے جنہیں سے تیرہ الکلام المبین میں جمع کی ہیں اور نیز ستتر ہزار سے جسقدر بیشی ہے اُسکو بھی دس پر تقسیم کرکے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد میں اور اضافہ ہوتا ہے یہہ تو قرآن مجید کے معجزات ہوئے اور محدثینؒ واہل سیر نے جو معجزات آپکے موافق اپنے علم کے لکھے ہیں وہ بقول محدثین تین ہزار ہیں جن میں سے ایک ہزار معجزے امام سیوطی رح نے خصائص کبرے میں نقل کئے ہیں اور تین سو سے زائد الکلام المبین میں مذکور ہیں تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے

عہ وعہ : کذا فی الکلام المبین ۱۲ منہ

ہیں اگر خصائص کبرے دستیاب نہو یا عربی نہ جاننے والوں کی سمجھ میں نہ آوے تو کتاب الکلام المبین کا بھی مطالعہ اس باب میں کافی و موجب تقویت ایمان ہے اس کتاب میں اوّل ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جسمیں آپ کے معجزات کا عالم کے تمام اقسام سے متعلق ہونا بیان کیا ہے پھر اُس کے اثبات کیلئے ہر قسم کے معجزات کو جدا جدا ذکر کیا ہے چونکہ یہہ میرا رسالہ بہت مختصر ہے اسلئے اسمیں صرف اُس تقریر کو بوجہ اسکے دلپذیر و دلچسپ ہونے کے نقل کر کے تمام اقسام کے معجزات میں سے دو سے چار تک پر اقتصار کرتا ہوں وہ تقریر ملخصًا یہہ ہے قال اللہ تعالے وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین یعنی نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمدؐ مگر رحمت کے واسطے تمام عالموں کے صحیح مسلم میں ہے کہ آپنے فرمایا کہ قیامت تب آویگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا (اور ظاہر ہے کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہیں) پس رسالت آپ کی باعث بقاء و امن سب عالموں کا ہے اور نہ صرف نوعِ انسان بلکہ سب اقسام عالم کے آپ کی رسالت سے نفع یاب ہیں اور اسی لئے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع اقسام عالم میں معجزات عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے اور دلیل شاہد ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار تعلّق معجزات کے آپ کی نبوّت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے ہیں ہیں آپ کی شان کیسی عظیم ہے کہ جسطرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسیطرح آپکی رسالت پر تمام[1] عالم

[1] بدلالۃ اضطراریہ تو سب اور شہادت اختیاریہ بجز عصاۃ کے جیساکہ توحید کے باب میں ارشاد حق ہے سورۂ حج میں الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب اور رسالت کے باب میں وہ ارشاد نبوی ہے جو آگے متن میں معجزات کے سلسلہ میں عالم حیوانات کے بیان میں اول حدیث ہے جسمیں تصریح ہے کہ جتنی چیزیں آسمان زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوا نافرمان جن اور انس کے اس حدیث کے اصل الفاظ یہہ ہیں فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما بین السماء والارض الا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن والانس رواہ احمد والدارمی عن جابر کذا فی الرحمۃ المہداۃ پس اُس آیت کا جو حاصل توحید کے باب میں ہے بالکل اُسی کے مطابق اس حدیث کا حاصل رسالت کے باب میں ہے ۱۲ منہ

گواہ ہے) چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہے کہ عالم دو قسم ہے عالم معانی اور عالم اعیان
عالم معانی عبارت ہے اُن چیزوں سے کہ دوسری چیز میں ہو کے پائے جاتے
ہیں بذات خود قائم نہیں اور انہیں عرض بھی کہتے ہیں جیسے کلام اور علم اور رنگ
اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزوں سے جو بذات خود قائم ہیں اور
اُنہیں جوہر بھی کہتے ہیں جیسے زمین آسمان آدمی درخت پھر عالم اعیان دو قسم
ہے عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہیں جیسے انسان اور جن اور
عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہیں رکھتے جیسے جمادات وحیوانات عالم
ذوی العقول تین قسم ہے عالم ملائکہ اور عالم انسان اور عالم جنات اور عالم
غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور ستارے یا سفلی یعنی وہ اجسام
جو آسمان کے نیچے ہیں اور عالم سفلی دو قسم ہے عالم بسائط اور عالم مرکبات عالم
بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب و آتش و باد و خاک سے اور عالم مرکبات
تین قسم ہے جمادات و نباتات و حیوانات اور انہیں موالید ثلاثہ کہتے ہیں
پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوئے (عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم علوی افلاک
وکواکب بسائط یعنی عناصر جمادات نباتات حیوانات اور یہہ عاجز مرکبات کی
اسطرح تقسیم کرتا ہے ایک وہ جسمیں ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے
محفوظ رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات الجو کہتے ہیں جیسے سحاب
وغیرہ اور اوّل کی وہی تین قسم ہیں جو موالید ثلٰثہ کہلاتی ہیں پس اسطرح سے
کل اقسام دس ہوئے نو وہ جو مذکور ہوئے دسویں کائنات الجو) اور ہر قسم
میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوئے ہیں اِسکے
بعد نو باب لائے ہیں اور ہر باب میں معجزات کثیرہ ذکر کئے ہیں احقر نے ہر باب
میں سے دو عــہ سے چار تک معجزات لے لئے ہیں جسکو بترتیب اقسام نقل کرتا ہوں عــہ

عــہ کہیں کہیں لفظی تغیر کا یا کہیں دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲ منہ
عــہ اور اس ترتیب میں کائنات الجو کو بعد بسائط کے ذکر کیا جاویگا ۱۲ منہ

عالم معانی ع۱ قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت و اخبار عن الغیبات کے ع۲
وہ خبریں جو آپ نے قبل الوقوع بیان فرمائیں جیسے صحیحین میں حضرت حذیفہ رضہ
سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں جتنے
اُمور قیام قیامت تک ہونے والے تھے سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھا اُسے
یاد رہے اور بھول گئے جو بھول گئے اور میرے ان اصحاب کو اُس بیان
کی خبر ہے اور بعض شئے اسمیں سے ہوتی ہے کہ میں اُسے بھول گیا تھا پھر میں
جب دیکھتا ہوں اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہے یعنی بعد وقوع خبر کے پہچان جاتا
ہوں کہ یہہ وہی بات ہے جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی
جسطرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب ہو جاوے
پھر جب اُسے دیکھتا ہے پہچان جاتا ہے اھ ع۳ وہ واقعات حالی جو آپ نے
بے دیکھے بیان فرما دئے جیسے بخاری نے انس بن مالک رضہ سے روایت کی ہے
کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ موتہ کے قصہ میں) خبر شہادت
زید رضہ اور جعفر رضہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضہ کی لوگوں کو سُنا دی قبل اسکے کہ خبر
آوے اور آپنے فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس
شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہ نے پس شہید ہوا اور آپ کے آنکھوں سے
آنسو جاری تھے اور فرمایا آپنے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالد رضہ)
نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی (پھر اسی کے مطابق خبر آئی) عالم ملائکہ ع۴
صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک شخص مسلمانوں
میں سے پیچھے ایک شخص کے مشرکوں میں سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُسنے ایک کوڑے
مارنے کی آواز سُنی اور ایک سوار کی کہ اُسنے کہا بڑھ اے حیزوم سو کیا دیکھتا ہے
کہ وہ مشرک آگے اُسکے چت پڑا ہے اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور منہ پھٹ
گیا ہے کوڑے کے مارسے اور یہہ سب جگہہ سبز ہو گئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری
تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اُسنے اس واقعہ کو بیان کیا آپنے

فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد میں کا فرشتہ تھا ف حیزوم فرشتہ
کے گھوڑے کا نام ہے ف اللہ تعالے نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی مدد کے لئے اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا چنانچہ بدر میں اور اُحد
میں اور حُنین میں فرشتوں نے مدد کی ع۵ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور
ابن سعد نے طبقات میں عمار بن یاسر رضہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ رضہ
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے جبرئیل
علیہ السلام کو اُنکی اصلی صورت پر دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے
اُنھوں نے کہا آپ دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت
جبریل علیہ السلام کعبہ پر اُترے آپ نے حضرت حمزہ سے فرمایا کہ نگاہ اُٹھاؤ
اُنھوں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد
اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے کے تھا سو غش کھا کر گر گئے۔ عالم انسان ع۶
ظہور ہدایت جیسے صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے
کہا کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرک تھی
ایک دن میں نے اُس سے اسلام کے لئے کہا اُسنے جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی شان میں کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور میں روتا ہوا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور میں نے کہا اے رسول اللہ
صلے اللہ علیک وسلم دعا فرمائیے کہ خدا تعالے میری ماں کو ہدایت کرے آپ
نے فرمایا اللھم اھد ام ابی ھریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابو ہریرہ کی ماں کو میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سُنکر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا دیکھا دروازہ
بند ہے اور میری ماں نے میرے پانوں کی آواز سُنکر کہا کہ وہیں ٹھیرو اے ابو ہریرہ
اور میں نے پانی کی آواز سُنی سو میری ماں نے نہا کے اور کپڑے پہن کے دروازہ
کھولا اور کہا اے ابو ہریرہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ
ورسولہ میں خوش ہو کر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے حضور میں آیا اور اپنے ماں کے اسلام کی خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمد الٰہی بجالائے ۸۔ ظہور برکت جیسے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُن کے حق میں دعائے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے مونہہ میں ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن میں ورم ہوتا اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر میں موضع مس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا ۸ شفائے مرضی جیسے بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فدیک کے باپ کے آنکھوں میں پھلی پڑگئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں پر دم کیا اسی وقت اُن کی آنکھیں اچھی ہو گئیں راوی کہتا ہے کہ میں نے انھیں اسی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے دیکھا ۹ قہر بے ادباں جیسے مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُسنے کہا کہ میں سیدھے ہاتھ سے کھا نہیں سکتا حالانکہ ہاتھ اُس کا اچھا تھا یہ بات اُسنے غلط بیباکی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکیگا اُس کا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اُس کا کام سے جاتا رہا مونہہ تک نہیں پہونچا سکتا تھا عالم جن ۱۰ خطیب نے جابر بن عبداللہ سے ایک حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے راہ میں ایک گانو میں پہونچے اُس گانو کے آدمی خبر آپ کی آمد کی سُنکر باہر گانو کے منتظر تھے جب آپ وہاں پہونچے تو اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گانو میں ایک عورت نوجوان ہے اوسپر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اوسپر آچڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جاوے جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے

اوس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے بلاکر فرمایا کہ اے جن تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں محمد رسول خدا ہوں اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہوگئی اور نقاب مونہ پر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہوگئی ۱۱ ترمذیؒ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ ان کے ایک بخاری میں خرما بھرے تھے سو ایک جنیہ آگر اوسمیں سے نکال لیجاتی اونھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا جاؤ اور ابکے جب اسکو دیکھو تو یوں کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سو اونھوں نے اسکو پکڑ لیا پھر اوسکے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤنگی چھوڑ دیا تھا الیٰ آخر الحدیث ف یہ آپ کا معجزہ ہے کہ باوجود اسکے مومن نہ ہونے کے محض آپ کے نام کی برکت سے گرفتار ہوگئی عالم علوی افلاک و کواکب ۱۲ و ۱۳ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا کواکب کے متعلق اور معراج میں سموات کو طے کرنا افلاک کے متعلق صریح اور عظیم معجزے ہیں عالم بسائط یعنی عناصر ۱۴ متعلق خاک جیسے صحیحین میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت میں) سراقہ بن مالک نے سو میں نے اوسے دیکھکر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک شخص نے آلیا آپ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر آپ نے سراقہ کیلئے بددعا کی سو اوسکا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں گھس گیا اور اوسنے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں صاحبوں نے میرے لئے بددعا کی ہے اب دعا کرو کہ میں نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے طلب کرنے والوں کو میں پھیر دونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کی نجات کیلئے دعا کی سو اوس نے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اوسے ملتا تھا اوسے پھیر دیتا

ھ یہ خود ترمذی سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

تھا اور کہدیتا تھا کہ ادہر کوئی نہیں ہے اھ ۱۵؎ متعلق آب جیسے صحیحین میں جابر رضؓ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا کہ اس سے آپ نے وضو کیا سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں نہ پینے کیلئے پانی ہے نہ وضو کیلئے مگر اوسیقدر کہ آپ کے اس لوٹے میں ہے (کیونکہ چاہ حدیبیہ میں بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا رواہ البخاری) پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضؓ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے انھوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت کر جاتا (یعنی پانی اتنا کثیر تھا مگر) ہم پندرہ سو آدمی تھے ۱۶؎ متعلق آتش جیسے صحیحین میں حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ ایام غزوۂ خندق میں انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت کیلئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جو کا آٹا تیار کیا اور حضور میں آکے چپکے سے اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیوں کے تشریف لیچلئے آپ نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کر لیا اور ساتھ لیچلے اور جابر رضؓ سے فرمایا کہ ہانڈی مت اوتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک میں نہ آؤں بعد اوسکے آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈالا اور دعائے برکت کی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوالو اور شوربا نکال نکال کے ہانڈی میں سے دو اور سے چولھے پر سے اوتارو نہیں جابر کہتے ہیں کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سبھوں نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش میں رہی اور آٹا اوتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا ف اس سے عالم آتش میں بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے میں کہ کم کر دینا ہے واقع نہیں ہوا (بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اوتارنے کی ممانعت سے

معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی میں آگ کو بھی دخل ہے) ۱۷ متعلق ہوا جیسے
اوسی غزوۂ خندق میں واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر پروائی ہوا ٹھنڈی بھیجی
کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے اون کو نہایت عاجز اور تنگ کیا غبار
بے شمار اون کے مونہوں پر ڈالا اور آگ اونکی بجھادی اور ہانڈیاں اونکی
اولٹ دیں اور میخیں اونکی اوکھاڑ دیں کہ خیمے اون کے گر پڑے اور گھوڑے
اون کے کھل کر آپسمیں لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر میں دُند مچا دیا اوسوقت آپ
نے حضرت حذیفہ رضہ کو کفار کی خبر لانیکے لئے مامور فرمایا اور شدت سردی سے محفوظی
کیلئے دعا فرمائی حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ بہ برکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے میں
مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حمام میں چلا جاتا ہوں (بعضہ
من تواریخ حبیب اله) ف ایسی سخت ہوا کا ان پر اثر نکرنا صریح خارق ہے عالم
کائنات الجو ۱۸ جیسے صحیحیں میں حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ
علیہ وسلم میں ایک بار قحط ہوا ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے ایک اعرابی
نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکوں مرتے
ہیں آپ مینہ کے واسطے دعا کیجے آپ نے دونوں ہاتھ اوٹھائے اور اوسوقت
آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے
کہ ابر مانند پہاڑوں کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر سے اوترنے نہیں پائے
تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو اوس دن سے
دوسرے جمعہ تک مینہ برسا پھر جمعہ کے دن اوسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے
کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمایئے کہ
مینہ تھم جاوے آپ نے دونوں ہاتھ اوٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے
اور ہم پر نہ برسے اور جدہر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہیں کھل گیا سو مدینہ
پر تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف سے جو
لوگ آتے تھے کثرت مینہ کی بیان کرتے تھے ف آپ کی دعا سے ابر کا فوراً

اُٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونوں میں ظہور ہے معجزہ کا سحاب میں ۱۹ اور جیسے جلالین میں جسکو کمالین میں اشارہ سے نسائی کو بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کیلئے آپ نے کسیکو بھیجا اوس نے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہیں اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معًا اوسپر بجلی گری اور اوسکی کھوپری اوڑادی ف اس واقعہ میں آپ کی شان میں گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اس اعتبار سے ظہور ہے معجزہ کا صاعقہ میں کہ کائنات جو سے ہے۔ عالم جمادات و عالم نباتات ۲۰ ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ مکہ میں تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کی ساتھ تھا۔ سو جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یارسول اللہ۔ ف پہاڑ جمادات سے ہیں اور درخت نباتات سے سو دونوں میں ظہور معجزہ کا ہوا ۲۱ صحیح بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون چھوہارے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اوترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا سو وہ ستون ہچکیاں لینے لگا جسطرح وہ لڑکا جو رونیسے چپ کرایا جاتا ہے ہچکیاں لیتا ہے یہانتک کہ تھم گیا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔ ف یہ ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہے اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونوں قسموں سے تعلق ہوا اور اس گریہ میں جسطرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگانیسے خاموش نہ ہو جاتا پس

اس حیثیت سے یہ آپکا معجزہ ہے) ۲۲ ترمذی نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑے چھوارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھواروں کیلئے دعائے برکت کر دیجئے آپ نے ان چھواروں کو اکٹھا کر کے اون میں دعائے برکت کی اور مجھسے فرمایا کہ انہیں لیکے اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمہارا جی چاہے اوسمیں سے ہاتھ ڈالکر نکال لو مگر اوسے جھاڑنا مت۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ اون چھواروں میں ایسی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع وہ ظرف ہے جسمیں ساڑھے تین سیر گندم سما سکیں) اللہ کی راہ میں خرچ کئے اور ہمیشہ اوسمیں سے ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہانتک کہ بروز شہادت حضرت عثمان رضہ کے (کہ قریب تیس۳۰ برس کے زمانہ ہوتا ہے) میری کمر میں سے کٹ کے کہیں گر پڑا اور جاتا رہا (ف یہ معجزہ ایسی چیز میں ظاہر ہوا جو اصل میں نبات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جماد ہے اسکو بھی دونوں سے تعلق ہوا) عالم حیوانات ۲۳ احمدؒ اور دارمی نے حضرت جابر رضہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لیگئے وہاں ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ میں جاتا اوسپر دوڑتا اور کاٹنے کیلئے جھپٹتا آپ نے اوسے بلایا اور وہ آیا اور اوس نے آپ کے سامنے سجدہ کیا آپ نے اوسکی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزیں آسمان زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوا نافرمان جن اور انس کے ۲۴ بیہقی نے سفینہ رضہ سے روایت کی ہے کہ میں دریائے شور میں تھا جہاز ٹوٹ گیا میں ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان میں پہونچا وہاں مجھسے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا میں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہوں

ع الکلام المبین میں اسکو مسلم اور ابوداؤد کی طرف بروایت عبداللہ بن جعفر منسوب کیا ہے مگر اوسمیں نہ ملنا اور رحمۃ مہداۃ میں احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابر نقل کرنا سبب اس میرے تصرف کا ہوا ۱۲ منہ

وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میری ساتھ چلا یہانتک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک کچھ آواز کرتا رہا اور مرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی میں سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے (ف پہلا قصہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات میں تھا اور یہ بعد وفات جسمیں وجہ اعجاز قویتر ہے کیونکہ وفات کے بعد اور قوی کی فاعلیت کا بھی احتمال نہیں ہوسکتا) ع۲۵ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ آپ نے ایک قدح دودہ کا گھر میں پایا حکم دیا کہ اصحاب صفہ کو بلا لو یہ بھوکے تھے انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو میں سیر ہو کر پیتا بعد اسکے میں نے اون سبکو بلایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں دودہ پلاؤ میں نے پلانا شروع کیا یہانتک کہ سبھوں نے سیر ہو کر پیا پھر مجھسے کہا کہ تم پیو میں نے پیا آپ نے فرمایا اور پیو میں پیتا جاتا تھا یہانتک کہ میں نے قسم کھا کر کہا کہ اب پیٹ میں جگہ نہیں پھر باقی آپ نے پیا ف یہ اجزائے حیوان میں معجزہ کا ظہور ہوا یہانتک الکلام المبین میں حدیثیں لاکر پھر اقسام نہ گانہ عالم کے متعلق معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہے جسکو شوق ہو مطالعہ فرمالے فقط

من الروض

۵۱ یَدٌ بِهَا النَّفْعُ وَالضَّرُّ لِمُعْتَرِفٍ
وَجَاحِدٍ فَهِيَ الْأَدْوَاءُ وَالْوَطَرُ
۵۲ كَمْ أَبْرَأَتْ أَلَمًا كَمْ أَذْهَبَتْ لَمَمًا
كَمْ أَظْهَرَتْ لِمَمًا يَنْمُو لَهَا شَعَرُ
۵۳ وَكَمْ شَفَتْ سَقَمًا كَمْ أَظْهَرَتْ مَدَدًا
كَمْ فَرَّجَتْ كَمَدًا عَمَّنْ بِهِ عَوَرُ
۵۴ وَدَرَّتِ الشَّاةُ مِنْهَا وَالْحَصَا نَطَقَتْ
فِيهَا وَأَوْرَقَتِ الْأَغْصَانُ وَالشَّجَرُ

(ترجمہ) ۵۱ آپ کا ایسا ہاتھ ہے کہ اوسمیں نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہے معترف کیلئے (نفع ہے) اور منکر کیلئے (ضرر ہے) سو وہ بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی کا بھی سبب ہے ۵۲ اوس ہاتھ نے بہت سے الموں کو اچھا کیا اور بہت سے آسیب کو دور کیا بہت سے موی سر کو ظاہر کیا کہ اوسکے سبب (سر پے موہیں) بال جم آئے ۵۳ اور بہت سے بیماروں کو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا بہت سے رنجوں کو دور کیا ایسے لوگوں سے جنمیں کوئی خلل تھا ۵۴ اور اوس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور اوسمیں سنگریزے بولے اور شاخیں اور درخت برگ دار ہوگئے ۱۲ +

وَالْقَوْمُ مِنْ رَمْیِهَا یَوْمَ اللِّقَاءِ عَمُوْا
وَمِنْ اَصَابِعِهَا الْاَمْوَاهُ تَنْفَجِرُ
وَالْمَاءُ مِنْ رِیْقِهٖ زَادَتْ حَلَاوَتُهٗ
وَالنَّخْلُ مِنْ عَامِهَا اَضْحٰی لَهٗ ثَمَرُ
وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلَیْهِ حِیْنَ فَارَقَهٗ
حَتّٰی عَلَا مِنْهُ مَا بَیْنَ الْمَلَا خَوَرُ
وَالذِّئْبُ وَالضَّبُّ کُلٌّ مِنْهُمَا شَهِدَا
شَهَادَةَ الْحَقِّ یَرْوِیْهَا لَكَ الْخَبَرُ
وَرَاحَ یَشْکُوْ اِلَیْهِ جَوْرَ صَاحِبِهٖ
الْبَعِیْرُ وَالدَّمْعُ مِنْ عَیْنَیْهِ مُنْحَدِرُ
وَاَطْعَمَ الْجَیْشَ مِنْ صَاعٍ فَاَشْبَعَهٗ
وَمِنْهُ اَرْوَاهُ لَمَّا مَسَّهُ الْعُسُرُ
فَلَا تَرُمْ حَصْرَ اٰیَاتٍ لَهٗ ظَهَرَتْ
اِلَّا اِذَا کَانَ یُحْصَی الرَّمْلُ وَالْمَدَرُ
کَفٰی بِمُعْجِزَةِ الْقُرْاٰنِ مُعْجِزَةً
طُوْلَ الزَّمَانِ غَدَا یُتْلٰی وَیُسْتَطَرُ
فِیْهِ تَجَمَّعَتِ الْاَشْیَا فَلَا صُحُفٌ
اِلَّا وَحَازَ مَعَانِیْهَا وَلَا زُبُرُ
فَهُوَ الشِّفَاءُ الَّذِیْ تَحْیَی النُّفُوْسُ بِهٖ
قَدْ فَازَ مُتَّعِظٌ مِنْهُ وَمُدَّکِرُ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

۱ اور قوم کفار اوس ہاتھ کے خاک پھینکدینے سے اندھے ہوگئے اور اوس ہاتھ کی اونگلیوں سے پانی جاری ہوتے تھے ۲ اور پانی کی شیرینی آپکے لعاب مبارک کے سبب بڑھ گئی اور کھجور کا درخت اوسی سال بار آور ہوگیا ۳ اور تنہ درخت کا آپ کی جدائی سے گریہ وزاری کرنے لگا یہاں تک کہ مجمع میں اوسکی آواز نکلکر بلند ہوگئی ۴ اور بھیڑیے اور سوسمار نے دونوں نے سچی شہادت (آپ کی رسالت کی) دی اسکو حدیث روایت کرتی ہے ۵ اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت کرتا تھا اور آنسو اوسکی آنکھوں سے جاری تھے ۶ اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع سے کہانا کھلا کر شکم سیر کردیا اور اوس سے آسودہ کردیا جبکہ اوس لشکر کو تنگی نے مس کیا ۷ اے مخاطب آپ کے جو معجزات ظاہر ہوئے اون کے شمار کرنے کا قصد مت کرو مگر جسوقت کہ ریگ اور سنگپاروں کا شمار کیا جاوے ۸ قرآن مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت کیا جاوے گا اور لکھا جاویگا ۹ اسمیں بہت سے مضامین جمع ہیں سو نہ کوئی صحیفے ایسے ہیں جسکے معانی پر قرآن مشتمل نہو اور نہ کتابیں ہیں ۱۰ سو وہ قرآن شفا ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہیں اوس سے وعظ وپند کا قبول کرنے والا فائز المرام ہوتا ہے ۱۲ منہ +

فصل تئیسویں آپ کے بعض اسمار شریفہ میں مع اونکی مختصر تفسیر کے

محمدؐ یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہے احمد عیسیٰ علیہ السلام نے اس نام سے آپکی بشارت دی ہے متوکل معنی ظاہر ہیں ماحی آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا حاشر یعنی آپ چونکہ سب سے اوّل قیامت میں محشور ہونگے اور سب آپ کے بعد تو گویا اون کے حشر کے سبب آپ ہوئے عاقب یعنی سب انبیا علیہم السلام کے عقب میں اور آخر میں تشریف لائے مقفی؂ اسکے بھی یہی معنی ہیں نبی التوبہ یعنی آپ کی شریعۃ میں عفو ذنوب کیلئے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہے بخلاف بعضی پہلی امتوں کے کہ قتل نفس اوسمیں شرط تھا نبی الملحمۃ یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعۃ میں جہاد مشروع ہوا ہے نبی الرحمہ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ظاہر ہے مسلمانوں کیلئے تو آخرت میں بھی اور کفار کیلئے دنیا میں کہ پہلی امتون کے سے عذاب نہیں آتے اور باقی اجزاء عالم کیلئے بھی کہ بقار عالم کا آپ کے بقار دین کے ساتھ مربوط ہے جب آپ کے دین کا کوئی اثر نہ رہیگا حتی کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہیگا قیامت قائم ہوکر تمام عالم درہم وبرہم ہو جاویگا فاتح یعنی کشاینده آپ کی بدولت دروازہ ہدایت مفتوح ہوا امصار و دیار کفار کے فتح ہوے جنت کے دروازے آپ کی اتباع سے کشادہ ہوں گے امین معنی ظاہر ہیں شاہد قیامت میں آپ اپنی امت کے شاہد ہوں گے مبشر بشیر یعنی مومنین کو خوشخبری دینے والے نذیر یعنی کفار کو عذاب سے ڈرانے والے قاسم یعنی فیوض اور اموال کے تقسیم کرنیوالے ضحوک وقتال ان دونوں کا استعمال جدا جدا نہیں ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے اور کفار سے قتال کرنے والے عبداللہ معنی ظاہر ہیں سراج منیر یعنی ہدایت کے چراغ روشن سید ولد آدم یعنی سب بنی آدم کے سردار صاحب لوار الحمد یعنی قیامت میں آپ کے ہاتھ میں لوار الحمد ہوگا اور سب اولین وآخرین اوسکے تلے ہوں گے صاحب مقام

؂ اسم فاعل از تفعیل ۱۲ منہ

یعنی مقام شفاعت میں آپ کھڑے کئے جاوینگے صادق یعنی سچی خبر دینے والے مصدوق یعنی آپکو سب خبریں وحی سے سچی ملتی ہیں رؤف رحیم دونوں کے معنی مہرباں اور بہت مہربان ہیں بعض ان میں سے آپ کے ساتھ خاص ہیں اور بعض دوسرے انبیا علیہم السلام میں بھی مشترک ہیں اور اکثر ان اسمار مذکورہ میں وہ ہیں جو کسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہیں اور عرف میں لقب ونام ایسے ہی اسمار کو کہتے ہیں اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کئے گئے ہیں ورنہ آپ کے اوصاف میں سے اگر ہر وصف سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سو سے زائد بلکہ بقول بعض علما ایک ہزار تک پہونچتے ہیں کذا فی زاد المعاد:-

من الروض

مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ الْمَنْسُوْبُ مَادِحُہٗ اِلَیْہِ فَھُوَ بِھٰذَا الْفَخْرِ یَفْتَخِرُ اَلْفَاتِحُ الْخَاتِمُ الْھَادِیْ بِدَعْوَتِہٖ اِلَی الْھُدٰی وَلِدِیْنِ اللہِ یَنْتَصِرُ اَلْحَاشِرُ الْعَاقِبُ الْمَاحِیْ بِبِعْثَتِہٖ عَنَّا الظَّلَامَ وَلَیْلُ الشِّرْکِ مُنْھَدِمٌ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ	۱ محمد ہیں احمد ہیں آپکا مادح آپکی طرف منسوب کیا جاتا ہے سو وہ اس فخر پر فخر کرتا ہے ۲ آپ افتتاح والے ہیں کہ آپ کے نور سے خلق کا افتتاح ہوا اور آپ اختتام والے ہیں کہ آپ پر نبوت ختم ہوتی اپنی دعوت سے راہ حق کیطرف ہادی ہیں اور دین الٰہی کی نصرت فرماتے ہیں ۳ آپ کے بعد سب کا حشر ہوگا آپ سب انبیار کے بعد آئے ہیں آپ اپنی بعثت سے تاریکیوں کو ہم سے محو کرنے والے ہیں اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہے ۱۲ منہ

فصل چوبیسویں آپ کے بعض خصائص میں یعنی اون امور کے بیان

جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا علیہم السلام میں سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہیں ایک قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپکی ذات مقدسہ میں پائے گئے مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپکو نبوت عطا ہونا یوم میثاق میں سب سے اول الست بربکم کے جواب میں آپکا بلیٰ فرمانا آپکا نام مبارک عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا

مقصود ہونا پہلی سب کتب میں آپ کی بشارت و فضیلت ہونا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایات فصل اول و دوم میں گذری ہیں وغیر ذلک دوسری قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف آوری کیوقت قبل نبوۃ ظاہر ہوئے مثلاً مہر نبوت کا شانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل میں مذکور ہے وغیر ذلک تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہیں ذات مبارک کی ساتھ مثلاً معراج اور اوسمیں عجائب ملکوت و جنت و نار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا کہانت کا منقطع ہوجانا اذان و اقامت میں نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو ہر طرح معجز ہے لفظاً بھی معنیً بھی تغیر سے محفوظ رہنے میں بھی زبانی یاد ہونیمیں بھی صدقہ کا حرام ہونا نوم سے وضو کا واجب نہ ہونا ازواج مطہرات کا امت پر ابداً حرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا آگے پیچھے سے برابر دیکھنا دور دور تک آپ کا رعب پہونچنا آپ کو جوامع الکلم عطا ہونا تمام خلائق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپ کے متبعین کا سب انبیا کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا چوتھی قسم وہ امور جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپ کی امت کو عطا ہوئے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز میں انکی صفوف کا بطرز صفوف ملائکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت و ساعت اجابت کیلئے مقرر ہونا روزہ کیلئے سحری کی اجازت رمضان میں شب قدر ایک نیکی کریں تو ادنیٰ درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا وسوسہ و خطا و نسیان کا گناہ نہ ہونا (شاید پہلی امتوں میں ان کے اسباب کا انسداد بھی واجب ہوگا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہو اس امت کے ساتھ) احکام شاقہ کا مرتفع ہوجانا تصویر و مسکرات کا ناجائز ہونا (کہ یہ سد باب ہے مفاسد بیشمار کا اور مفاسد سے بچانا رحمت ہے جیسا کہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت ہے) اجماع امت کا

حجۃ ہونا اور اوسمیں ضلالت کا احتمال نہ ہونا اختلاف فرعی کا رحمت ہونا امم سابقہ کے سے عذاب نہ آنا طاعون کا شہادت ہونا علماء سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیا کیا کرتے تھے قرب قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہو کر پایا جانا وغیر ذلک پانچویں قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد برزخ یا قیامت میں ظاہر ہوئے یا ہوں گے ان کا بیان وفات کے بعد کی تین فصلوں[ع] میں آویگا ہذا کلہ من الشمامہ بتصرف فی الالفاظ والترتیب و بعضہ من المشکوۃ۔

من القصیدۃ

فھو الذی تم معناہ وصورتہ
ثم اصطفاہ حبیبا باری النسم
منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

[۱] پس آپ فضائل باطنی وظاہری میں کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے ہیں پھر خداوند تعالی شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات ہے آپکو اپنا حبیب بنالیا عطرالوردہ [۲] آپ اس سے پاک ہیں کہ آپکی خوبیوں میں اور کوئی آپکا شریک ہو (بس جوہر حسن جو آپ میں پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے) ۱۲ عطرالوردہ

فصل پچیسویں آپ کے ماکولات ومشروبات ومرکوبات وغیرہ میں

ان چیزوں کو آپ کی ذات بابرکات سے دو تعلق ہیں ایک تشریع کہ انکیں کیا جائز ہے کیا ناجائز اسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور اون سے احکام کو اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا ہے دوسرا تعلق ان کا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کیلئے آپ اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہے یہاں اسی اعتبار سے زادالمعاد سے مختصرا بیان کیا جاتا ہے ماکولات ومشروبات غذاءً یا دواءً:۔ ان میں بعض وہ چیزیں ہیں جنکا خود آپ سے استعمال ثابت ہے اور بعض وہ ہیں کہ اُن کا وصف فرمایا ہے

[ع] یعنی ان تینوں فصلوں میں ایسے خصائص بھی ہیں یہ نہیں کہ سب خصائص ہی ہیں چنانچہ حیات انبیاء وتحریم جسد صلاۃ فی القبر سب انبیاء علیہم السلام میں مشترک ہے ۱۲ منہ

چنانچہ احادیث[۱] مقام سے سب بالتعیین معلوم ہوجاویگا۔ اثمد[۲] یعنی سرمہ سیاہ اصفہانی
حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم اثمد کو استعمال میں رکھو
وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال کو جماتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ کی
عادۃ شریف بھی دونوں آنکھوں میں ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی
کی روایت پر داہنے میں تین اور بائیں میں دو لگانے کی تھی یعنی عادۃ دونوں
طرح تھی اُترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مؤمن قرآن
پڑھتا ہے اوسکی مثال ترنج کی سی ہے کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت
کیا اسکو بخاری و مسلم نے بطیخ یعنی تربوز آپ تربوز کو خرمائے تازہ کے ساتھ نوش
فرما رہے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی گرمی اوسکی سردی کی دافع (اور
مصلح) ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے بلح یعنی خرمائے سبز یعنی خام
ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرمائے سبز خرمائے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی
کو دونوں چیزیں کھاتے ہوئے دیکھتا ہے (متاسف ہو کر) کہتا ہے کہ یہ آدمی
ابتک جیتا رہا کہ کہنہ کی ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہے۔ روایت کیا اسکو نسائی
اور ابن ماجہ نے بسر یعنی خرمائے نیم پختہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب آپ اور حضرت
ابوبکر رض اور حضرت عمر رض ابو الہیثم رض کے یہاں مہمان ہوے تو وہ ایک خوشہ
خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیوں نہ چھانٹ لائے (تاکہ پورا خوشہ
ضائع نہ ہوتا) اونھوں نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے
موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لیں (یعنی جنکو جو اچھا معلوم ہو) بصل یعنی
پیاز حضرت عائشہ رض سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا اونھوں نے کہا کہ سب سے
اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اوسمیں پیاز تھا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے
اور صحیحین میں آپ نے اسکے کھانیوالے کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے اور

---

[۱] ان احادیث کے لغات یعنی اسمار ادویہ و اغذیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہے ۱۲ منہ
[۲] اسمیں حروف ہجا کی ترتیب رکھی گئی ہے ۱۲ منہ

ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو اونکو
پکا کر بدبو ماردے تمر یعنی خرمائے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہے کہ جو
کوئی صبح کو سات تمر کھالے اوس روز اُسکو جادو اور زہر ضرر نہیں کرتا اور فرمایا ہے
کہ جس گھر میں تمر نہ ہو اوسکے رہنے والے بھوکے ہیں اور آپسے کھانا بھی بکثرت ثابت ہے
مسکہ سے بھی روٹی سے بھی تنہا بھی ثلج یعنی برف حدیث صحیح میں ہے آپ نے دعا
فرمائی کہ اے اللہ مجکو میرے گناہوں سے دھو ڈال پانی اور برف اور اولے سے اھ
اس سے مدح برف کی نکلتی ہے ثوم یعنی لہسن اسکا بیان پیاز کے ساتھ گذر چکا
ثرید یعنی گوشت کے شوربے میں روٹی توڑی ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت
عائشہ رض کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسری
غذاؤں پر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے (اس سے ظاہر فضیلت ثرید کی معلوم
ہوئی) جبن یعنی پنیر سفر تبوک میں آپ کی خدمتمیں لایا گیا آپنے چاقو منگایا اور بسم اللہ
کہکر اوسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے حنا یعنی مہندی آپکے کوئی پھنسی نکلتی
یا کانٹا لگ جاتا تو آپ اوسپر مہندی رکھدیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے حبۃ السودا
یعنی کلونجی اسکا شونیز بھی نام آیا ہے آپنے فرمایا ہے کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ
اوسمیں بجز موت کے سب بیماریوں سے شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے
حرف یعنی رائی اسکا نام حدیث میں ثفا آیا ہے اور عام محاورہ میں حب الرشاد
کہتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو چیزوں میں کسقدر شفا ہے ثفا میں اور
ایلوہ میں روایت کیا اسکو ابو عبید وغیرہ نے اور مراسیل میں ابوداؤد نے حلبہ
یعنی میتھی عبدالرحمن بن القاسم سے مرفوعًا منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
میتھی سے شفا حاصل کرو خبز یعنی روٹی آپ کو شوربے میں توڑی بہت پسند
تھی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور آپ نے ایک بار گیہوں کی روٹی گھی سے
چپڑی ہوئی کی تمنا فرمائی چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپ نے گھی کے
ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوسمار یعنی گوہ کے چمڑے کی کپی میں تھا

آپ نے فرمایا او تھا لو روایت کیا اسکو بھی ابوداؤد نے خل یعنی سرکہ آپنے
نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہے روایت کیا اسکو مسلم
نے دہن یعنی روغن آپ سر میں کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو
ترمذی نے شمائل میں اور آپنے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ
بھی روایت کیا اسکو بھی ترمذی نے ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرکب عطر حضرت
عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حج وداع میں آپکے احرام باندھنے کے وقت
(یعنی قبل) اور احرام کھولنے کے وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے
ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے رطب یعنی خرمائے
پختہ تازہ حضرت عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں آپ کو ککڑی خرمائے پختہ تازہ
کی ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نماز
کے قبل خرمائے تر سے روزہ افطار فرماتے اگر خرمائے تر نہ ہوتے تو خرمائے خشک
سے یہ بھی نہ ہوئے تو پانی سے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ریحان یعنی خوشبودار
پھول آپنے ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحاں پیش کیا جاوے اوسکو رد
نکرے کیونکہ اسمیں بار (احسان) بھی ہلکا ہی ہے اور خوشبو پاکیزہ ہے (یعنی
دوسرے کا ضرر نہیں اپنا نفع ہے) روایت کیا اُسکو مسلم نے (اور اسی کے حکم میں
ہر خوشبو ہے) زیت یعنی روغن زیتون اسکا بیان دہن میں آچکا زنجبیل یعنی
سونٹھ بادشاہ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہدیۃً
بھیجا تھا آپنے ایک ایک ٹکڑا اسکو کھانے کو دیا روایت کیا اسکو ابونعیم نے
کتاب طب نبوی میں سنا مشہور ہے آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسہل
لینے کو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو
وہ سنا ہوتی روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے سنوت عہ اسکے
معنی میں اختلاف ہے بعض اطبار نے ایک خاص تفسیر کو ترجیح دی ہے

عہ کنثور دستور قاموس ۱۲

یعنی شہد جو گھی کے ظرف میں رکھا گیا ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سنا اور سنوت کو برتا کرو کہ ان دونوں میں بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ان بعض اطباء نے وجہ ترجیح میں کہا ہے کہ شہد اور گھی سے سنا کی اصلاح اور اسہال کی اعانت ہوتی ہے سفرجل یعنی سیب وہی آپ نے ابو ذرؓ کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے اور سینہ کی کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو نسائی نے سمن یعنی گھی خبز کے بیان میں آپ کا گھی کی تمنا فرمانا گذرا ہے سمک یعنی مچھلی آپنے عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد میں سریۃ الخبط کے قصہ میں صحیحین سے نقل کیا ہے سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علیؓ کو کہ وہ نقاہت کی حالت میں تھے جو اور چقندر سے مرکب کھانے کو موافق مزاج فرمایا روایت کیا اسکو ترمذی و ابو داؤد نے شونیز یعنی کلونجی اسکا ذکر حبۃ السوداء میں گذر چکا شعیر یعنی جو آپ کا معمول تھا کہ گھر والوں کو بخار میں آش جو بنوا کر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزیں کے قلب کو قوت دیتا ہے اور مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا شوی یعنی بھنا ہوا گوشت آپ کا تناول فرمانا چند حدیثوں میں ہے جو ترمذی میں مذکور ہیں شحم یعنی چربی ایک یہودی نے آپ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی جسمیں کچھ تغیر آگیا تھا پیش کی صبر یعنی ایلوہ اسکا ذکر بیان حرف میں گذر چکا ہے طیب یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجکو دنیا کی چیزوں میں سے منکوحہ بیبیاں اور خوشبو پسند ہے، عسل یعنی شہد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اوسکو کوئی بڑی بلا نہ پھونچی گی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے عجوہ مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سے ایک خاص قسم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن

ماجہ نے عود ہندی اسکی دو قسمیں ہیں ایک قسط کہلاتا ہے آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ دوا کی چیزوں میں سب سے بہتر پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس عود ہندی کو استعمال میں لایا کرو اوسمیں سات شفائیں ہیں اور دوسری قسم خوشبو میں برتی جاتی ہے آپ اسکو سلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے قثا یعنی لکڑی آپ نے لکڑی کو خرمائے تازہ سے تناول فرمایا ہے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے کماۃ جسکو بعضے کگرمتا اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشابہ من کے ہے (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے) اور اوسکا عرق آنکھ کے لئے شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کباث یعنی پیلو کا پھل ایک بار صحابہ جنگل میں اسکو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لو وہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے لحم یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا و اہل جنت کی سب غذاؤں کا سردار گوشت ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے فرمایا کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ نے خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور گورخر کا گوشت کھانیکی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری و مسلم نے اور آپ نے سکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن میں روایت کیا ہے اور مرغ کا گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور سنن میں سرخاب کا گوشت کھانا آپکا مروی ہے اور صحابہ نے آپکی ہمراہی میں ٹڈی کھائی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجکو ایسی معلوم نہیں کہ جو کھانے اور پینے دونو سے کافی ہوجاوے روایت کیا گیا یہ سنن میں اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور پھر پانی منگا کر کلی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے

ماء یعنی پانی بعض خاص پانیوں کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان وجیحان ونیل وفرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (بعض محققین نے اسکی توجیہ میں کہا ہے کہ پانی کے جید ہونے کے تمام طرق ان میں جمع ہیں اسلیئے تشبیہاً انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم جس نیت سے پیا جاوے اوسی کے لیئے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث حسن ہے مسک یعنی مشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤں میں پاکیزہ خوشبو مشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ملح یعنی نمک آپنے فرمایا کہ تمھاری نانخورش میں سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے نورہ یعنی چونہ آپ جب (بال صاف کرنیکے لیئے) اسکا استعمال فرماتے تو اول پوشیدہ بدن کو لگاتے روایت کیا ابن ماجہ نے (یعنی کبھی اس سے بھی بال دور کردئے ہونگے) نبق یعنی بیر آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر اوترے تو سب سے اول بیر کھایا تھا روایت کیا اسکو ابونعیم نے اپنی کتاب طب نبوی میں ورس یعنی ایک خاص قسم کی زرد گھاس جس سے کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہیں آپ نے ذات الجنب میں ورس اور روغن زیتون کی تعریف فرمائی روایت کیا اسکو ترمذی نے یقطین یعنی کدو آپ کا برتن میں سے تلاش کرکر کے کھانا بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی کو فرمایا کہ جب ہنڈیا پکاؤ تو کدو زیادہ ڈالا کرو کہ وہ قلب حزین کو قوت دیتا ہے اور آپ کی ہیئت کھانا کھانے کے وقت دو تھیں ایک اوکڑو دوسرے دوزانو کہ بائیں قدم کا تلوا داہنے قدم کی پشت سے لگا ہوتا اور آپ تین اونگلیوں سے کھاتے اور فارغ ہونیکے بعد اونکو چاٹ لیتے اور پانی شیریں اور سرد پیتے ابو الہیثم سے آپ نے باسی پانی طلب فرمایا تھا اور آپ کیلئے بیر سُقیا سے شیریں پانی لایا جایا کرتا تھا اور پانی تین سانس میں پیتے تھے اور بیٹھکر پانی پیتے اور آپ کے پاس پانی پینے کا ایک پیالہ لکڑی کا اور ایک پیالہ کانچ کا تھا ملبوسات آپ کا لباس چادر اور لنگی

اور کرتا اور عمامہ ہوتا تھا اور سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے اور مخطط چادر کو بھی پسند رکھتے اور عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے اور گاہے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا اور قبا بھی پہنا ہے اور آپ کی چادر کا طول چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ ایک بالشت اور تہمد کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت آیا ہے اور چادر بوٹہ دار اور سادہ دونوں طرح کی پہنی ہے اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک پوستین جسمیں ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہے اور پائجامہ آپنے خریدا ہے اور بعض روایات میں پہننا بھی آیا ہے اور آپ کے پاس دو چادریں سبز۵ اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس سرخ دھاری کا اور ایک کھیس بالوں کا یعنی کمل تھا اور کرتہ سوت کا تھا جسکے دامن اور آستین دراز نہ تھیں اور آپ نے کتان اور صوف بھی پہنا ہے مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا ہے اور تکیہ آپ کا چمڑہ کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ کمل پر ایک بستر آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی اوڑھتے تھے اور نعلین اور خفین بھی پہنتے تھے مرکوبات سات گھوڑے تھے جنکے یہ نام ہیں سکب۔ مرتجز۔ لحیف۔ لزاز۔ ظرب۔ سبحہ۔ ورد۔ اور پانچ خچر تھے ایک دلدل یہ مقوقس شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فروہ نے جو کہ قبیلہ جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جسکو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومۃ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچواں بھی کہا ہے جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعد بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین ساندنیاں تھیں ایک قصوی دوسری عضباء تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونوں نام ایک کے کہے ہیں اور پینتالیس ۴۵

---

۵ زاد المعاد میں مراد اس سے سبز دھاری کا لیا ہے ۱۲ منہ

اونٹنیاں دودھ کی تھیں اور سو بکریاں تھیں اس سے زائد نہ ہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کردیتے ہذا کلہ من زاد المعاد تنبیہ اس فصل میں جو کچھ ذکر کیا گیا بعض امور میں استمرار تھا بعض خاص حالات وخاص ازمنہ کے اعتبار سے ہیں اور زیادہ تفصیل کتب احادیث میں ہے من الروض۔

قَضٰی وَلَمْ یَكُ لَوْ مَا مُدَّ رِ كَا شَبِعًا
مِنَ الشَّعِیْرِ وَكَانَتْ فُرْشُهُ الْحُصُرُ
هٰذَا وَقَدْ مَلِكَ الدُّنْیَا بِاَجْمَعِهَا
فَرَدَّهُ الزُّهْدُ عَنْهَا وَهُوَ مُقْتَدِرُ
فَالثَّوْبَ یَرْقَعُهُ وَالشَّاةَ یَحْلِبُهَا
وَمَا رَأی لِاَخِ الْاِعْدَامِ یَحْتَقِرُ
وَالْبَیْتَ یَكْنِسُهُ وَالنَّعْلَ یَخْصِفُهَا
وَاِنْ دُعِیْ اَسْعَفَ الدَّاعِیْ وَلَا یَذَرُ
كَانَ الْبُرَاقُ لَهُ وَالْخَیْلُ یَرْكَبُهَا
وَالْاِبْلُ اَیْضًا كَذَاكَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

لہ آپنے اپنی عمر پوری فرمادی اور ایک روز بھی جو سے شکم سیری کی نوبت نہیں آئی اور آپ کا فرش بوریا تھا ۲ہ یہ حالت اسپر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا باوجود اسکے کہ آپ مقدور رکھتے تھے ۳ہ سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دوہ لیتے اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہیں دیکھے گئے ۴ہ اور گھر میں خود جھاڑو دیتے لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر آپ کی دعوت کیجاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعراض نہ فرماتے ۵ہ آپکے لئے براق بھی تھا اور گھوڑے بھی تھے جنپر آپ سوار ہوتے تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی ۱ہ

فصل چھبیسویں آپکے اہل وعیال وحشم وخدم میں

ازواج مطہرات سب سے اول حضرت خدیجہ رضؓ سے نکاح کیا اوسوقت آپکی عمر پچیس برس کی اور انکی چالیس برس کی تھی اور بجز حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہیں باقی تمام اولاد آپکی ان ہی سے ہیں اور ہجرت سے تین سال قبل انکی وفات ہوگئی پھر ان کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد حضرت سودہ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہ رضؓ سے نکاح

سہ یہ اشعار فصل ۲ کے ختم پر آچکے ہیں مگر چونکہ مجکو اس فصل ۲۵ کے مناسب اشعار میسر نہوئے اور بوجہ التزام کے خالی رہنا مناسب نہ معلوم ہوا اسلئے ان اشعار کو باوجود بہت تھوڑی مناسبت اور مکرر ہونے کے غنیمت سمجھکر درج کردیا اگر کسی کو دوسرے مناسب اشعار ملجاویں اون کے الحاق کی اجازت بلکہ درخواست ہے معروض عہ یہ تمام فصل ہی زاد المعاد کی ہے

کیا اوسوقت انکی عمر چھ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال میں جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی
رخصت ہو کر آئیں اور آپ کی بیبیوں میں کنواری صرف ایک یہی تھیں پھر حفصہ بنت عمرؓ سے
نکاح کیا پھر زینب بنت خزیمہ قیسیہ رضؓ سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کر گئیں پھر حضرت
ام سلمہ سے نکاح کیا اور انکی وفات آپ کی سب بیبیوں کے بعد ہوئی پھر حضرت
زینبؓ بنت جحش سے نکاح ہوا یہ آپکی پھوپی زاد بہن ہیں اور بعد وفات نبوی سب بیبیوں سے
پہلے انکی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ میں حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا اس
غزوہ میں قید ہو کر آئی تھیں آزاد کئے جانیکے بعد ان سے نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہؓ سے
جبکہ وہ حبشہ میں ہجرت کر کے گئی ہوئی تھیں بواسطہ وکیل سنہ چار ہجری میں نکاح ہوا اور
نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار انکو آپ کی طرف سے مہر دیا (یہ ایک ہزار روپیہ سے
کچھ زیادہ ہوتا ہے) اور غزوہ خیبر کے زمانہ میں حضرت صفیہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ میں قید
ہو کر آئی تھیں آزاد کرنیکے بعد ان سے نکاح ہوا پھر حضرت میمونہؓ سے عمرۃ القضا کے زمانہ میں
نکاح ہوا یہ گیارہ ہیں جنمیں سے دو سامنے وفات پا گئیں اور نو آپ کی وفات کیوقت زندہ
تھیں اور بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر اونمیں اقوال متفق نہیں ہیں سراری
یعنی وہ کنیزیں جو ہمبستری کے لئے ہوں حضرت ماریہ ان سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے
حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت زینب نے ہبہ کر دی تھی اولاد اول صاحبزادہ
قاسم آپ کی کنیت ابو القاسم ان ہی سے ہے بچپن میں انتقال کر گئے پھر حضرت رقیہ و حضرت
ام کلثوم و حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں ان تینوں میں اختلاف ہے کہ بڑی کونسی ہیں پھر عبد اللہ
پیدا ہوئے طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے انکا بھی بچپن میں
انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہ سے ہیں پھر سنہ آٹھ ہجری میں حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ
کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیر خوارگی میں انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات
کے وقت زندہ تھیں چھ ماہ بعد وفات کر گئی تھیں اعمام حضرت حمزہ رضؓ حضرت عباس رضؓ
ابو طالب رضؓ ابو لہب زبیر عبد الکعبہ حارث مقوم بعض نے یہ دونوں نام ایک ہی کی بتلائی
ہیں ضرار قثم مغیرہ عیداق بعض نے ان دونوں کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے
یا دس اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہ حضرت عباس بعض نے اور بھی اعمام لکھے
ہیں عمات حضرت صفیہ یہ اسلام لائیں عاتکہ اروی ان دونوں کے اسلام میں اختلاف

ہے برہ امیمہ ام حکیم موالی یعنی غلام و کنیز حضرت زید بن حارثہ اسلم ابو رافع ثوبان ابو کبشہ سلیم شقران رباح یسار مدعم کرکرہ انجشہ سفینہ انیسہ افلح عبیدہ طہمان کیسان ذکوان مہران مروان بعض نے یہ پانچوں ایک ہی کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہیں حنین سندر فضالہ مابور واقد ابو واقد قسام ابو عسیب ابو مویہبہ یہ سب غلاموں کے نام ہیں اور کنیزیں تھیں سلمٰی ام رافع میمونہ بنت سعد خضیرہ رضوی ریشحہ ام ضمیر میمونہ بنت ابی عسیب ماریہ ریحانہ خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنیوالے حضرت انس اکثر کام ان کے متعلق تھے حضرت عبداللہ بن مسعود نعل و مسواک کی خدمت ان کے سپرد تھی حضرت عقبہ بن عامر جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلال موذن آمد و خرچ ان کی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابو ذر غفاری ایمن بن عبید ان کے متعلق وضو و استنجا کی خدمت تھی اور اونکی والدہ ام ایمن معیقیب ان کے پاس انگشتری رہتی۔ موذنین کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم اور ایک قبا میں حضرت سعد القرظ ایک مکہ میں حضرت ابو محذورہ حارسین یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق میں اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا کاتبین یعنی آپ کے منشی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہ رضؓ حضرت عمرو بن العاص حضرت ابی بن کعب حضرت عبداللہ بن ارقم حضرت ثابت بن قیس بن شماس حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت خالد بن الولید حضرت خالد بن سعید بن العاص حضرت معاویہ بن ابی سفیان حضرت زید بن ثابت اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے ضارب اعناق یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارتے تھے حضرت علی رضؓ حضرت زبیر بن عوام حضرت مقداد بن عمرو

حضرت محمد بن مسلمہ حضرت عاصم بن ثابت ضحاک بن سفیان شعراو خطبا یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنیوالے حضرت کعب بن مالک حضرت عبد اللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت ثابت قیس بن شماس تھے من المواہب۔

تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَۃٍ[1] إِلَیْھِنَّ تُعْزَی الْمَکْرُمَاتُ وَتُنْسَبُ	[1] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیاں چھوڑ کر وفات فرمائی کہ اون کی طرف
فَعَائِشَۃُ[2] مَیْمُوْنَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ تَتْلُوْھُنَّ ھِنْدُ وَزَیْنَبُ	امور شریفہ منسوب کئے جاتے ہیں [2] وہ۔۔ ہیں اور میمونہ ہیں اور صفیہ ہیں اور حفصہ ہیں اون کے
جُوَیْرِیَۃُ[3] مَعْ رَمْلَۃٍ ثُمَّ سَوْدَۃُ ثَلَاثٌ وَسِتٌّ ذِکْرُھُنَّ مُھَذَّبُ	بعد ہند اور زینب ہیں [3] اور جویریہ ہیں اور رملہ ہیں پھر سودہ ہیں یہ کل نو ہوئیں کہ اون کا ذکر منقح ہے
فَصَلَّی[4] عَلَیْہِ اللّٰہُ مَا دَامَ شَارِقٌ مِنَ الشَّرْقِ یَشْرُقُ ثُمَّ فِی الْغَرْبِ یَغْرُبُ	[4] سو اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے جب تک آفتاب مشرق سے نکلے اور مغرب میں غروب ہو ۱۲ منہ + +

فصل[5] ستائیسویں وفات شریف سے آپ پر اور آپکی اُمت پر نعمت

ورحمت الٰہیہ کے تام اور کامل ہونمیں ہر چند کہ یہ واقعہ طبعاً وفطرۃً ایسا جان فرسا دہوش ربا ہے کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہو مگر آپ کی شان رحمۃ للعالمین ہونیکی ایسی مطلق ہے کہ اس واقعہ میں بھی اوسکا ظہور بدرجہ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی امت کیلئے مظہر رحمت الٰہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہیں تو خود کسدرجہ مورد رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کیلئے بھی نعمت عظمیٰ ہوئی چنانچہ شرعاً ونصاً روایات ذیل سے یہ دونوں دعوے ثابت ہیں اسلئے عقلاً بھی یہ دلائل فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہاں اسکا مختصراً بیان کیا جاتا ہے ورنہ خوشی میں غم کا کیا ذکر پہلی روایت طبرانی نے حضرت جابر رض سے روایت کیا کہ جب سورہ اذا جاء نصر اللہ

[5] ہذا للمؤلف ۱۲ منہ [6] اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہیں ۱۲ منہ

نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے
فرمایا کہ مجکو میری موت کی خبر (اشارۃً) سنائی گئی ہے تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔
وللآخرۃ خیر لک من الاولی۔ یعنی آخرت آپ کیلئے دنیا سے زیادہ بہتر
(اور نافع) ہے ف اسمیں تصریح ہے کہ ملاء اعلیٰ کا سفر آپ کیلئے زیادہ نافع ہے کہ
اوسمیں قرب بلا حجاب ہے حق تعالیٰ کا اور سرور اتم ہے اپنے مقام کی نعمتوں کے
مشاہدہ کا دوسری روایت بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید رضؓ خدری سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات میں) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ
نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب و زینت اور اپنے پاس کی چیزوں کے درمیان میں اختیار
دیا اور اوس بندہ نے خدا تعالیٰ کے پاس کی چیزوں کو ترجیح دی تو حضرت ابوبکر رضؓ
رونے لگے تو (ہم لوگوں کے سمجھ میں بعد میں آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے
اس بندہ سے جسکو اختیار دیا گیا جسکو ابوبکر رضؓ سمجھ گئے ف اس سے بھی نصاً ثابت ہوا
کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہے کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہے خیریت
آخرت کی تیسری روایت شیخین نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض میں اختیار دیا جاتا ہے
کہ دنیا میں رہیں یا آخرت میں اور آپکو مرض وفات میں کھانسی اوٹھتی تھی اور یوں فرماتے
تھے مع الذین انعمت علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین یعنی
اون لوگوں کے ساتھ (رہنا چاہتا ہوں) جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے کہ وہ نبی
ہیں اور صدیق ہیں اور شہید ہیں اور صالح ہیں پس مجکو یقین ہو گیا کہ آپ کو اختیار
دیا گیا ہے (جسپر آپنے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعویٰ مقصود میں نص ہے:۔
چوتھی روایت شیخین نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت میں
فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی وفات ہوتی ہے اوسکا مقام جنت میں رہنے کا دکھلا کر
اختیار دیدیا جاتا ہے جب آپ پر مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اوٹھا کر فرماتے
تھے اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ یعنی اے اللہ عالم بالا کے رفقاء کو اختیار

کرتا ہوں اور صحیح ابن حبان میں رفیق اعلیٰ کے بعد یہ زیادت بھی مرفوعاً وارد ہے
مع جبرئیل ومیکائیل واسرافیل ف یہ بھی مثل احادیث بالا کے مقصود میں صریح ہے
پانچویں روایت عبد الرزاق نے طاؤس سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو دو اختیار دئے گئے ایک یہ کہ دنیا میں اتنا رہوں
کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھوں دوسرے یہ کہ (آخرت کو چلنے میں) تعجیل کروں
میں نے تعجیل ہی کو اختیار کیا ف جو اوپر ہے وہ یہاں بھی ہے بلکہ اوس سے
بھی زیادہ صریح ہے کہ وہاں تو تخییر صحابہ نے سمجھی تھی یہاں خود آپ ہی کے ارشاد
سے منقول ہے چھٹی روایت بیہقی کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضرت ملک الموت
نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجکو بھیجا ہے اگر آپ فرمائیں تو روح قبض کروں اور اگر
آپ فرمائیں تو چھوڑ دوں مجکو حکم ہے کہ آپ کے حکم کی اطاعت کروں آپ نے جبرئیل
علیہ السلام کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے آپ نے ملک الموت کو قبض روح کی اجازت
دی بیہقی نے إنّ اللہ قد اشتاق الی لقائک کی تفسیر میں کہا ہے معناہ
قد اراد لقائك بان یردك من دنیاك الی معادك زیادة فی قربك وکرامتك
ف اس سے بھی آخرت کے سفر کا راجح ہونا ظاہر ہے کہ وہ مرتب ہے اشتیاق
حق تعالیٰ پر بالمعنی اللائق بہ تعالیٰ کما ذکرہ البیہقی پس جس طرح آپ نے سفر آخرت کو
پسند فرمایا حق تعالیٰ نے بھی آپ کیلئے اوسی کو پسند فرمایا (کلہ من المواھب و
المشکوٰۃ) ساتویں روایت مسلم میں حضرت انس رض سے ایک طویل حدیث میں
جسمیں ام ایمن رض آپ کو یاد کر کے رونے لگیں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا
قول مروی ہے کہ تم کیوں روتی ہو کیا تمکو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کے پاس کی نعمتیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے (یہاں سے) بہتر ہیں اور اونھوں نے بھی تصدیق
کی پھر رونیکی یہ وجہ بتلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہوگئی سو وہ دونوں حضرات
بھی رونے لگے ف اس حدیث سے بھی تین صحابیوں کا اتفاق مدعائے مقام پر

ثابت ہوا آٹھویں روایت امام مسلم نے ابوموسی رضہ سے روایت کیا ہے[۵] کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی امت پر رحمت کرنیکا ارادہ فرماتے ہیں تو اوس امت کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دیدیتے ہیں اور اوس پیغمبر کو اوس امت کیلئے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیجدیتے ہیں اور جب کسی امت کے ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اوسکو سزا دیتے ہیں اور اوسکو ہلاک کردیتے ہیں اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہے سو اوسکے ہلاک ہونے سے اوس پیغمبر کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں چونکہ اون لوگوں نے اوس پیغمبر کی تکذیب اور نافرمانی کی تھی **ف** اس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا امت کے حق میں علامت رحمت ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات میں خود آپ کے حق میں اتم نعمت ہونا ثابت ہوا نویں روایت حضرت ابن عباس رضہ سے اُس حدیث میں جسمیں آپ اون لوگوں کا ثواب بیان فرما رہے تھے جنکی اولاد بچپن میں مرجاتی ہے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضہ نے پوچھا کہ جسکا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپ نے فرمایا اپنی امت کیلئے میں آگے جاتا ہوں کیونکہ میری (وفات کی) برابر اون پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت امت کیلئے معلوم ہوئی کہ اوسپر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوے دسویں روایت ابن ماجہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے وہ میری (وفات کے واقعہ) مصیبت کو یاد کرکے تسلی حاصل کرے **ف** اسمیں ثواب کے علاوہ ایک اور حکمت تسلی کی معلوم ہوئی:۔ گیارہویں روایت قیس بن سعد سے روایت ہے کہ میں مقام حیرہ میں ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھکر آیا اور حضور میں عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اوسکو بھی سجدہ کروگے میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو

[۵] فی باب قبل باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ف مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمہارے اقرار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسجودیت کیلئے حیات شرط ہے اور ظاہر ہے کہ حی حقیقی حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تو بس سجدہ اوسی کو زیبا ہے اس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر میں زندہ رہتے تو عجب نہیں ہزاروں نادانوں کو شبہ الوہیت کا آپ پر ہوجاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال اور اوس سے عدم الوہیۃ پر استدلال ظاہر ہوگیا اور امت کیلئے یہ بڑی رحمت ہے۔ بارھویں روایت حضرت عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ آپ کے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نور سب میں ہے سو جو شخص اون کے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے روایت کیا اسکو رزین نے ف یہ اختلاف فروع اجتہادیہ میں وجوہ دلالت نصوص کے اختلاف سے ہے جسمیں ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہے سو یہ رحمت ہے کہ اسمیں امت کو سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف موقوف ہے اجتہاد پر اور اگر حضور تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ میں نص حاصل ہوسکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث مذکور ہے کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سات روایتوں سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپ کی توجہ ملاء اعلیٰ کی نعمت ہونے کی وجہ اور اخیر کی پانچ روایتوں سے امت کے حق میں اوسکی رحمت ہونے کی وجہ ثابت ہوتی ہیں لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہیں ہے اول تو خود روایات بالا میں بعض حکمتیں خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہیں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیا علیہم السلام کے اکمل البشر ہیں علاً بھی عملاً بھی قالاً بھی اون سے اضطراب کے اقوال وافعال صادر ہوتے

اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکا رثابت ہے چنانچہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ کے اخیر وقت میں جبریل علیہ السلام نے کہا ھذا آخر موطئی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمین پر یعنی وحی لیکر اس کے سیاق سے تاسف ظاہر ہے اور ابو نعیم نے حضرت علی رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب روح قبض ہوئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور میں نے آسمان سے آواز سنی وا محمداہ اس سے بکا عزرائیل ؑ کا ثابت ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضؓ سے آپ کی وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کیلئے اصحاب کے پاس آنا اور اُن کا رونا روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہوں اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے افضل ہوتے ہیں تو اونکا رونا ملائکہ کے رونے سے بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہے اسکے مصیبت ہونے کی تیسرے روایات میں مصیبت ہونیکی وجوہ کی تصریح بھی ہے چنانچہ مرفوع حدیث میں مسلم نے ابو موسی اشعری رضؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کیلئے سبب امن ہوں جب میں چلا جاؤنگا تو موعودہ بلائیں (فتن و حروب) اون پر آدینگی اور میرے اصحاب میری امت کیلئے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جاوینگے تو موعودہ بلائیں (بدعات و شرور) امت پر آوینگی اور موقوف حدیث میں اوپر ساتویں روایت میں حضرت ام ایمن کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہوگئی جس نے حضرت ابو بکر رضؓ و عمر رضؓ کو بھی رلا دیا آچکا ہے یہ تینوں امر اسکے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہیں اور ایک واقعہ کا مختلف حیثیتوں میں مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہیں ہے اس تحقیق کے بعد مختصراً واقعہ بیان کیا جاتا ہے :-

آپ کا ابتداءِ مرض حضرت میمونہ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینب بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہ کے گھر (یہ آپ کی کنیزک تھیں)

اور پیر کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک بدھ کے دن اور کل مدت مرض بعض نے تیرہ دن کہے ہیں بعض نے چودہ بعض نے بارہ بعض نے دس میرے نزدیک اس اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ مرض کی بالکل ابتدار کو بعض لوگ خفیف سمجھکر شمار نہیں کرتے بعض لوگ شمار کرتے ہیں اب سب اقوال جمع ہو جاوینگے اور مرض درد سر سے شروع ہوا اور اوسمیں بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیبر میں یہودیوں نے گوشت میں زہر دیا تھا اور آپ نے تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپنے اس مرض میں یہ بھی فرمایا کہ اوس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اوس نے اپنا پورا کام کر دیا ہے تو اس معنی کر حضور کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعود رضہ اور بھی بعض سلف اسکے قائل تھے اور بعض ضعیف روایات میں آپ کا مرض ذات الجنب آیا ہے اور بعض روایات میں خود آپ کے ارشاد سے اسکی نفی آئی ہے بعض علمار نے وجہ جمع میں یہ کہا ہے کہ ذات الجنب کا اطلاق دو مرضوں پر آتا ہے ایک ورم حار سے ہو دوسرا جو اضلاع کے درمیان ریح کے احتباس سے ہو اول کی نفی ہے دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعد کی روایت میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا اوسمیں شدت ہو گئی جب مرض میں شدت ہوئی حضرت ابو بکر رضہ کو نماز پڑھانیکا حکم فرمایا اور اونھوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں اور درمیان میں ایک وقت نہایت تکلف سے آپ نے بھی بیٹھکر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہ رضہ کے رنج و غم کو سنکر باہر مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھکر بہت سے وصایا و نصائح ارشاد فرمائیں اور واحدی نے عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے قریب زمانہ وفات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہ رضہ کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی خبر سنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کس کپڑے میں دیں فرمایا میرے ان ہی

کپڑوں میں (آپکا لباس ردا اور ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑوں میں یا یمانی چادر جوڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھیگا فرمایا جب غسل کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھکر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھیں گے پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھیں پھر اون کی عورتیں پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر میں کون اوتاریگا آپ نے فرمایا میرے اہل بیت اور اونکے ساتھ ملائکہ ہونگے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ مسجد میں حضرت ابوبکرؓ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اوٹھایا اور صحابہ کو دیکھکر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اسوقت صحابہ کی بیتابی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز مین کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لیگئے۔

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفات[ف] آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت و دہشت کہ بعضوں کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش میں نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص آپ کے غسل و کفن و صلوٰۃ و دفن کے خفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو آپ کو قیاس اسلئے نہیں کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتیں واقع میں بھی ثابت ہوئیں اور نص اسلئے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے تمام سوالات کی طرح اسکو تحقیق نہیں کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا

ف اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اوس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ + +

نام بھی زبان پر لاویں گو مستقل مزاج مخصوصین و مقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آئیندہ حفاظت کے انتظام کی جدا فکر تھی اور واقع میں یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بنا کر اوسپر مجتمع و متفق ہو جانے پر کچھ دیر اسمیں لگی پھر نماز آپ کی لوگوں نے متفرق طور پر پڑہی کیونکہ اسمیں جماعت نہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسمیں دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اسلئے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہو جاویں ان مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن میں توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہار شنبہ کو دفن کیئے گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یوم منگل میں دفن ہوئے اور ایک تیسری روایت میں ہے کہ یوم بدھ میں دفن ہوئے مگر یہ دونوں روایتیں بھی پہلی روایت پر محمول ہیں اسطرح سے کہ عرب کے حساب میں رات شروع ہو جانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہیں پس اس بنا پر شب مذکور کو یوم منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہوش ربا تھا اوسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینوں کی بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت میں یہ استقلال یہ بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا اور خشک مزاج خالی و مانع معترض کو اسکا کیا ذوق ہو سکتا ہے ؎

آے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست ٭ حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر ہوا کہ آپ کے کپڑے مثل اموات کے اوتارے جاویں یا مع کپڑوں کے غسل دیں جب اسمیں اختلاف ہوا اللہ تعالیٰ نے اونپر نیند کو مسلط کیا اور

گھر کے گوشہ سے ایک کلام کرنے والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے کہ مع کپڑوں کے غسل دو پس قمیص کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ اوسوقت ایک تیز خوشبو دار ہوا اوٹھی اھ پھر آپ کا کرتہ نچوڑ دیا گیا اور آپ کے کفن میں بہت سے اقوال ہیں ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو سب سے اصح کہا ہے کہ آپ کو تین سفید یمانی کپڑوں میں کفن دیا گیا جنمیں قمیص اور عمامہ نہ تھا کسی نے لوگوں کا قول نقل کیا کہ دو سفید کپڑے اور ایک مخطط اُنھوں نے کہا کہ مخطط کپڑا لایا تو گیا تھا مگر واپس کر دیا گیا اور اوسمیں آپ کو کفن نہیں دیا اور شیخین کی یہ بھی روایت ہے کہ وہ تینوں کپڑے سوت کے تھے (اور حنفیہ نے قمیص کو اسلیے مسنون کہا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میّت کو قمیص دیا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے) اور حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جسمیں نفی قمیص کی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قمیص میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا وہ نکال لیا گیا تھا نووی نے اسکو صواب کہا اور عقلی وجہ سے بھی اسکو ترجیح دی ہے کہ اگر وہ رہتا تو تمام اوپر کا کفن تر ہو کر خراب ہو جاتا اور ابوداؤد کی روایت کو جسمیں دو کپڑے اور وہ قمیص جسمیں آپ کی وفات ہوئی مروی ہیں یزید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ تیار کر کے گھر میں گیا تو اول مردوں نے گروہ گروہ ہو کر نماز پڑھی پھر عورتیں آئیں پھر بچے آئے اور اس نماز میں کوئی امام نہیں ہوا پھر دفن میں کلام ہوا تو حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیا کی روح اوسی جگہ قبض کرتے ہیں جہاں وہ انبیا دفن ہونا پسند کرتے ہیں آپ کو اوس جگہ دفن کرو جہاں آپ کا بستر تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کا مدفن اونکا محل وفات ہی ہو بلکہ صرف محل وفات

میں دفن کا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ دفن کردیں تو اور بات ہے) اور حضرت ابوطلحہ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف میں چار حضرات نے اوتارا حضرت علی رضہ حضرت عباس رض اور دو صاحبزادے حضرت عباس رضہ کے قثم اور فضل اور آپ کی لحد پر نو اینٹیں کچی کھڑی کیگئیں اور شقران نے کہ آپ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے اپنی رائے سے ایک کھیس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف میں بچھا دیا تھا مگر ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلال رضہ نے ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرھانیکی طرف سے شروع کیا اور بخاری میں سفیان تمار سے روایت ہے کہ اونھوں نے آپ کی قبر شریف کوہان کے شکل کی دیکھی اور دارمی نے حضرت انس رضہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اقبح اور تاریک تر نہیں دیکھا ترمذی نے اون سے روایت کیا ہے کہ جس روز حضور مدینہ میں تشریف لائے ہیں اوسکی ہر چیز روشن ہوگئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہے اوسکی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہنوز دفن کر کے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب میں ہمنے تغیر پایا (اسکا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے یا عمل میں فرق آگیا بلکہ آپ کی قرب وصحبت ومشاہدہ کی ساتھ جو انوار خاص تھے وہ نہ رہے اور شیخ کامل سے قرب وبُعد میں تفاوت اب بھی مشاہد ہے) اور قبر شریف کی زیارت میں صحیح حدیثیں آئی ہیں چنانچہ دارقطنی نے ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور عبدالحق نے اپنے احکام وسطیٰ وصغریٰ میں اسکو روایت کر کے اس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل ہے اسکی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا من جاءنی زائراً لا تحملہ حاجتہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعاً لہ یوم القیامۃ اسکو ابن السکن نے

صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثیں اس باب میں کثیر ہیں اور تعدد طرق وتقوی باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ اون کے ضعف کا جابر ہو سکتا ہے یہ تو فتوی استدلال تھا اور ذوق اس فتوی کو یہ کہکر قوی کرتا ہے ؎

عَلٰی رَبْعِ العَامِرِیَّۃِ وَقْفَۃٌ لِیُمْلِیَ عَلَیَّ الشَّوْقُ وَالدَّمْعُ کَاتِبُ وَمِنْ مَذْھَبِیْ حُبُّ الدِّیَارِ لِاَھْلِھَا وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشِقُوْنَ مَذَاھِبُ	؎ لیلیٰ عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھپر لازم ہے تاکہ شوق مجھکو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو ؎ اور میرا مذہب ہے گھروں سے محبت کرنا گھروالونکے علاقہ سے اور لوگوں کے اپنی محبوب چیزونکے باب میں مختلف مذاہب ہیں ۱۲ منہ

اور ایک حدیث میں جو وارد ہے۔ لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہاں استثنا مفرغ ہونے سے مستثنے منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے استثنار کے چونکہ اصل اسمیں متصل ہے وہ مستثنے کی جنس سے ہوگا اور جسقدر اقرب فی التجانس ہوگا وہ احق بالتعیین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلثہ کی ظاہر ہے کہ مفہوم مسجد ہے پس تقدیر اسطرح ہوگی لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد اس صورت میں مطلقًا مشاہد ومقابر کی طرف سفر کرنا حدیث مذکور میں مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تائید اسکی ایک صریح حدیث سے ہوتی ہے جسکو مولانا مفتی صدر الدین خاں دہلوی مرحوم ومغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال میں اسطرح نقل کیا ہے فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان یشد رحالہ الی مسجد یبتغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ہذا اھ اور معنی اسکے یہ ہیں کہ دوسرے مساجد کی طرف جنمیں کہ تضاعف ثواب کا وعدہ نہیں ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہاں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا تقول علی الشارع ہے اسلیئے منہی عنہ ہے اور مقابر خاصہ میں برکات خاصہ ثابت ہیں پھر زوروا القبور میں بھی اطلاق اذن ہے البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ اور مفاسد لازم نہ آویں خوب سمجھ لو من المواھب لصفیۃ رمز۔

ألا يا رسول الله كنت رجاءنا
وكنت بنا برا ولم تك جافيا
وكنت رحيما هاديا ومعلما
ليبك عليك اليوم من كان باكيا
فدى لرسول الله أمي وخالتي
وعمي وخالي ثم نفسي وماليا
فلو أن رب الناس أبقى نبينا
سعدنا ولكن أمره كان ماضيا
عليك من الله السلام تحية
وأدخلت جنات من العدن راضيا

۱ے یارسول اللہ آپ ہمارے امیدگاہ تھے اور آپ ہمپر شفیق تھے اور سخت نہ تھے ۲ے اور آپ رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جسکو رونا ہو آج آپ پر روئے ۳ے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری ماں اور خالہ اور چچا اور ماموں پھر میری جان اور مال ۴ے سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے لیکن اوسکا حکم نافذ ہونے والا ہے ۵ے آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیت ہو اور آپ جنات عدن میں راضی ہو کر داخل کئے جاویں ۱۲ منہ

فصل اٹھائیسویں آپ کے عالم برزخ میں تشریف رکھنے کے متعلق بعض احوال و فضائل میں۔ پہلی روایت۔ ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں کذا فی المواہب دوسری روایت مشکوٰۃ میں حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسد کو کھا سکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور اونکو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ف بس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اوس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہدا کے لئے بھی حیات بطور مرزوقیت وارد ہے مگر انبیا علیہم السلام میں اون سے اکمل و اقوی ہے اور تیسری روایت بیہقی وغیرہ نے حدیث انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کذا فی المواہب ف یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کیلئے ہے اور اس

حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوۃ میں
بیہقی سے بروایت حضرت انس رض خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے
کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اوسکو میں خود سن لیتا ہوں اور جو
شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجکو پہنچائی جاتی ہے یعنی بذریعہ فرشتوں کے
جیسا مشکوۃ ہی میں نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعود رض آپ کا ارشاد
مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملئکہ زمین میں سیاحت کرنے والے مقرر ہیں کہ میری
امت کی طرف سے مجھکو سلام پہونچاتے رہتے ہیں۔ چوتھی روایت مشکوۃ میں نبیہ
بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہ رض کے پاس آئے اور
حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن
ایسا نہیں آتا جسمیں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے
ہیں یہانتک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے
اوسی طرح کے اور اوترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں یہانتک کہ جب (قیامت کے
دن زمین قبر کی شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کی ساتھ باہر تشریف لاوینگے
کہ وہ آپ کو لے چلینگے روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** اس سے آپ کا شرف
عظیم برزخ میں ظاہر ہے پانچویں روایت مشکوۃ میں ابوداؤد و بیہقی سے بروایت
ابوہریرہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھپر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھپر میری
روح کو واپس کر دیتا ہے یہانتک کہ میں اوسکے سلام کا جواب دیتا ہوں **ف** اس
سے حیات میں شبہ نکیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت
میں مستغرق تھی جسطرح کہ دنیا میں نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اُس سے
افاقہ ہو کر سلام کی طرف متوجہ ہو جاتا ہوں۔ اسکو رد روح سے تعبیر فرما دیا کذا فی اللمعات
تلخیص مجموعۂ روایات سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپکے
یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا غذا مناسب اوس

عالم کے نوش فرمانا سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے یقظہ میں آپکا کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار واخبار میں مذکور ہے اور حالت رؤیا وکشف میں تو ایسے واقعات حصر واحصار سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت میں اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نکیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو پھر خصوصاً روح مبارک کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یامسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیاناً کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جاوے۔

من الروض

تَاللّٰهِ اُقْسِمُ مَا وَافَاكَ مُنْكَسِرٌ
اِلَّا وَاَصْبَحَ مِنْهُ الْكَسْرُ يَنْجَبِرُ
وَلَا احْتَمٰى بِحِمَاكَ الْمُحْتَمِىْ فَزَعًا
اِلَّا وَعَادَ بِاَمْنٍ مَا لَهٗ خَطَرُ
وَلَا اَتَاكَ فَقِيْرُ الْحَالِ ذُوْ اَمَلٍ
اِلَّا وَفَاضَ مِنَ الْاٰثَارِ لَهٗ نَهَرُ
وَلَا اَتَاكَ امْرُءٌ مِّنْ ذَنْبِهٖ وَجِلٌ
اِلَّا وَعَادَ بِعَفْوٍ وَهُوَ مُغْتَفَرُ
وَلَا دَعَاكَ لَهِيْفٌ عِنْدَ نَازِلَةٍ
اِلَّا وَلَبَّاهُ مِنْكَ الْعَوْنُ وَالْيُسُرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

لہ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کیلئے عرض کرنیکو) نہیں پہونچا مگر اوسکی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۲ہ اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپ کے دربار میں پناہ لی مگر امن وامان کے ساتھ واپس ہوا اس حالت کہ اسکو (اپنی حاضری پر) شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام جاکر ہوتی ہے) ۳ہ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کیلئے عرض کرنیکو) حاضر ہوا مگر اوسکے نشان قدم ہی سے اوسکے لئے نہر (حوائج کی) جاری ہوگئی (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۴ہ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا (دعائے مغفرت کیلئے عرض کرنیکو) آیا مگر وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا گیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۵ہ اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کیوقت آپکو (مزار پر حاضر ہوکر دعا کیلئے) پکارا مگر آپکی جانب سے عون اور آسانی نے اوسکو جواب دیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا) ۱۲ منہ

فصل ونتیسویں[29] آپ کے اون بعض فضائل مختصہ میں جو میدان قیامت

میں ظاہر ہوں گے۔ پہلی روایت حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سردار ہوں گا اولاد آدم کا (یعنی کل آدمیوں کا) قیامت کے روز اور میں اون سب میں پہلا ہوں گا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اول میں قبر سے اوٹھوں گا اور سب (شفاعت کرنیوالوں) سے پہلا شفاعت کرنیوالا ہونگا اور سب سے اول میری شفاعت قبول کیجاویگی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک حدیث میں جو قیامت میں صعقہ سے سب سے اول موسیٰ علیہ السلام کا ہوش میں آنا آیا ہے سو یہ وہ صعقہ نہیں ہے جسکے بعد بعث ہوگا کہ اوسمیں حضور سب سے مقدم ہیں بلکہ بعد بعث کے ایک صعقہ فزع ہوگا جیساکہ آپ کا فاکون اوّل من یفیق فرمانا اسکا قرینہ ہے سو اوسمیں موسیٰ علیہ السلام مقدم ہوں گے جس میں احتمال یہ ہے کہ وہ کسی عارض سے ہو جسکی طرف خود اوس حدیث میں بھی اشارہ ہے۔ فلا ادری احوسب بصعقة الطور الخ یعنی طور پر بیہوش ہو جانیکے عوض میں شاید اسوقت بیہوش نہ ہوئے ہوں یا پہلے ہوش میں آگئے ہوں جیسا عنقریب[ف] ابراہیم علیہ السلام کے تقدم فی اللباس کی وجہ اسی کی نظیر آتی ہے دوسری روایت حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب پیغمبروں سے زیادہ ہوں گا اس بات میں کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہوں گے اور میں سب سے اول دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاونگا روایت کیا اسکو مسلم نے تیسری روایت مواہب میں ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن مرہ حضرمی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں (قیامت کے روز) براق پر ہوں گا اور تمام انبیا میں سے اوس روز میں اسکیساتھ مختص ہونگا چوتھی روایت حضرت جابر رضؓ سے ایک حدیث میں جسمیں خصائص کا ذکر ہے یہ جملہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہے کہ مجکو شفاعت (کبریٰ) عطا کیگئی ہے (جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کیلئے ہوگی اور وہ آپ ہی کی ساتھ مخصوص ہے) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم

ف- یعنی اسی فصل کی ساتویں روایت میں ۱۲ منہ +

نے پانچویں روایت حضرت ابوسعید رض سے منجملہ خصائص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ میرے ہاتھ میں (قیامت کے روز) لواء الحمد ہوگا اور میں فخر کی راہ سے نہیں کہتا اور جتنے نبی ہیں آدم بھی اور اون کے سوا اور بھی وہ سب میرے اوس لواء کے نیچے ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے چھٹی روایت حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا جب لوگ مبعوث ہوں گے اور میں اون کا پیشرو ہوں گا جب حق تعالیٰ کی پیشی میں آوینگے اور میں اون کی طرف سے (شفاعت کیلئے) بات چیت کروں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور اون سب میں مجھسے شفاعت کیلئے درخواست کیجاویگی جب وہ (موقف میں حساب سے) محبوس کئے جاوینگے اور میں اون کا بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ ناامید ہوجاوینگے اور کرامت (اور ہر خیر) کی کنجیاں اوس دن میرے ہاتھ میں ہونگی اور لواء الحمد اوس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہوں گا ایک ہزار خادم (میرے اکرام وخدمت کیلئے) میرے پاس آمد ورفت کرینگے (اور ایسے حسین ہوں گے) گویا کہ وہ بیضے ہیں جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہوں یا موتی ہین جو بکھرے پڑے ہوں روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی نے ف اور فصل سابق کی چوتھی روایت میں قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتوں کا آپ کے جلو میں ہونا مذکور ہوچکا ہی ساتویں روایت حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ مجکو جنت کے جوڑوں میں ایک جوڑہ پہنایا جاویگا پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلائق میں سے بجز میرے اوس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے ف لمعات میں ہے کہ غالبًا یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام محمود کی ابن مسعود ومجاہد سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباس رض سے کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب میں مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعود رض کی حدیث میں جسکو دارمی نے روایت

کیا ہے جو یہ ایا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد لباس پہنایا جاویگا تو خود اس حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے نکلنے کے وقت نہیں ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اوسمیں ہے و یجاء بکم حفاۃ پس تطبیق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اوسمیں حضور مقدم ہیں اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اوسمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام مقدم ہوں گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اونکو بقول مورخین نمرود نے اگ میں زائد زائد کپڑے اوتار کر ڈالا تھا یہ اوسکا صلہ ہو بہر حال انشقاق ارض کے بعد لباس عطا ہونے میں حضور ہی مقدم ٹھہرے آٹھویں روایت حضرت ابو ہریرہ رضہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط میں پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولوں سے پہلے میں اپنی امت کو لیکر گذرونگا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے نویں روایت حضرت سمرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اسکا فخر کرینگے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہیں اور مجکو امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آوینگے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی) روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے آپکی حوض کا اوروں کی حوض سے پر رونق زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپ کے خصائص میں سے ہے دسویں روایت حضرت انس رضہ سے ایک حدیث طویل میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اذن بالشفاعت کے متعلق) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب میں ایسے مضامین حمد و ثنا کے القا فرماوینگے کہ اب میرے ذہن میں حاضر نہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ف** یہ علمی فضیلت آپ کی اوس روز ظاہر ہوگی کہ ذات و صفات کے متعلق ایسے وسیع معلومات کیساتھ آپ خاص ہوں گے یہ سب حدیثیں بجز تیسری روایت کے مشکوۃ میں ہیں

من القصیدہ

۱ہ هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
۲ہ دَعَا إِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُونَ بِهِ
مُسْتَمْسِكُونَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ
۳ہ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي مَعَادِي آخِذًا بِيَدِي
فَضْلًا وَإِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ
۴ہ يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ
۵ہ وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِي
إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ
۶ہ يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِي مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ
إِنَّ الْكَبَائِرَ فِي الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ
۷ہ لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّي حِينَ يَقْسِمُهَا
تَأْتِي عَلَى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱ہ وہی ہے ایسا محبوب خدا تعالیٰ کا کہ اوسکی شفاعت کبریٰ کی امید کیجاتی ہے ہر ہول کیلئے ہولہائے روز قیامت سے جنمیں آدمی بزور داخل کئے جاوینگے ۲ہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا سو جس نے آپ کے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اوسنے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی (بلکہ قیامت میں بھی وہ ذریعۂ شفاعت بنے گی) ۳ہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل و کرم وانداز عہد میری دستگیری آخرت میں نہ فرمائیں گے تو کہیو کہ افسوس میری لغزش قدم پر (کہ کیوں اعمال صالحہ نہ کیے) ۴ہ اے بزرگترین مخلوقات بوقت نزول حادثۂ عظیم و عام کے آپکے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جسکی میں پناہ لوں (صرف آپکا ہی بھروسہ ہے) ۵ہ اور ہرگز تنگ نہوگا عرصۂ قدر و منزلت آپکا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اوسوقت کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا ۶ہ اے میرے نفس اوس گناہ کے سبب جو بڑا ہے عفو سے ناامید مت ہو کیونکہ بے شک گناہاں کبیرہ درباب بخشش مثل صغیرہ ہیں ۷ہ امید ہے کہ میرے پروردگار کی رحمت جب وہ اوسکو اپنے بندوں پر تقسیم کریگا تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ میں آویگی ۱۲ عطر الوردہ

فصل تیسویں (۳۰) آپ کے اون بعض فضائل مختصہ میں جو جنت میں ظاہر ہوں گے

پہلی روایت مشکوٰۃ میں حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤنگا اور اوسکو کھلواؤنگا خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہیں میں کہونگا کہ محمدؐ ہوں وہ کہیگا کہ آپ ہی کی نسبت مجکو حکم ہوا ہے کہ آپ کے قبل کسی کیلئے نہ کھولوں روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری روایت امام احمد نے حضرت انس رضہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک

نہر ہے جنت میں کہ مجکو میرے رب نے عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید
اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور بخاری کی روایت میں حضرت عائشہ رضؓ سے ہے کہ آپنے
یہ بھی فرمایا کہ اوسکی دونوں کناروں پر مجوف موتی ہیں اوسمیں برتن (پانی پینے کے)
اسقدر پڑے ہیں جتنے ستارے اور نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ رضؓ یہ ہے
کہ وہ وسط جنت میں ہوگی اور اوسکے دونوں کناروں پر موتی اور یاقوت کے
محل ہیں اور اوسکی مٹی مشک ہے اور اوسکے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں
اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت میں ابن عمر رضؓ سے اسطرح ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اوسکے دونوں کنارے
سونیکے ہیں اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضؓ
سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہے جنت میں اوسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہے
اوسکے دونوں کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیا کے قبل اوسکی ساتھ خاص فرمایا ہے اور ترمذی
کی روایت میں حضرت انس رضؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کوثر ایک نہر ہے جنت میں اوسمیں پرندے ہیں جیسے اونٹوں کی گردنیں حضرت
عمر نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہیں آپ نے فرمایا کہ اُنکے کھانیوالے اُن سے بھی
زیادہ لطیف ہیں **ف** یہ نہر جنت میں اُس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت میں
ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اوس حوض میں اسی نہر سے پانی گریگا
اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالوں سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونیکا
ہوگا جنت کا پانی اوس حوض میں پہونچیگا مجموعہ روایت شیخین سے اون پرنالوں
سے اسی نہر کا پانی جانا ثابت ہوتا ہے اور ان سب روایات کے مجموعہ سے چند
صفاتِ فاضلہ اوس نہر کی اور خاص ہونا اوسکا حضور کی ساتھ یہ سب واضح ہے
تیسری روایت مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنا کرو تو جو وہ

کے تم بھی کہا کرو پھر مجھپر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھپر ایک درود بھیجتا ہے اوسپر
اللہ تعالیٰ دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ
جنت میں ایک درجہ ہے کہ تمام بندگان خدا میں سے اوس کا مستحق ایک ہی بندہ
ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا سو جو شخص میرے لئے
وسیلہ کی دعا کریگا اوسکے لئے میری شفاعت واقع ہو گی اور مسند احمد میں
ابو سعید خدری رضہ کی روایت سے ارشاد نبوی ہے کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک
درجہ ہے جس سے بڑھکر کوئی درجہ نہیں ف قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضور ہی
اسکے مستحق ہیں کیونکہ جب آپ کا افضل الخلق ہونا ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ افضل
درجات آپ ہی کیلئے ہے مگر اس ارشاد فرمانیکے وقت تک جزئیاً تصریح نہ ہوئی
ہوگی جو ایسا ارشاد فرمایا چوتھی روایت حضرت ابن عباس رضہ سے اس آیت کی
تفسیر میں وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ مروی ہے کہ اونھوں نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ہزار محل جنت میں دیئے ہیں اور ہر محل میں آپ کی
شان کے لائق ازواج اور خادم ہیں روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے
اور ایسی بات چونکہ رائے سے نہیں کہی جا سکتی اسلئے یہ موقوف حکماً مرفوع ہے
پانچویں روایت حضرت ابن عباس رضہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤنگا تو اللہ تعالیٰ
میرے لئے دروازہ کھولدینگے اور مجکو اسمیں داخل فرماوینگے اور میری ساتھ فقراء
مومنین ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے ف یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ
ہے جو جنت میں ظاہر ہوگی کہ آپ کی امت کے لوگ سب امم سے پہلے جنت میں
داخل ہوں گے چھٹی روایت حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابو بکر و عمر بجز انبیا و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر
والے اہل جنت کے سردار ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے
حضرت علی رضہ سے روایت کیا ہے ف آپ کی امت میں سے دو بزرگوں کا تمام

امم اولین وآخرین کے کہول میں سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہے جو جنت میں ظاہر ہوگی ساتویں روایت حضرت حذیفہ رضؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا اسلیے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجکو آکر سلام کرے اور مجکو بشارت دے کہ فاطمہ تمام اہل جنت کی بیبیوں میں سردار ہونگی اور حسن اور حسین تمام اہل جنت کے جوانوں میں سردار ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** آپ کے خانداں میں سے ان حضرات کا جنت میں جوانوں اور عورتوں کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے کہ جنت میں ظاہر ہوگی اور باوجودیکہ حضرت حسین رضؓ نے سن کہولت پایا ہے مگر انکو جوان سن شیخوخت کے مقابلہ میں کہا گیا اور چونکہ ان کی عمر حضرت شیخین سے کم ہوئی^ع اسلیے شیخین کو کہول اور حسنین کو شباب کہا گیا یہ تین روایتیں اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئیں باقی سب مواہب سے ہیں۔

مِنَ القَصِیدَة

لہ فَحُزْتَ کُلَّ فَخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ وَجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمِ لہ وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا اُوْلِیْتَ مِنْ رُتَبٍ وَعَزَّ اِدْرَاکُ مَا اُوْتِیْتَ مِنْ نِعَمِ لہ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ	لہ پس آپ نے ہر قسم کی بزرگی جسمیں کوئی آپکا شریک نہیں ہے جمع کرلی اور آپ ہر عالی مقام سے جنمیں کوئی آپ کو مزاحمت کرنے والا نہ تھا بڑھ گئے یعنی آپ کو وہ بلند ترین مراتب (مشتمل فضائل مختصہ مذکورہ مقام جنت کے نصیب ہوئے جو اور انبیاء کو حاصل نہیں ہوئے لہ اور بہت بڑی ہے قدر ان مراتب کی جو آپکو عطا کیے گئے اور فہم و ادراک ان نعمتوں کا جواب کو منجانب خداوند تعالیٰ عطا کی گئی دشوار تر ہے ۱۲ عطر الورد

ع کیونکہ شیخین رضؓ کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور حضرت حسن رضؓ کی عمر پیتالیس ۴۵ سے کچھ زائد اور حضرت حسین رضؓ کی عمر پچپن سے کچھ زائد ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخین کہ وفات کے وقت کہول تھے انکا مجموعہ وفاتین کیوقت یعنی جب حضرت عمر رضؓ کی وفات ہوئی ہو حضرات حسنین رضؓ شاب تھے پس لفظ شباب اپنے معنی پر رہے گا ۱۲ منہ

فصل اکتیسویں آپ کے افضل المخلوقات ہونیمیں اسکی تصریح اسلئے ضروری ہوئی کہ فصول سابقہ میں اکثر واقعات سے نفس فضیلت ثابت ہے اور وہ مستلزم نہیں افضلیت کو اور بدون اس کے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہیں اور گو یہ مسئلہ ایسا اجماعی اور مسلمات ضروریہ سے ہے جسپر استدلال ہی کی حاجت نہیں مگر تبرکاً کچھ روایات لکھی جاتی ہیں اول روایت حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین وآخرین میں زیادہ مکرم ہوں روایت کیا اسکو ترمذی ودارمی نے کذا فی المشکوٰۃ دوسری روایت حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج میں براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونیکے وقت شوخی کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھپر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہیں ہوا ہے جو ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہو گیا کذا فی سنن الترمذی۔ تیسری روایت امام احمد نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ (شب معراج میں) بیت المقدس میں تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیا آپ کی ہمراہ (مقتدی ہو کر جیسا کہ مسلم میں ابن مسعود کی روایت میں حضور کا ارشاد ہے فامتہم) نماز پڑھنے لگے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیا علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب سے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے جب حضور کے خطبہ کی نوبت آئی جسمیں آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الی کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامۃ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اوسکو سنکر ابراہیم نے سب انبیا علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بہذا فضلکم محمدؐ یعنی ان ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت

ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کذا فی المواہب چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیا پر بھی فضیلت دی اور آسمان والوں (یعنی فرشتوں) پر بھی (اور پھر اسپر قرآن مجید سے استدلال کیا) روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی المشکوۃ پانچویں روایت حضرت انسؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے (ایکبار اپنے کلام میں) فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کردو کہ جو شخص مجھسے اس حالت میں ملیگا کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو میں اوسکو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت وجلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو اون سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے اون کا نام عرش پر اپنے نام کی ساتھ آسمان وزمین اور شمس وقمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزت وجلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جبتک کہ محمدؐ اور ان کی امت اوسمیں داخل ہو جاویں (پھر امت کے فضائل کے بعد یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجکو اس امت کا نبی بنا دیجیے ارشاد ہوا اس امت کا نبی اوسی میں سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجکو اون (محمدؐ) کی امت میں سے بنا دیجیے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہو گئے وہ پیچھے ہوں گے البتہ تمکو اور انکو دار الجلال (جنت) میں جمع کردوں گا روایت کیا اسکو حلیہ میں کذا فی الرحمۃ المہداۃ مجموعہ ان روایات سے اپ کا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود آپ کے ارشاد سے انبیا و ملئکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہ کے ارشاد سے صریحاً بھی اور امامت انبیا و ملئکہ و ختم نبوت و خیریت امت وغیرہ سے استدلالاً بھی ثابت ہے اور اس فصل کے قبل کی دو فصلوں میں اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلوں میں بھی متعدد روایتوں سے یہ امر کا تصریح ثابت ہے،

من القصیدہ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ
وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمْ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

لہ آپ اسم باسمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردار دنیا و آخرت وجن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں لہ اور آپ کی ذات با برکات کی طرف جو خوبیاں (بالشنائے مرتبۂ الوہیت) تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابل تسلیم ہونگی اور آپ کی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہونگی لہ کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کر سکے لہ پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان وملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں ۱۲ عطر الوردہ

فصل تیسویں اون بعض آیات کی مختصر تحقیق میں جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے (جنمیں سے کچھ رسالہ ہذا میں وارد کیے گئے ہیں) معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ میں آسکتی ہے اول قال اللہ تعالیٰ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى یہاں ضلال کے وہ معنی نہیں جو اردو محاورہ میں مستعمل ہیں کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اوسکا محاورہ جدا ہے سو عربی میں اسکے معنی مطلق ناواقفی کے ہیں اور وہ اپنی دونوں قسم کو عام ہے ایک وہ جو احکام آنیکے قبل ہو اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ میں ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہیں کیونکہ نبوت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ قبل نبوۃ وہ معلوم نہیں ہوتے تو بس یہ آیت ایسی ہوگی جیسے ارشاد ہے وعلمك مالم تكن تعلم دوم قال اللہ تعالیٰ ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك یہاں بھی وزر کے معنی گناہ کے نہیں جیسا لا تزر وازرۃ وزر اخری سے شبہ ہو سکتا ہے بلکہ لغت عربی میں وزر کے معنی مطلق بوجھ کے ہیں خواہ گناہ کا بوجھ ہو جس سے انبیا علیہم السلام معصوم ہیں لقولہ

تعالیٰ لاینال عہدی الظالمین اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہو اور یہاں
یہی ہے کہ اول اول آپ پر وحی کا بہت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ میں ہے کہ
اول اول آپ کو جاڑہ چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہو گیا الم نشرح
لک صدرک اسکا بیّن قرینہ ہے سوم قال اللہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما
تقدم من ذنبک وما تاخر یہاں بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہیں بلکہ وہ اجتہادات
ہیں جو نصوص سے منسوخ کر دئے گئے کہ نصوص کے بعد اون پر عمل کرنا درست نہیں،
چونکہ ذات فعل کی نہیں بدلی باعتبار ذات کے اوسکو ذنب فرمایا گو اوسوقت اوسمیں
وصف ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال میں ذنب ہو سکتا ہے گو اسوقت
ذنب نہیں معاف فرماتے ہیں اور آپ کی شدت خشیۃ کے سبب تسلیہ کے لئے
یہ عنوان اختیار فرمایا ورنہ خطاے اجتہادی پر تو اجر موعود ہے اور یہی معنی ہیں
واستغفر لذنبک کے چہارم قال اللہ تعالیٰ یاایہا النبی اتق اللہ
ولا تطع الکافرین والمنافقین اس امرونہی کا مبنی بھی خلاف کا وقوع یا
احتمال نہیں بلکہ معنی یہیں کہ جسطرح ابتک تقوی و عدم اطاعت عصاۃ کا صدور ہوتا رہا آیندہ
بھی ایساہی رہنا چاہئے اور مقصود اس سے مایوس کرنا ہے کفار کو جو اپنے بعض خیالات
کی طرف آپ کو بلاتے تھے تو اون کے سُنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ سمجھ لیں کہ آپ
چونکہ وحی کے خلاف کبھی نہیں کرتے اس لئے ہرگز ہماری موافقت نہ فرماوینگے جیسا
ارشاد ہوا ہے وما انت بتابع قبلتہم پنجم قال اللہ تعالیٰ فان کنت فی شک
مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک یہاں بھی
احتمال شک لازم نہیں آتا بلکہ اس سے مقصود زیادت توثیق کلام ہے اسکی ایسی مثال
ہے جیسے کسی ایسے شخص سے خطاب کرتے وقت جو تمکو یقیناً سچا سمجھتا ہے کلام کو موکد
کرنے اور مخاطب کو زیادہ یقین دلانے کیلئے کہا کرتے ہو کہ اگر تمکو شبہ ہو تو محلہ والوں
سے پوچھ لو مطلب یہ کہ گو تمکو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اسکے لئے آمادہ
ہیں اور تمکو اجازت دیتے ہیں کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان ہے۔

ششم قال اللہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک سباق میں غور کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسکے مخاطب ہی نہیں کیونکہ اوپر ارشاد ہے ولقد اوحی
الیک والی الذین من قبلک جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ
مضمون سب انبیا پر وحی کیا گیا ہے اور مضامین وحی میں بعض سے خود نبی کو خطاب
مقصود ہوتا ہے اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود ہوتا ہے مطلب یہ کہ سب انبیا
پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہے کہ اپنی اُمت کو یہ خطاب سُنا دیں لئن اشرکت
لیحبطن عملک اور اگر آپ ہی مخاطب ہوں تو یہ خطاب بطور فرض کے ہے جس سے
مقصود مبالغہ ہے ذمِ شرک میں جسطرح کہا کرتے ہیں کہ اوروں کی تو کیا حقیقت
ہے اگر میرا بیٹا ہی میری مخالفت کرے تو اوسکو نہ چھوڑوں گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ
اوسپر کسی کو اصلا شبہ مخالفت کا نہ ہو ہفتم قال اللہ تعالیٰ فلا تک فی مریۃ
منہ انہ الحق اس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہیں آتا بلکہ مطلب یہ ہے
کہ جو بات قرآن کے ذریعہ سے بتلائی گئی ہے چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور
معلوم نہ ہونے سے اوسمیں تردد تھا کہ یوں ہے یا یوں ہے اب بعد وحی کے شک
نہ کیجئے اور یہ شبہ بھی نکیا جاوے کہ کیا اس صورت میں احتمال شک کا تھا یہ بھی
لازم نہیں آتا بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے محاورات میں اثنائے کلام میں یہ کہتے
جاتے ہیں کہ یقین مانو یہ بات اسطرح ہے کبھی قسم کھانے لگتے ہیں گو مخاطب کتنا ہی
معتقد صدقِ متکلم کا ہو مگر مقصود توثیق کلام کی ہوتی ہے ہشتم قال اللہ تعالیٰ۔
ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ فلا تکونن من الجاھلین اس سے بھی مضمون
شرطیہ سابقہ سے بیخبر ہونا لازم نہیں آتا کہ صفت قدرت سے بیخبر ہونا انبیا پر محال ہے
بلکہ معنی یہ ہیں کہ لو شاء سے بقاعدہ عربیہ معلوم ہو گیا کہ کفار معہودین کی ہدایت
کی ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے والی نہیں ہے کما قال تعالیٰ سواء علیھم
ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے
معلوم نہ تھا بس مطلب یہ ہوا کہ اب بعلم نہ رہئے یقین کر لیجئے اور اگر یہ شبہ ہو کہ کیا

اب بھی احتمال بعلمی کا تھا تو جواب اوسکا آیت ہفتم کے ذیل میں گذر چکا نہم قال اللہ تعالیٰ واما ینزغنک من الشیطان اس سے بھی وہ تسلط لازم نہیں آتا جسکی نفی اس آیت میں ہے انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا و علیٰ ربھم یتوکلون الخ یعنی جس پر معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہے گو تحرک نہو سو یہ ایسا ہے جیسے کوئی شیطان الانس کسی نبی کو بری رائے دے اسیطرح شیطان الجن کا رائے دینا بھی محال نہیں مگر اوسپر عمل ہونا محتمل نہیں دہم عبس وتولیٰ ان جاءہ الاعمیٰ الخ یہاں دو مصلحتیں متعارض تھیں ایک تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد ظاہر سے اوسوقت یہی سمجھا دوسری مصلحت نفع متیقن کا مقدم ہونا نفع موہوم پر اسکا مقتضا تھا طالب مسلم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کافر جاحد پر اور اسکا سمجھنا موقوف تھا اجتہاد غائر پر حق تعالیٰ کا مقصود یہی ہے کہ آپکی شان عظیم کے شایاں اُسوقت اجتہاد غائر سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہے شبہ ناشی عن المعنون کا اور اگر عنوان سے کہ بصورت عتاب ہے شبہ ہو تو جواب یہ ہے کہ علاقۂ محبت میں بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت والخصوصیت ہوتا ہے تکلف آداب سے وفی المثل السائر اذا جارت الالفۃ۔ رفعت الکلفۃ۔ ونعم ما قیل ؎

بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

چنانچہ درمنثور میں مروی ہے کہ اسکے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوتے آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی جس سے بوئے التذاذ آتی ہے۔ وھذا امر من لم یذقہ لم یدر۔ اور احقر کی تفسیر میں ان آیات کی اور ان کی امثال آیات کی تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ مقنع ومفید ہو سکتا ہے اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہونگے اون سے ایسی احادیث بھی حل ہو جاوینگی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھدیا ہے۔

مِنَ القَصِیدَۃ

لہ لَوْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیِی العُقُولُ بِہٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَہِمٖ

۲ اَعْیَی الوَرٰی فَہْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ

۳ کَالشَّمْسِ تَظْہَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِیْرَۃً وَّتُکِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمٖ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الخَلْقِ کُلِّہِمٖ

لہ آپ نے ہمکو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جن کو دریافت کرنے میں ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہو جاویں کیونکہ آپ کو ہماری صلاح مرغوب تھی اسلئے ہم کسی حکم کے قبول کرنے میں شک میں نہ پڑے اور سلوک طریق شریعت میں حیران و سرگرداں یا مبتلائے وہم نہ ہوئے (چنانچہ اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر الفاظ سے واقع ہو سکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کر دیئے گئے) ۲ آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس نہیں دیکھا جاتا ہی اشخاص قریب المنزلۃ یعنی خواص میں یا بعید المنزلۃ یعنی عوام میں درباب دریافت کمالات حضرت کے مگر عاجز و ساکت یعنی آپ کے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں (اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر نظر میں بعضے شبہات پڑ سکتے ہیں جنکے حل کرنیکے لئے قواعد شرعیہ کافی ہیں) ۳ آپکا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہرہ و باطنیہ میں مثل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قرص یا آئینہ کے معلوم ہوتا ہے اور ناظر بسبب نہایت بعد کے اوسکی واقعی مقدار نہیں معلوم کر سکتا ہے اور اگر اوسکو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بینندہ عاجز و درماندہ و خیرہ ہو جاتی ہے اور اوسکی پوری حقیقت دریافت نہیں کر سکتی (اسی لئے بعض امور میں گو نہ حیرت ہو جاتی ہے جیسا اوپر کے شعر کی شرح میں معلوم ہوا)۔

عطر الوردہ

فصل تیتیسویں ۳۳ آپ کے بعض لوازم عبدیت کے بیان میں جو کہ آپ کے مراتب علیا سے ہے

جاننا چاہیے کہ آپ کے تمام کمالات کا مدار دو صفت پر ہے عبدیت و رسالت جن پر جابجا آیات و احادیث میں تنصیص کی گئی ہے اور نماز میں جو

تشہد تعلیم کیا گیا ہے اوسمیں بھی دونوں کو جمع فرما دیا گیا ہے اور جیسا کمالاتِ رسالت سے نعوذ باللہ آپ کی تنقیص کر کے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے جسکے رد کے لئے اس سے اوپر کی فصل منعقد کیگئی ہے اسیطرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر الٰہ حق کے خواص سے متصف جاننا یا کسی امر منفی فی النص کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہے یہ فصل اسکی اصلاح کیلئے لکھی جاتی ہے نمونہ کیلئے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اتنا مت بڑہا دو جیسا نصاریٰ نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو بڑہا دیا (کہ خواص الوہیت کو اون کیلئے ثابت کرنے لگے) میں تو اللہ کا بندہ ہوں (مجھ میں الوہیت کی کوئی بات نہیں) سو تم (مجکو) اللہ کا بندہ اور اوسکا رسول کہا کرو (الوہیت کو ثابت مت کرو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے دوسری روایت حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ میں نے جو کھانا (زہر آلود) خیبر میں (کچھ) کھا لیا تھا ہمیشہ اوسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا اور اب وہ وقت ہے کہ اوس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اسکو بخاری نے تیسری روایت بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہانتک کہ آپ کو (اوسکے اثر سے) یہ خیال ہو جاتا کہ میں فلاں (دینوی) کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کرچکا ہوں حالانکہ اوسکو کیا نہو تا الحدیث چوتھی روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دربارہ سہو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ میں بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں سو میں جب بھول جاؤں مجکو یاد دلا دیا کرو روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچویں روایت حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اوس حدیث میں جسمیں بعض لوگوں کا حوض کوثر سے ہٹا دیا جانا مذکور ہے) فرمایا کہ میں کہونگا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مؤمنین) میں سے ہیں (فرشتوں کی طرف سے) جواب

ملیگا کہ آپ کو خبر نہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا (دین میں) اختراع کیا تھا
میں کہوں گا دُور دُور ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین میں) تغیر تبدل کیا ہو روایت
کیا اسکو بخاری و مسلم نے درمیان کی روایت خود بخاری سے ہے باقی سب مشکوٰۃ
سے ان روایات سے آپ کا سم اور سحر اور مرض سے متاثر ہونا اور نسیان و ذہول
کا طاری ہونا اور اخیر کی روایت سے بعض واقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی اخیر
عمر تک آپ سے مخفی و غائب رہنا یا غائب ہو جانا جسمیں تاویل بالذات و بالعرض
کی بھی نہیں چل سکتی اور جس سے نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامہ کے زمانہ قبل عطاء
علم مذکور پر محمول ہو سکنے کا شبہ بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ
پر عرض اعمال امت کی روایت کے تعارض کا شبہ اسلئے نہیں ہو سکتا کہ اوس
روایت میں نہ تو یہ نص ہے کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہے نہ یہ نص ہے کہ تمام
اعمال ظاہری کو شامل ہے ممکن ہے کہ دقائق مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے
جاتے ہوں اور بعد فرض عرض عام کے نہ یہ نص ہے کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی
جزئی کر کے یاد رہتے ہوں ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کیلئے غرہ اور تحجیل کی علامت
مقرر ہونیکی کیا حاجت تھی کیونکہ ... اعمال معروضہ میں وضو و نماز اور امتی ہونا سب بھی
داخل ہے اور ان سب امور پر مطلع اور اون کی یاد ہوتے ہوئے وہی اطلاع اور
یاد کافی تھی خوب سمجھ لو غرض موجبہ کلیہ کہ تعلیم صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقاً یا
الی یوم القیامہ مرتفع ہو گیا اسی طرح بیشمار روایات اور آیات ہیں یہ امور بھی اور دوسرے
لوازم بشریہ بھی مثل جوع و عطش اور بعض اوقات رضا و غضب و رائے کے مبانی کا واقع
کے مطابق نہ ہونا وارد ہیں اور پہلی روایت میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا
حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہے غرض نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہے اور
نہ منفی کے اثبات کی اجازت تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ -

من القصيدة

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَى الظَّلَامَ اِلٰى ۵۱

اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٖ

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهٗ وَطَوٰى ۵۲

تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمٖ

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمٖ ۵۳

وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمٖ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

۵۱ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعال مسنونہ اوس نفس مقدسہ کے جسنے شبہا تاریک کو زندہ رکھا بسبب مشغولی عبادات مالک کائنات کے یعنی ان میں خواب استراحت نہ فرمائی یہانتک کہ آپ کے دونوں قدم مبارک مرض ورم میں مبتلا ہوگئے جس سے دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی شب بیداری عبادت میں اور ورم قدم مبارک) ۵۲ اور جنھوں نے بباعث گرسنگی کے اپنے ساری شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلوئے مطہر کو پتھر کے تلے لپیٹا تا کہ اوسکے ثقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام روزہ و نماز وغیرہ نہو اس سے بھی دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی ایک گرسنگی دوسرے قناعت کہ عبادت ہے کیونکہ آپنے باوجود اختیار دئے جانیکے اسی حالت کو پسند فرمایا۔ ۵۳ اس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے اے مخاطب عاقل تو چھوڑ دے اور ایسا دعویٰ اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کر بلکہ انکو افضل العباد سمجھ اور اسکے سوا آپ کی مدح شریف میں جس وصف کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعویٰ کر اور اوسپر خوب مستحکم اور استوار رہ (یعنی نہ عبدیت کی نفی کرو اور نہ دوسرے بشر کے مساوی سمجھو بلکہ افضل العباد اعتقاد کرو) عطر الوردہ

فصل چونتیسویں ۳۴ آپ کی شفقت میں اُمت کے ساتھ فصول سابقہ میں تو آپ کے ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ کو اپنے غلاموں کی ساتھ اور غلام بھی وہ جنھوں نے آپ کی کوئی خدمت نہیں کی کیا تعلق تھا پہلی روایت حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشمائل للترمذی اور ابو عبید نے حضرت ابو ذر رضہ سے روایت کی کہ لوگوں نے حضرت ابو ذر رضہ سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفر لھم فانك

انت العزیز الحکیم کذا فی حاشیۃ عصام ف اسمیں اپنی امت کیلئے دعا فرمائی جیسا کہ
مضمون سے ظاہر ہے دوسری روایت عباس بن مرداس رضؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اسطرح
قبول ہوئی کہ سب گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں بجز حقوق العباد کے کہ ظالم سے مظلوم
کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپ نے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت
سے دیکر ظالم کو بخشدیں سو اس شام کو یہ دعا منظور نہیں ہوئی جب مزدلفہ میں صبح ہوئی
پھر دعا کی سو منظور ہو گئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم فرمایا ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ
نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اسوقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہیں معلوم
ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ آپکو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے آپ نے فرمایا کہ عدو اللہ
ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی اور میری امت کی مغفرت
فرما دی تو خاک لیکر سر پر ڈالنے لگا اور ہائے واویلا مچانے لگا سو اسکی گھبراہٹ کو دیکھکر
ہنسی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں اسکے قریب
روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ ف لمعات میں ہے کہ مراد اس سے وہ حقوق العباد ہیں جنکے ایفا
کا قصد مصمم ہے مگر ایفار سے عاجز ہو گیا حق تعالیٰ خصمار کو قیامت میں راضی فرما دینگے
تیسری روایت لمعات میں آپ کے طائف تشریف لیجانیکے قصہ میں جبکہ وہاں کے کفار
نے آپ کو ایذا رشدید پہونچائی روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر
نازل ہوئے تاکہ آپ سے اجازت لیکر ان کفار کو ہلاک کر دے آپ نے اس فرشتہ سے فرمایا
نہیں مجکو امید ہے کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا توحید کیساتھ
ذکر کریں چوتھی روایت حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میری ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں
جو میرے بعد ہوں گے کہ انمیں سے ہر شخص یہ تمنا کریگا کہ تمام اہل و مال کی عوض مجکو دیکھ لے روایت
کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ ف یعنی اگر اس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل و مال سے دست بردار
ہو تو زیارت میسر ہو جاوے تو وہ اس پر دل و جان سے راضی ہو گا پانچویں روایت حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای اللہ میں بشر ہوں مجکو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے سو جس کسی مؤمن مرد یا مؤمن عورت پر میں (غصہ میں) بد عا کر دوں تو آپ اُس بد دعا کو اُس شخص کیلئے تزکیہ اور تطہیر کر دیجئے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمۃ المہداۃ

چھٹی روایت حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپکے بھائی نہیں ہیں آپنے فرمایا تم تو میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ہنوز نہیں آئے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ ف چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت ہونا مقید نہیں رویت و صحبت کے ساتھ پس صحابہ کو دوست اور بعد میں آنیوالوں کو بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہے کہ اُنکی محبت کا وقوع رویت سے ہوا اور بعد والوں کی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہ پر غیر صحابہ کی فضیلت محبت میں لازم نہیں آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت میں ہم سے زیادہ ہوتے ساتویں روایت ابی جمعہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ایک قوم ہے جو تمھارے بعد ہونگے کہ مجھپر ایمان لاوینگے اور مجکو دیکھا بھی نہوگا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے ف یہ بہتر ہونا خاص عارض کیوجہ سے ہے کسی صفۃ حقیقیہ کی وجہ سے نہیں پھر اس بہتری میں بھی صحابہ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو ایمان کی دولت صحابہ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ اُنھوں نے دین کی سعی سنائی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفضیل اُن پر لازم نہیں آتی ف ان روایات میں بعض میں تمام امت اجابت پر کہ مؤمنین ہیں اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ اُن میں کفار بھی داخل ہیں اور بعض سے بعد میں آنیوالوں پر شفقت تامہ اور بعض سے ان بعد میں آنیوالوں کی مدح اور اُن کے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت میں اور بعض سے مدح کی ساتھ اُن کے محبوب نبی ہونیکی تحقیق جیسے چھٹی ساتویں روایت میں مذکور ہے کہ مدح و محبیت و محبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہے اور قیامت میں جو شفاعت اور دعاء التجا امت کیلئے ہوگی اُسکی حدیثیں مشہور اور بعضی انتیسویں تیسویں فصل میں مذکور ہیں اور ان کے علاوہ اس مدعا پر بیشمار روایات و واقعات شاہد ہیں اس فصل کے ایراد سے جو غرض ہے وہ فصل آئندہ کی تمہید میں بیان کیجاویگی۔

من القصیدہ

بُشریٰ لنا معشر الاسلام انّ لنا
مِنَ العِنایۃِ رُکناً غیر منھدِمِ

لمّا دعی اللہ داعینا لطاعتہٖ
باکرم الرُّسلِ کُنّا اکرم الاُمَمِ

ان اتِ ذنباً فما عھدی بمنتقضٍ
مِنَ النّبی ولا حبلی بمنصرمِ

حاشاہُ ان یحرم الرّاجی مکارمہٗ
او یرجع الجارُ منہُ غیر محترمِ

یا ربّ صلِّ وسلّم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلّھمِ

(لہ اے گروہ اسلام ہمکو خوشخبری ہے بیشک ہمارے لئے عنایات خاصہ باری تعالیٰ سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی متغیر ومتبدل نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ الیٰ یوم القیامہ ثابت وقائم رہے گا یعنی ہمارا دین ناسخ ہے اور کبھی مثل اور ادیان کے منسوخ نہ ہوگا ۲ جبکہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو جو ہمکو طاعت خداوندی کی طرف بلانے والے ہیں افضل واکرم رسل کہکر پکارا تو ہم اس ذریعہ سے سب امتوں سے افضل ہوئے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی افضلیت کا واقعی سبب ہے ۳ اگر میں گناہ کر رہا ہوں یا کیا ہے تو میرا ذمہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑنے والا نہیں ہے اور نہ میری امید کی رسی کٹنے والی یعنی میں بسبب ارتکاب جرائم حضرت کی شفاعت سے نا امید نہیں ہوں ۴ خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کردیا ہے اس عیب سے کہ آپکا امیدوار آپ کے مکارم وعطایا سے محروم کیا جاوے اور بھی اس خلل سے پاک کردیا ہے کہ آپکا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر وغیر محترم ناکام واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب ومحترم ہوتا ہے ۱۲) عطرالوردہ

فصل پینتیسویں آپ کے حقوق میں جو امت کے ذمہ ہیں جنمیں ام الحقوق محبت ومتابعت فی الاصول والفروع ہے جاننا چاہیئے کہ کسی سے محبت ہونا اور اُس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا واحسان جیسے اپنے منعم ومربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں وصف اول سے یہ تمام رسالہ مشحون ہے دوسرا وصف فصل اکیسویں میں مخزون ہے اور چونتیسویں فصل لانے سے مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینوں وصف جو علت محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اسکا طبعی مقتضا ہے

کہ آپ کی ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونا چاہیئے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل وطبع کی ساتھ داعی شرع بھی ملکر آپ کے وجوب محبت کو مؤکد کرتا ہے اور در حقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب و دواعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہے کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب ہوگی اور اسمیں گو کسی کو بھی کلام نہیں ہو سکتا محض تجدید استحضار کیلئے مختصر طور پر تنبیہ کر دی گئی اور اسی کی تقویت کیلئے چند روایات بھی ذکر کیجاتی ہیں پہلی روایت حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسکے نزدیک اُسکے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاوں روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے کذا فی المشکوٰۃ ف یعنی اگر میری مرضیات اور دوسروں کی مرضیات میں تزاحم ہو تو جسکو ترجیح دی جاوے اُسی کے محبوب تر ہونیکی یہ علامت ہوگی ۔

دوسری روایت امام بخاری نے ایمان ونذور میں عبد اللہ بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے جو میرے پہلو میں ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جبتک خود اُسکے نفس سے بھی زیادہ اُسکو میں محبوب نہوں حضرت عمر رضہ نے کہا کہ قسم ہے اوس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا فی المواہب ف حضرت عمر رضہ نے اول محبت بلا اسباب کو محبت بالاسباب سے اقوی سمجھکر نفس کو مستثنیٰ کیا پھر آپ کے اس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا ضرور ہے یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونیکا مدار کوئی

ایسا امر ہے کہ اُس کے اعتبار سے کوئی چیز نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہے مثلاً۔ یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعًا مقدم و راجح پایا سو اس حقیقت کے انکشاف کے بعد کے آپ کی احبیت من النفس کا مشاہدہ کیا اور خبر دی اور مواہب کے مقصد سابع میں دوسرے صحابہ کی بھی حکایتیں محبت کی عجیب وغریب ذکر کی ہیں تیسری روایت حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے میرا کہنا قبول نکیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہیں کیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے قبول نہیں کیا روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ ف صحابہ رض کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ ابا مخصوص بہ کفر نہیں ہے ورنہ اسمیں کونسا خفا تھا پس آپکے اتباع نکرنے کو ابا سے تعبیر فرمایا گیا اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا چوتھی روایت حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھسے محبت کی اور جسنے مجھسے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپ کی محبت کی آپ کی سنت کی محبت ہے۔ اور آپکی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتاح جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضور کی معیت کا بھی موجب ہے:۔

پانچویں روایت حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی پھر وہ ایکدن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع میں سے کہا کہ اے اللہ اسپر لعنت کر کس قدر کثرت سے اسکو (اس مقدمہ میں) لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر لعنت مت کرو واللہ میرے علم میں یہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے ف اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے ایک بشارت مذنبین کو کہ اُن سے اللہ ورسول کی محبت کی نفی نہیں کیگئی

دوسرے تنبیہ مذنبین کو کہ نری محبت سزا سے بچنے میں کام نہ آئی تو کوئی اس ناز میں نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزائے جہنم سے بچا لیگی البتہ بُعد بعید من الرحمۃ سے بچا سکتی ہے جیسا کہ نہی عن اللعنۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اس ملعونیت پر مرتب ہے یعنی خلود اُس سے یہ محبت بچا لیگی بعد سزا کے مغفرت ہو جاویگی تیسری فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونے سے گو کمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنیٰ درجہ اُسکا کفر سے نکلنا ہے کوئی درجہ محبت کا ثابت کہا جاویگا پانچویں مومن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اُس پر لعنت نکرنا چاہیے اس سے عظمت ثابت ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت کی کہ اُس کا ایک شمہ بھی گو مقرون بالمعاصی ہو مانع عن اللعنۃ ہے تو اُسکا کامل اور خالص درجہ کیسا کچھ مؤثر ہوگا ٥

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند ۔۔۔ صاف گر باشد ندانم چوں کند

۹ [illegible]

للشیخ عبد العزیز الدہلوی

ل١ یَا سَائِرًا نَحْوَ الْحِمٰی بِاللّٰہِ قِفْ فِیْ بَانِہٖ
وَاقْرَأْ لَطُوْ اَمِیْرَ الْجَوٰی مِنِّیْ عَلٰی سُکَّانِہٖ
ل٢ اِنْ یَسْئَلُوْا عَنْ حَالَتِیْ فِی السُّقْمِ مُنْذُ فَقَدْتُہُمْ
فَالْقَلْبُ فِیْ خَفَقَانِہٖ وَالرَّأْسُ فِیْ دَوَرَانِہٖ
ل٣ اِنْ فَتَّشُوْا عَنْ دَمْعِ عَیْنِیْ بَعْدَہُمْ قُلْ حَاکِیًا
کَالْغَیْثِ فِیْ تَہْتَانِہٖ وَالْبَحْرِ فِیْ ہَیَجَانِہٖ
ل٤ لٰکِنَّہٗ مَعْ مَا جَرٰی مَشْغُوْفُ حُبِّ الْمُصْطَفٰی
فَخَیَالُہٗ فِیْ قَلْبِہٖ وَحَدِیْثُہٗ بِلِسَانِہٖ
ل٥ وَلَطَالَمَا یَدْعُوْ مُلِحًّا فِی الدُّعَاءِ مُبَالِغًا
لِیَطُوْفَ فِیْ بُسْتَانِہٖ وَیَشَمَّ مِنْ رَیْحَانِہٖ

ل١ اے جانے والے بجانب گیاہ زار کے اللہ کی لئے اُس کی باغ درخت بان میں ذرا ٹھہرنا اور میری طرف سے وفادار غم اُسکے رہنے والوں کو پڑھکر سنانا ل٢ اگر وہ میری حالت بیماری کے بارہ میں دریافت کریں جب سے میں اُن سے غائب ہوا ہوں پس قلب اپنے خفقان میں ہے اور سر اپنے دوران میں ہے ل٣ اگر وہ میرے اشک چشم کے متعلق اپنے بعد کے زمانہ میں تحقیق کریں تو تو بطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے ہے اُسکے برسنے میں اور مثل بحر کے ہے اُسکے جوش میں ل٤ لیکن وہ محب باوجود اس تمام تر ماجرا کے فریفتہ ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس آپکا خیال اُسکے قلب میں ہے اور آپکا تذکرہ اسکی زبان پر ہے ل٥ اور بہت زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا میں الحاح اور مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپ کے باغ میں

۵ یا من تفوق امرہ فوق الخلائق فی العلا حتی لقد اثنی علیک اللّٰہ فی قراٰنہ ۶ صلی علیک اللّٰہ آخر دھرہ متفضلا مترحما وحباک بالموعود من احسانہ	طواف کرے اور آپ کے ریحان سے خوشبو سونگھے ۵ اے وہ ذات پاک جنکا رتبہ تمام خلائق پر بلندی میں فائق ہو گیا یہانتک کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں ثنا فرمائی ۶ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرماوے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم فرماتا ہوا اور آپ کو اپنے احسانات موعودہ عطا فرماوے ۱۲ منہ

چھتیسویں فصل

۳۶ چھتیسویں فصل آپ کی توقیر و احترام و ادب کے وجوب میں یہ بھی فصل سابق کے ساتھ ملحق ہے کہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق عظمت کے ہے اس باب میں چند آیات و روایات کا نقل کرنا کافی ہے آیۃ اوّل سورہ توبہ میں ہے ماکان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللّٰہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ آیت دوم سورہ نور میں ارشاد ہے۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللّٰہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستأذنوہ ان الذین یستأذنونک اولٰئک الذین یؤمنون باللّٰہ ورسولہ فاذا استأذنوک لبعض شأنھم فاذن لمن شئت منھم واستغفر لھم اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔

آیت سوم سورہ احزاب میں ارشاد ہے وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللّٰہ عظیما الی قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھینا آیت چہارم سورہ فتح میں ہے۔ انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللّٰہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا آیت پنجم سورہ حجرات میں ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع علیم الی قولہ تعالیٰ ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللّٰہ غفور رحیم۔ حاصل ان آیات کا یہ ہے کہ (نمبر ا) مدینہ کے رہنے والوں کو

اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش میں رہتے ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں ۲ بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جسکے لئے مجمع کیا گیا ہے اور اتفاقاً وہاں سے جانیکی ضرورت پڑتی ہے تو جبتک آپ سے اجازت نہ لیں اور آپ اوسپر اجازت نہ دیدیں مجلس سے اُٹھکر نہیں جاتے اے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کیلئے آپ سے جانیکی اجازت طلب کریں تو اُن میں سے آپ جسکے لئے مناسب سمجھکر اجازت دینا چاہیں اجازت دیدیا کریں اور اجازت دیکر بھی آپ اُن کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانیکو جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کیلئے تمکو جمع کریں ایسا معمولی بلانا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آکر بھی جبتک چاہا بیٹھا جب چاہا اُٹھکر بے اجازت لئے چلدیا ۳ اور (حرمت ایذا نبوی صرف فضول جمکر بیٹھ جانے ہی کی صورت میں منحصر نہیں بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تمکو (کسی امر میں) جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے (اور جسطرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل میں ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم اسکے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کروگے یا اوسکے ارادہ کو دل میں پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ (کو دونوں کی خبر ہوگی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (بس تمکو اسپر سزا دینگے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے اُس سے بعضے مستثنے بھی ہیں جسکا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے سامنے ہونے کے بارہ میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے یعنی جسکے بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ

اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنے دینی شریک عورتوں کے اور اپنی لونڈیوں کے (یعنی ان کے سامنے آنا جائز ہے) اور اے پیغمبر کی بیبیو (ان احکام مذکورہ کے امتثال میں) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے (یعنی اُس سے کوئی امر مخفی نہیں پس خلاف میں احتمال سزا کا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے ادا ہو) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قصداً ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب تیار کر رکھا ہے ۴ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمنے آپ کو اعمال امت پر قیامت کے دن گواہی دینے والا عموماً اور دنیا میں خصوصاً مسلمانوں کیلئے بشارت دینے والا اور کافروں کیلئے ڈرانیوالا کر کے بھیجا ہے اور اے مسلمانو ہم نے اُن کو اسلئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کے دین کی مدد کرو اور اُسکی تعظیم کرو (عقیدۃً بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت کرو) اور صبح شام اسکی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو ۵ اے ایمان والو اللہ و رسول کی اجازت سے پہلے تم کسی قول یا فعل میں سبقت مت کیا کرو (یعنی جبتک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہ ہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمہارے سب اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے افعال کو) جاننے والا ہے (اور) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُن سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپسمیں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپ کے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو) کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جاویں اور تمکو خبر بھی نہو (اسکا مطلب یہ ہے کہ رفع صوت کہ صورۃً بیباکی ہے اور جہر کجہر بابنہم کہ گستاخی

ہے طبعاً بوجہ اسکے کہ تابع قالاً وحالاً مدعی التزام ادب متبوع ہوتا ہے اور اسمیں
اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی ہو سکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب
حبط عمل ہے اور گو اور معاصی موجب حبط نہیں ہوتے لیکن یہ اس دعام میں سے
مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے
اُسوقت بوجہ عدم تحقیق ایذا یہ امور موجب حبط نہیں ہوتے مگر چونکہ تاذی سامع کا تحقق
بعض اوقات متکلم کو معلوم نہیں ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اس
سے حبط بھی ہو جاوے اور متکلم اس گمان میں رہے کہ تاذی نہیں ہوئی پس حبط کی بھی
خبر نہو لاتشعرون کے یہی معنی ہیں اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہر بالقول کو
منہی عنہ ٹھہرایا کہ گو اسکے بعض افراد موجب تاذی نہونگے لیکن اُسکی تعیین کیسے ہوگی
لہذا مطلقاً تمام افراد کو ترک کر دینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب
ہے خفض صوت کی کہ) بیشک جو لوگ اپنی آوازونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے خالص
کر دیا ہے (یعنی اُنکے قلوب میں غیر تقویٰ نہیں ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہیں مطلب
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص ہیں وہ کمال تقویٰ کے ساتھ موصوف ہیں کیونکہ
کمال تقویٰ یہ ہے حسب حدیث مرفوع ترمذی لا یبلغ العبد ان یکون من
المتقین حتی یدع مالا بأس به حذرا لما به بأس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ
غیر ذی باس ہے جسمیں تاذی نہو اور ایک فرد ذی باس ہے جسمیں تاذی ہو جب اُنھوں نے
مطلقاً رفع صوت کو ترک کر دیا تو ذی باس کے حذر سے غیر ذی باس کو ترک کر دیا
پس کمال تقویٰ متحقق ہو گیا اور فی نفسہ کی قید اسلئے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونوں
فرد ذی باس ہیں آگے اُن کے عمل کا ثمرہ اخروی مذکور ہے کہ) ان لوگوں کیلئے مغفرت
اور اجر عظیم ہے جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں انمیں اکثروں کو
عقل نہیں ہے ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نکرتے اور اگر یہ لوگ ذرا صبر
وانتظار کرتے یہانتک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ اُن کیلئے بہتر ہوتا

(کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کریں تو معاف ہو جاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے روایت اوّل سنن ابوداؤد کتاب الحدود میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اسکو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اسی طرح اس نے کچھ بکنا شروع کیا اس نابینا نے ایک چھرا لیکر اسکے پیٹ پر رکھکر بوجھ دیدیا اور اسکو ہلاک کرڈالا صبح کو اسکی تحقیقات ہوئی اس نابینا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اسکا خون رائیگاں ہے (یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جاویگا) **ف** ان صحابی کا جوش محبت و ادب کسقدر ثابت ہوتا ہے اور اس سے حنفیہ کے اس مسئلہ پر شبہ نہیں ہو سکتا کہ سبِ نبی موجب نقضِ عہد نہیں ہے کیونکہ عدم نقض عہد سے عدم جواز قتل لازم نہیں آتا یہ قتل سیاستہ و زجراً ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اس کافر کے مذہب میں بھی داخل نہیں پھر بار بار کہنا جو دلیل ہے تمرد و استخفاف اسلام کی بلا شبہ موجب زجر بالقتل ہے دوسری روایت امام بخاری نے کتاب الشروط میں قصہ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اسمیں یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کے مجلس شریف سے مکہ واپس جاکر لوگوں سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا ہوں واللہ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اسکے مصاحب اسکی اسقدر تعظیم کرتے ہوں جسقدر صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں واللہ جب کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچتی ہے اور وہ اسکو اپنے چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ ان کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہیں اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو ان لوگوں کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کیلئے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو وہ لوگ اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے پست کر لیتے ہیں اور وہ

لوگ آپکیطرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہیں الحدیث ف اس سے جو کچھ آداب صحابہ کے ثابت ہوتے ہیں ظاہر ہے تیسری روایت مشکوٰۃ میں بروایت امام احمد براء بن عازب سے مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے اور قبر تک پہونچے ہنوز مردہ لحد میں نہیں رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہوگی) آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد اسطرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے (یعنی نہایت سکون وسکوت کی ساتھ) ف صحابہ رضہ کا حضور کی خدمتمیں اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اس سے غایت ادب ظاہر ہے اور بیشمار روایات اس باب میں وارد ہیں علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہیں چنانچہ مواہب میں ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب حبط اعمال ہے تو اپنی آراء واہواء کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہیں تو آپ کی تفاصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ جس طرح حضور کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپ کے کلام کے درس اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین وسامعین کیلئے خلاف ادب ہے اور اسی طرح محل جسد شریف کے قریب بھی مواہب میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام مالک سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی میں گفتگو کی تو امام مالک نے فرمایا کہ اے امیر المومنین تمکو کیا ہوا اس مسجد میں آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات میں تھا سو ابو جعفر دب گیا اسکی تائید حضرت عمر رضہ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپنے دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ باب المساجد پس آپ کے نام کی قرب مقام کی کلام کی احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے اور منجملہ اسی تعظیم احکام کے یہ ہے کہ تعظیم ظاہری میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً

کسی اور نبی کے یا حضرت حق تعالیٰ کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ چوتھی پانچویں
روایت سے ظاہر ہے چوتھی روایت حضرت ابوہریرہ رضہ سے ایک یہودی اور
مسلمان کے جھگڑے کے قصہ میں روایت ہے کہ مسلمان نے اپنی قسم میں کہا کہ
قسم اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی
نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا
مسلمان نے اسوقت ہاتھ اٹھا کر ایک طمانچہ یہودی کے مونہ پر مارا یہودی نے
جا کر حضور میں عرض کیا آپ نے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُس نے یہ قصہ عرض کیا
آپ نے فرمایا کہ تم مجکو موسیٰ علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو (جسمیں انکی
بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ تفاضل میں لڑائی جھگڑے تک نوبت پہونچ جانے
سے اسکا شبہ واقع ہو سکتا ہے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذافی المشکوٰۃ
پانچویں روایت حضرت جبیر بن مطعم رضہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانیں مصیبت میں آگئیں
اور بال بچے بھوکے مرنے لگے اور اموال تباہ ہونے لگے اور مواشی ہلاک ہونے لگے
(یعنی قحط کے سبب) سو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش کی دعا کیجیے سو ہم آپکو
خدا کے نزدیک شفیع لاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو آپ کے نزدیک شفیع لاتے ہیں سو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ
سبحان اللہ فرمانے لگے اور اسقدر مکرر تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہ کے چہروں
میں دیکھا گیا پھر فرمایا کہ کمبختی مارے خدا تعالیٰ کو کسی کے نزدیک سفارشی نہیں لایا جا سکتا
خدا تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہے الحدیث روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے کذافی المشکوٰۃ **ف** گو شفیع گاہے عظیم بھی ہوتا ہے جیسا حضرت بریرہ رضہ سے
آپ نے در بارہ مغیث کی فرمایا کہ میں حکم نہیں کرتا شفاعت کرتا ہوں لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہے کہ شفیع اُس
حاجت کے پورا کرنے سے خود عاجز اور جس سے سفارش کرتا ہے اُسکا محتاج ہوتا ہی اور عجز و احتیاج کا احتمال
بھی خدا تعالیٰ کی ذات میں محال ہے پس چونکہ اس عنوان میں اگرچہ تعظیم نبوی اعلیٰ درجہ

کی ہے مگر بوجہ سوءِ ادب کے حضرت حق کی شان میں آپ پر کسقدر گراں گذرا اور کس اہتمام سے آپ نے اس سے روکا۔

مِنَ الْقَصِیْدَۃ

۱ہ
أَكْرِمْ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

۲ہ
كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

۳ہ
كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ
فِي عَسْكَرٍ حِينَ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمِ

۴ہ
كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ
مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱ہ کیا عمدہ ہے سرشت و صورت حضرت کی جسکو آپ کے خلق عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال میں کہ وہ سراپا جامۂ حسن میں لپٹی ہوئی ہے اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف و نشان منہ ہے ۲ہ ذات عالی صفات لطافت و نظافت میں مثل شگوفہ کے ہے اور مثل ماہ چہاردہم کے علو و بزرگی میں اور مانند سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائق میں اور مانند زمانہ کے ہمتوں میں ۳ہ (آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اگر تنہا بھی ہوں تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی جلالت و عظمت کے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ ایک بڑے حشم و خدم میں ہیں ۱۲ منہ) ۴ہ گویا موتی جو اپنی صدف میں پنہاں ہے اور ابتک باہر آکر دستمال نہیں ہوا اپنی چمک اور دمک میں اُن گوہروں کے مشابہ ہے جو ان دو کانوں سے نکلا ہو جن میں ایک کان زبان مبارک ہے یعنی کلام بلاغت انتظام اور دوسرے دو لب شریف و دندان درخشاں خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہیں نکلا وہ کمال صفائی و چمک میں آپ کے کلام اور دندان سے مشابہ ہے گو اُن کی صفائی کو نہیں پہونچ سکتا (ان سب اوصاف سے آپکا معظم صورۃً و معنیً ہونا ثابت ہے اور یہ مقتضی ہے کمال محترم و واجب التوقیر ہونے کو) ۱۲ عطر الوردہ

سینتیسویں فصل

۳۷ سینتیسویں فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت میں یہ بھی فصلیں سابقین کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق و آداب کے ہے۔ اس باب میں بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے پہلی روایت حضرت انس رضؓ سے روایت

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھپر ایک بار درود بھیجتا ہے
اللہ تعالیٰ اُسپر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں
اور اُس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں روایت کیا اسکو نسائی نے دوسری روایت
حضرت ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ قیامت کے دن میری ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا
جو مجھپر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے تیسری روایت نیز
ابن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ کی طرف سے بہت سے ملٰئکہ زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور میری امت
کا سلام مجکو پھونچاتے ہیں روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے چوتھی روایت حضرت
ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل
وخوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھپر درود نہ بھیجے روایت کیا اسکو
ترمذی نے ف اس حدیث سے محققین نے کہا کہ آپ کا نام مبارک سُنکر اول بار
درود پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اُسی مجلس میں اگر ذکر ہو تو مستحب ہے پانچویں روایت
حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر
درود کثرت سے بھیجتا ہوں سو (یہ بتلا دیجئے کہ) کسقدر درود معمول رکھوں (مطلب
یہ کہ بقیہ اوراد سے درود کی کیا نسبت رکھوں) آپ نے فرمایا جسقدر چاہو میں نے عرض
کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہوں تو پون گھنٹہ درود کیلئے
رکھوں) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑہالو تو وہ تمھارے لئے زیادہ بہتر ہے میں نے
عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور میں ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر اور
بڑہالو تو تمھارے لئے اور بھی بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور
میں دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر اور زیادہ کرلو اور بھی بہتر ہے میں نے
عرض کیا کہ میں تمام وظیفہ درود ہی کو کرلونگا (یعنی پورے تین گھنٹہ یہی پڑھا کرونگا)
آپ نے فرمایا تو اس صورت میں تمھارے تمام افکار کی کفایت کیجاوے گی اور

تمہارا گناہ معاف کیا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی نے ف اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے چھٹی روایت ابو طلحہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر جو شخص درود بھیجے گا میں اُسپر دس رحمتیں نازل کرونگا اور جو شخص سلام بھیجیگا اُسپر دس سلام بھیجونگا روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں تو اُسکے ایکبار پڑھنے سے بیس عنایتیں حق تعالیٰ کی ہوتی ہیں مثلاً اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم

ساتویں روایت حضرت عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ دعا معلق رہتی ہے درمیان آسمان وزمین کے اسمیں سے کچھ بھی (مقام قبول تک) نہیں پہونچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اسکو ترمذی نے ف چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہیں ہے اسلئے حکم مرفوع میں ہے یہ سب احادیث مشکوٰۃ میں ہیں اور اس باب میں احقر کا رسالہ زاد السعید مختصر اور جامع ہے۔

بعد بیان فضیلت کے بمقتضائے وارد قلبی اسکی بعض حکمتیں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حکمت اوّل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر بے شمار ہیں کہ صرف تبلیغ مامور بہ ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اُن کی اصلاح کیلئے تدبیریں سوچیں اُن کیلئے رات رات بھر کھڑے ہو کر دعائیں کیں اُن کے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ گو مامور بہ تھی لیکن تاہم اسمیں واسطہ نعمت تو ہوئے بہر حال آپ محسن بھی ہیں اور واسطہ احسان بھی پس اس حالت میں مقتضا فطرۃ سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائیں نکلتی ہیں خصوصاً جبکہ مکافاۃ بالمثل نہو سکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے۔ کیونکہ ان نعماء کا افاضہ غیر نبی سے بنی کے محالات سے ہے اور دعائے رحمت سے بڑھکر کوئی دعا نہیں اور اسمیں بھی رحمت خاصہ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اسلئے شریعت نے اسی فطرۃ سلیمہ کے

مطابق درود شریف کا امر کہیں وجوباً کہیں استحباباً فرمایا و نحوہ فی المواہب حکمت دوم
چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہیں اور محبوب کے لئے کسی خیر کی درخواست کرنا گو
محبوب کو بوجہ اسکے کہ جس سے درخواست کی جاوے وہ خود بوجہ محبت کے وہ
خیر اس محبوب کو پہونچا دیگا اُس خیر کے ملنے میں اُس درخواست کی حاجت ہی نہو
لیکن ایسی درخواست کرنا خود سبب ہوتا ہے اس درخواست کرنے والے کے تقرب
کا پس درود شریف میں چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لئے اسلئے
یہ ذریعہ ہو جاویگا خود اس شخص کو حق تعالیٰ کی رضا و قرب میسر ہونے کا و نحوہ فی
المواہب۔ حکمت سوم نیز اس درخواست میں اظہار ہے آپ کے شرف خاص
عبدیت کاملہ کا کہ رحمت الٰہی کی آپ کو بھی ضرورت ہے وہذا من سوانح الوقت۔
حکمت چہارم چونکہ آپ بھی بشریت میں مادّیت میں عنصریت میں امت کیساتھ
شریک ہیں اور بعض امور زائدہ مثل کثرۃ مال وغیرہ میں اوروں کی ساتھ مساوی
بھی نہیں اور یہ اشتراک اور عدم مساواۃ بسا اوقات منجر ہو جاتا ہے استنکاف کیطرف
اعتقاد عظمت و اتباع ملّت سے جیسا امم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یوں کہا۔ انؤ
من لبشرین مثلنا وقومہما لنا عابدون اور بعض نے کہا ابشرا منا
واحدًا نتبعہ انا اذا لفی ضلال و سعر کسی نے کہا لولا نزل ھذا لقران علیٰ
رجل من القریتین عظیم اسلئے درود شریف میں اسکا پورا علاج ہی کیونکہ
اُسمیں دعا ہے رحمت خاصہ کی تو اس سے استحضار ہوا اسکا کہ آپ رحمت خاصہ کے
مستحق ہونے میں سب سے ممتاز ہیں تو اُس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو
دیکھو جسکے سامنے دوسروں کا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اسمیں حکمت اول کے
لحاظ سے استحضار ہے اسکا کہ ہم لوگ آپ کے ممنون ہیں اور عظمت و منّت کا
استحضار رافع ہوتا ہے استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیدنا
و مولانا وغیرہ بھی بڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات بڑھائے جاویں
جنمیں تصریح ہو آپکے جد و جہد کی اشاعت دین کیلئے جو اعظم احسانات ہیں ہمپر اور اس رفع استنکاف سے

افتقار وانکسار حادث ہوگا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہے خصوص اس[۱] محل میں جسکے معظم ہونیکا نصوص میں اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان الٰہی بالخصوص حضرات انبیا علیہم السلام پھر خصوص سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی طرف افتقار کا استحضار عین مرضی حق اور آپ سے ابار و استغنا بغایت نامرضی ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وقال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ حکمت پنجم بعض طبائع میں غلبہ مذاق توحید کے سبب وسائط کے ساتھ کہ ان وسائط میں انبیا بھی ہیں دل زیادہ آویختہ نہیں ہوتا گو بعد حصول قدر واجب اعتقاد و انقیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زیادت کا انتفار مضر نہیں جیسا کہ مواہب کے مقصد سابع میں امام قشیری سے ابو سعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ انھوں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو معذور رکھئے کہ خدا تعالیٰ کی محبت مجکو آپ کی محبت میں مشغول نہیں ہونے دیتی آپنے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ مجھی سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میرے ہی توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہیں کہ واسطہ سے محبت نہو گو التفات نہ ہو سو امر ضروری محبت ہے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاگتے میں پیش آیا تھا اھ لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اسی واحد حقیقی نے التفات کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے

---

[۱] یعنی خصوص ایسے بزرگ کے مقابلہ میں افتقار جو کہ نصوص میں معظم کیے گئے ہوں اور خصوص اسلئے کہا کہ افتقار فی نفسہ بھی محمود ہے ۱۲ منہ

اُسکی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل عن التوحید نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اسکے پاس بھیجدے کہ اسکو اپنی ہمراہ لے آوے تو مقتضیٰ عقل یہ ہے کہ جسقدر اپنے محبوب کی مقصودیۃ حقیقیہ اسکے دل میں بسی ہوگی اسیقدر ہر قدم پر اُس موصل الی المقصود کے قدم اور زبان پر اسکی توجہ ہوگی کیونکہ اسمیں کمی ہونے سے خود وصول الی المقصود ہی مشکوک ہو جاویگا جسکو یہ ناگوار اور محبوب بالذات کی مقصودیۃ حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اسی طرح جب اس عاشق کو معلوم ہوگا کہ میں جسقدر اسکا اکرام و مدارات و خدمت کرونگا میرا محبوب اُسیقدر زیادہ خوش ہوگا تو وہ اور بھی اسمیں مشغول رہیگا اور یہ شغل مانع عن الاشتغال بالمحبوب نہ ہوگا بلکہ اس اشتغال میں اور زیادہ معین ہوگا پس جسطرح اس مثال میں جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اس محب کے نظر میں ہوگی اُسی درجہ کا التفات موصل کی حرکۃ و سکون پر ہوگا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جسقدر التفات ہو وہ عین علامت ہوگی واحد تعالیٰ کے مطلوب و ملتفت الیہ ہونے کی پس دونوں التفاتو نمیں تزاحم نہ ہوا بلکہ تلازم ہوا پس اس ذوقی نقص کے رفع کرنے کیلئے درود شریف مشروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں حکم ہوا کہ اس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہیں پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہو تو اس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے اور اسکو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاعم منافی توحید نہیں بلکہ اشتغال بالغیر بایں معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہے اور جو غیر کہ خود موصل ہو اسکی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہے کہ بدون اُسکی توحید ہی تک وصول نہیں ہوتا وہاتان الحکمتان[1] من سوانح سالف الوقت فائدہ فقہیہ متعلقہ ادب درود شریف

---

[1] وہو الذی عبرت عنہ فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق الالفاظ عن ادراک المعنی والذی فی القلب اوسع داد قع ولللہ الحمد ولا فخر ۱۲ منہ

رد المحتار میں ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانیکے لئے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنیکے وقت اس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگوں کو اُسکے آنے کی اطلاع ہو جاوے تو لوگ کھڑے ہو جاویں یا اُنکو لیے جگہ کر دیں یہ سب مکروہ ہے اور در مختار میں اسکو حرام کہا ہے رد المحتار میں حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حاصل یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیئے اور ان اغراض کے لیئے اُسکا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اسلیئے ممنوع ہوگا اور ادب کے بھی خلاف ہے کہ اغراض خسیسہ کا آلہ ایسے امر شریف کو بنایا۔

لبعض العشاق

صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رَاسِ فَرِیْقِ النَّاسِ
مِنْہُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ
کُلَّ مَنْ یَظْمَاءُ یَسْقِیْہِ رَحِیْقَ الْکَاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَاءِ الْکَرَمِ
خَصَّ مَنْ جَاءَ اِلَیْہِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ
مُبْدِلِ الْوَحْشَۃِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسٍ
صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ
نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِہٖ بِالرَّاْسِ

۱؎ رحمت بھیج اے پروردگار آدمیوں کے گروہ کے سردار پر جن سے خلقت کو امن ہے زمانہ سختی میں ۲؎ رحمت بھیج اے پروردگار اس ذات پر کہ قیامت کی گرمی میں جو پیاسا ہوگا وہ اسکو شراب (طہور) کا پیالہ پلاوینگے ۳؎ رحمت بھیج اے پروردگار اس ذات پر جنہوں نے امید کرم کے ساتھ خاص فرمایا ہر شخص کو جو آپکے پاس حاضر ہوا عام لوگوں کیلیئے ۴؎ رحمت بھیج اے پروردگار تمام لوگوں کے مونس پر جو وحشت کو قبر میں مبدل بانس کرنیوالے ہیں ۵؎ رحمت بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح پر جنکے قدموں پر ہم چلتے ہیں سر کے بل ۱۲ منہ

اڑتیسویں فصل آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے میں دعا کے وقت

گو جسطرح درود شریف قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہیں مگر صرف ایک خاصیت میں درود شریف کا ہم اثر ہے کہ دونوں سبب ہیں دعا کے اقرب

الی الاجابۃ ہونے کے اسی لئے بعد درود شریف کے اسکا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ میں کچھ خلاف بھی کیا ہے مگر مسلک جمہور کا اسکا جواز ہے جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی لئے مذہب منصور یہی ہوا پہلی روایت سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ میں عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجکو عافیت دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اسکو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کردوں اُس نے عرض کیا کہ دعا ہی کردیجئے آپ نے اسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمدؐ میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اِس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہو وے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے **ف** اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اسکے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جسطرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے اور حاصل توسل فی الدعا کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اُس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسل بالاعمال میں بھی تھوڑے تغیر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپ کے نزدیک موجب رحمت ہیں اور انکا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کئے تھے پس ہم پر رحم فرما اور اسمیں جو یا محمدؐ آیا ہے اس سے ندار غائب کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت میں حاضر تھا انجاح الحاجۃ میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا دوسری روایت انجاح الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی

نے کبیر میں عثمان بن حنیف رضہ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت
عثمان بن عفان رضہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اُسکی طرف التفات نہ فرماتے
اُس نے عثمان بن حنیف سے کہا انھوں نے فرمایا تو وضو کرکے مسجد میں جا اور وہی
دعا اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُس نے یہی کیا اور حضرت عثمان رضہ کے پاس
جو پھر گیا تو اُنھوں نے بڑی تعظیم وتکریم کی اور کام پورا کردیا الحدیث بیہقی نے اسکو
دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ایسی سند سے نقل کیا ہے جسمیں
روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان و حاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اُسمیں
ایک گونہ ضعف ہے (جو کہ ایسے ابواب میں مضر نہیں) اھ ف اس سے توسل
بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ
روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں
مشترک ہے اور ندا کا شبہ یہاں بھی نہ کیا جاوے دو وجہ سے ایک تو متبادر قصہ
سے یہ ہے کہ مسجد نبوی میں جانیکو فرمایا ہے سو وہاں حضور قریب ہی تشریف رکھتے
ہیں ندار غائب لازم نہیں آئی دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد تھے ندا بالقصد تبلیغ
ملائکہ اُن کے حال کیے ظاہر تھا بخلاف اسوقت کے عوام کے کہ عقیدہ میں غلو رکھتے
ہیں اسی لئے اُن کو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُن کی حفاظت کے لئے خواص کو بھی روکا
جاتا ہے تیسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھکر نہ کرتے تھے اب اسمیں بھی
غلو ہے پس اُن کا فعل ان ناقصین کے فعل کا مقیس علیہ نہیں بن سکتا ؎
کار پاکان را قیاس از خود مگیر۔ اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل
ہذا میں جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے تیسری روایت مشکوٰۃ میں حضرت انس رضہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضہ جب لوگوں پر قحط ہوتا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے واسطہ
سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہمکو بارش دیتے تھے اور اب ہم آپکے
دربار میں اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہمکو بارش دیجئے چنانچہ بارش ہوتی تھی

روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اسکو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کیلئے حضرت عمرؓ نے حضرت عباس سے توسل کیا نہ اسلئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اسکا جواز ثابت ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابہ سے نکیر منقول نہیں اسلئے اسمیں اجماع کے معنی آگئے۔ **چوتھی روایت** ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا لوگوں نے حضرت عائشہ رضی سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھکر اُسکے مقابل آسمان کی طرف اُسمیں ایک منفذ کردو یہانتک کہ اُسکے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی خیر المواعظ باب الکرامات **ف** اوپر توسل بالقول ثابت ہوا تھا اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اسکے معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپ کے نبی کی قبر ہے جسکو ہم تلبس جسد نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہیں اور نبی کی ملابس چیز کو متبرک سمجھنا بوجہ اسکے کہ علامت ہے اعتقاد عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب رحمت ہے پس ہم پر رحم فرمائیے۔ **پانچویں روایت** مواہب میں بسند امام ابوالمنصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ محمد بن حرب ہلالی سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کرکے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جسمیں ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے اھ غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے

اُسوقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔

من الروض

۱ وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللهِ نُصْرَتُهٗ
فَالْفَتْحُ مِنْ جُنْدِهٖ وَالنَّصْرُ وَالظَّفَرُ
۲ دَعَاكُمْ مُسْتَغِيْثًا رَاجِيًا اَمَلًا
فَهَلْ لَهٗ مِنْ سِوٰى لُطْفِكُمْ نَظَرُ
۳ فَاعْطِفْ اِلٰهِیْ عَلَيْنَا قَلْبَ سَيِّدِنَا
خَيْرِ الْاَنَامِ فَمِنْهُ الْعَطْفُ مُنْتَظَرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

۱ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اسکے لشکر میں سے ہے ۲ اس بندہ نے آپکو یا رسول اللہ مستغیث ہو کر اور امید کی چیزوں کا امیدوار ہو کر پکارا ہے سو اسکے لیے سوا آپ کے لطف کے کوئی نظر گاہ نہیں ۳ سو اے اللہ ہم پر ہمارے سردار خیر الانام کے قلب کو مہربان کر دیجئے کیونکہ آپکی طرف سے عطوف کا انتظار ہے ۱۲ منہ۔

اونتالیسویں[۳۹] فصل آپ کے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار میں

چونکہ شدت محبت کو کثرت ذکر لازم ہے لہذا یہ فصل بھی لواحق مضمون وجوب محبت نبوی سے ہے جو کہ پینتیسویں فصل میں مذکور ہے مگر ترتیب میں فصل توسل سے اسلئے موصول کیگئی کہ جسطرح توسل میں بعض نے غلو کر لیا ہے اسی طرح ذکر شریف میں بعض نے حدود کو چھوڑ کر کوئی افراط میں کوئی تفریط میں کوئی اشتباہ میں کوئی تخلیط میں مبتلا ہو گیا جسکا مختصر اس فصل میں بھی بیان کیا جاویگا مگر اول اس ذکر شریف کا شرعًا و طبعًا مطلوب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

لابن ابی المجد رحمہ اللہ

۱ اَلَا يَا مُحِبَّ الْمُصْطَفٰى زِدْ صَبَابَةً
وَضَمِّخْ لِسَانَ الذِّكْرِ مِنْكَ بِطِيْبِهٖ
۲ وَلَا تَعْبَأَنْ بِالْمُبْطِلِيْنَ فَاِنَّمَا
عَلَامَةُ حُبِّ اللهِ حُبُّ حَبِيْبِهٖ

۱ سن رکھ اے عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق میں خوب ترقی کر اور اپنی زبان کو خوشبوئی ذکر نبوی سے خوب معطر کر ۲ اور اہل بطالت کی کچھ پرواہ مت کر کیونکہ علامت حب الٰہی کی اسکے حبیب کی محبت ہے ۱۲ منہ

مشروعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت ورفعنا لک ذکرک

پہلی روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے

ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے
فرمایا کہ میں (رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسبی و نسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ
میں) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی
شامل ہے) پیدا کیا اور مجکو اُن کے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر اون
(انسانوں) کو دو فرقے (عجم و عرب) بنائے اور مجکو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں
کیا پھر اُن (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجکو بہترین قبیلہ (یعنی قریش)
میں بنایا پھر اُن (قریش) کو کئی خاندان بنائے اور مجکو بہترین خاندان (یعنی بنی
ہاشم) میں بنایا پس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور
خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہوں روایت کیا اسکو ترمذی نے
کذا فی المشکوٰۃ **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر
بر سر منبر فرمایا دوسری روایت فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین میں اپنی سند
متصل سے حضرت علی رضہ سے روایت کیا ہے کہ جب سورہ اذا جاء نصر اللہ آپ کے
مرض میں نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف
لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلال رضہ کو بلا کر فرمایا کہ مدینہ میں اعلان کردو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلال نے پکار دیا اور
چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا و صلوٰۃ علی الانبیا
کے بعد فرمایا کہ میں محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی
ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے کذا فی الجلد الاول من فتاوی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ
ف اس سے بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوا مع زیادۃ جمع ناس بقصد نشر
علم جیسا کہ ارشاد نبوی بھی اسپر دال ہے کہ وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ تیسری روایت
حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضہ کیلئے
مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اسپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان کرتے
اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسان کی

تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوۃ **ف** اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرانا ثابت ہوا اور اسکے منظوم ہونیکا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو **چوتھی روایت** حضرت حسن بن علی رضی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور میں اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ بیان کریں تو میں اوسکو اپنے ذہن میں جمالوں الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے دو امر ثابت ہوئے حضرت حسن بن علی رضہ کا شوق آپ کے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل میں حضرت حسین رضہ کا حضرت علی رضہ سے آپ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے۔

پانچویں روایت خارجہ بن زید بن ثابت رضہ سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کیجئے انھوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں (کہ احاطہ بیان سے خارج ہیں اسکے بعد کچھ حالات بیان کئے) کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے تابعین کا اشتیاق آپ کے حالات سننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا **ایقاظ** سینتیسویں فصل میں وہ مواقع مذکور ہوئے ہیں کہ وہاں درود شریف پڑھنا خلاف ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہوگا جیسا بعض بے احتیاطوں نے آجکل اسمیں بعض منکرات کو ضم کرلیا ہے وہ سوء ادب دنا مشروع ہو جاویگا خلاصہ یہ کہ محبت کیساتھ ادب نہایت ضروری ہے ۵

طرق العشق کلہا آداب	ادبوا النفس ایہا الاصحاب

من القصیدہ

لہ

خَدَمْتُہٗ بِمَدِیْحٍ اَسْتَقِیْلُ بِہٖ
ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَضٰی فِی الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

عہ
وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْکَارِیْ مَدَائِحَہٗ
وَجَدْتُّہٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزَمٖ

سہ
وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْہُ یَدًا تَرِبَتْ
اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْھَارَ فِی الْاَکَمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

لہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ مدح ونعت خدمت کی کہ میں اُسکے ذریعہ سے اُس عمر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور ارباب دنیا کی خدمت میں اور مدح وثنا میں گذری عہ اور جب سے میں نے تعریفات حضرت نبوی اپنے افکار کو لازم کر دئے ہیں تو میں نے اُسکو اپنی نجات کے لئے نہایت عمدہ مصاحب اور ضامن پایا ہے سہ اور وہ تونگری جو بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی ومحتاج نہین چھوڑیگی بلکہ سب کو مالا مال کر دیگی کیونکہ آپ کا فیض مثل عام باران کے ہے کہ وہ زمینہائے لائق زراعت کو جسمیں اُسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تر وتازہ کرتا ہے (اسمین اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور مدح بغرض انتفاع کے اہل دنیا سے نہونا چاہئے) ۱۲ عطر الوردہ

چالیسوین فصل زیارت فی المنام کے بیان مین

جاننا چاہئے کہ جسکو بیداری میں یہ شرف نصیب نہیں ہوا اُسکے لئے بجائے اُسکے خواب میں زیارت سے مشرف ہو جانا سرمایۂ تسلی اور فی نفسہ ایک نعمتِ عظمٰی و دولتِ کبریٰ ہے اور اس سعادت میں اکتساب کو اصلا دخل نہیں محض موہوب ہے ولنعم ما قیل ؎

این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہزاروں کی عمریں اس حسرت میں ختم ہو گئیں البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف وکمالِ اتباعِ سنت وغلبۂ محبت پر اسکا ترتب ہو جاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اسلئے اسکے نہ ہونے سے مغموم ومحزون نہ ہونا چاہئے کہ بعض کے لئے اسی میں حکمت ورحمت ہے عاشق کو رضائے محبوب سے کام خواہ وصل ہو تب اور ہجر ہو تب وللہ در من قال ؎

ارید وصالہ ویرید ہجری	فاترک ما ارید لما یرید

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب	کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہو گی کیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے صورۃً زائر معنیً مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے اویس قرنی معنیً قرب سے مسرور تھے اب بعض روایات مشکوٰۃ سے اس زیارت کی فضیلت میں لکھی جاتی ہیں پہلی روایت حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجکو خواب میں دیکھا اُس نے مجکو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے دوسری روایت حضرت ابو قتادہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجکو (خواب میں) دیکھا اُسنے امر واقعی دیکھا (یعنی مجکو ہی دیکھا) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

ف ان دونوں حدیثوں کا ایک ہی حاصل ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں سید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس باب میں دو قول نقل کئے ہیں کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے مگر قلب میں علم ضروری کے طور پر یہ بات القا ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آیا یہ رویت بھی صحیح ہے یا نہیں جنھوں نے اسکو بھی صحیح کہا ہے اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یا تو یہ اس دیکھنے والیکی کمی ہے جیسے مکدر آئینہ میں صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہے یا بعض آئینوں میں صورت ٹیڑھی نظر آتی ہے تو وہ صورت تو واقعی اُس مرئی کی ہے مگر خرابی آئینہ میں ہے اور یا یہ وجہ ہے کہ وہ صورت حقیقت میں روح مقدسہ کی مثال ہے اور مثال کیلئے اصل صورت پر ہونا ضرور نہیں اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہے اور نووی نے بھی یہی کہا ہے واللہ اعلم تیسری روایت حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجکو خواب میں دیکھے وہ مجکو بیداری میں بھی دیکھیگا اور شیطان میری صورت نہیں بن سکتا روایت کیا اسکو

بخاری ومسلم نے ف اسمیں بشارت ہے اس خواب دیکھنے والے کے لیے حسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اس شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا یہی معنی ہیں حضور کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری میں بھی دیکھیگا یعنی آخرت میں مجھسے اسکو قرب ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے اعمال مبشرہ مقید ہیں ایمان وتقویٰ کے ساتھ اسی طرح احوال مبشرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اسمیں کیا دخل ہوا سو بات یہ ہے کہ ایسے احوال غالباً دلیل انی ہیں اعمال مبشرہ کی اور اعمال کا دخل بشارت میں ظاہر ہے پس احوال دلیل بشارت ہیں نہ کہ علت پس انکا دخل مرتبہ علامت میں ہے تنبیہ اگر خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائیں تو اگر وہ امر مشروع ہے عمل کیا جاویگا اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا رہا یہ کہ عمل کرنے کے لئے جب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رؤیا کے بھی تھا رؤیا کا کیا اثر ہوا سو بات یہ ہے کہ رؤیا سے اسکا تاکد اس شخص کے حق میں بڑھ جاویگا واللہ اعلم۔

من القصیدہ

نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَھْوٰی فَاَرَّقَنِیْ وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ وَکَیْفَ یُدْرِکُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَہٗ قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْہُ بِالْحُلُمِ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ	۱ہاں رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ محبت اور عشق لذات پر الم کا اثر ڈالدیتی ہے ۲اور ارباب غفلت جو اپنے خیال خواب پر قانع ہیں حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کسطرح دریافت کر سکتے ہیں یعنی نہیں کر سکتے (شعر اول میں اظہار بشاشت ہے خواب میں زیارت ہونے پر اور شعر ثانی میں اشارہ ہے کہ خالی خواب پر قناعت کر کے اتباع نہ چھوڑ دے) ۱۲ عطر الوردہ

فصل اکتالیسویں اور یہ آخری فصل ہے حضرات صحابہ واہل بیت وعلماء کی محبت وعظمت میں جسکی وجہ ظاہر ہے کہ محبوب کے متعلقین طبعاً محبوب ہوتے ہیں خاصکر وہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور ممدوح بھی ہوں پھر خصوص جبکہ

اسکی ساتھ اُن کی ساتھ محبت رکھنے کے لئے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعاً بھی محبوب ہوں گے اور سب سے بڑھکر ایسی حالت میں کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ ہی ہو تو محبوب کے قائم مقاموں کو ہی غنیمت سمجھنا چاہئے بقول مولانا رومی رح ؎

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ — چارہ نبود در مقامش جز چراغ

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب — بوئے گل را از کہ جوئم از گلاب

ان وجوہ پر نظر کرکے یہ حکم بالکل صحیح ہوگا کہ جن لوگوں کو ان حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اُسکا دعوی حب نبوی کے باب میں محض غلط ہوگا اب اسکے متعلق بعض روایات[1] مذکور ہوتی ہیں۔ **فضائل صحابہ**۔ پہلی روایت حضرت عمر رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب میں بہتر ہیں روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارہ میں میرے بعد اُن کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا جو شخص ان سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کریگا اور جو شخص اُن سے بغض رکھیگا وہ میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھیگا اور جو اُن کو ایذا دیگا اُس نے مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اُسکو پکڑ لیگا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** جو شخص اُن سے محبت کریگا الخ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُن سے محبت رکھنا اس سبب سے ہوگا کہ اس شخص کو مجھسے محبت ہوگی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اسیطرح اُن سے بغض رکھنا بھی اس کی علامت ہوگی کہ اُس شخص کو مجھسے بغض ہے اس لئے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھسے محبت ہوتی تو اُن سے بغض کیوں ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور ممدوح بھی ہیں **تیسری روایت** حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو برا مت کہو

[1] اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہیں ۱۲ منہ

کیونکہ اگر تم میں کوئی شخص اُحد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ف یعنی ثواب میں برابر نہ ہو فضائل اہل بیت پہلی روایت حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اسلئے (بھی) محبت رکھو کہ وہ تمکو نعمتیں کھلانے کو دیتا ہے اور مجھسے محبت رکھو خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہیں اور میں اُنکا رسول اور محبوب ہوں اسلئے مجھسے محبت رکھو) اور میری اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب میں محبوب ہوں اور اہل بیت میرے منتسب و محبوب ہیں تو اُن سے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے دوسری روایت حضرت ابو ذر رضہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میری اہل بیت کی مثال تم میں ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اسمیں سوار ہوا اسکو نجات ہوئی اور جو شخص اُس سے جدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اسکو احمد نے ف یعنی ان کی محبت و متابعت موجب نجات ہے اور بغض و مخالفت سبب ہلاک تیسری روایت حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں ایسی (دو) چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اُن کو تھامے رہو گے تو کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور اُن میں ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ایک تو کتاب اللہ کہ وہ رسی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت یعنی اہل بیت اور ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہانتک کہ دونوں میرے پاس حوض پر پہونچیں گے سو ذرا خیال رکھنا کہ میرے بعد اُن دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے ف کتاب اللہ سے مراد احکام شریعت ہیں جو دلائل اربعہ سے ثابت ہیں جنکے ماخذ میں صحابہ و اہل بیت و فقہا و محدثین سب داخل ہیں جیسا کہ خود ارشاد نبوی ہے کہ اُن دو شخصوں کا اقتدا کرنا جو میرے بعد ہوں گے ابو بکر اور

عمرؓ روایت کیا اسکو ترمذی نے حضرت خدیفہؓ سے اور جیسا ارشاد ہے کہ میرے
اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جس کا اقتدا کروگے ہدایت پا جاؤ گے روایت کیا
اسکو رزین نے حضرت عمرؓ سے اور جیسا کہ حق تعالیٰ کا عام ارشاد ہے فاسئلوا اھل
الذکران کنتم لا تعلمون کہ اسمیں سب علمار داخل ہو گئے۔ اور کتاب اللہ کا اطلاق
مطلق حکم شرعی پر خود حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ میں
فرمایا کہ میں تمھارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرونگا اسکے بعد آپ نے
رشوۃ واپس دلوائی اور ایک شخص کو سو تازیانوں اور ایک سال کی جلاوطنی کی
سزادی اور عورت کے لئے بشرط اسکے اعتراف کے رجم تجویز فرمایا صحیحین میں یہ
روایت ہے حالانکہ ان احکام مذکورہ میں سے بعض قرآن مجید میں نہیں ہیں پس
تمسک کتاب اللہ سے مراد حدیث میں تمسک باحکام شرعیہ ہوا اور تمسک بالعترۃ
سے مراد محبت اہل بیت کی ہوئی کہ وہ بھی واجبات ایمانیہ سے ہے جیسا کہ حضرت عباسؓ
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہوگا
جب تک تم لوگوں سے (کہ میرے اہل بیت ہو) اللہ اور رسول کے واسطے محبت نہ
رکھے روایت کیا اسکو ترمذی نے عبد المطلب بن ربیعہ سے پس حاصل حدیث کا دو چیزوں کی
تاکید ہوئی احکام شرعیہ پر عمل کرنا اور حضرات اہل بیت سے محبت رکھنا فائدہ اہل بیت
قرآن مجید میں ازواج کے خطاب کے درمیان یہ ارشاد ہے انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت اور حدیث افک میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت عائشہ رضہ کے بارہ میں فرمایا واللہ ما علمت علیٰ اھلی من سوء قط
پھر لغت بھی اسکا مساعد ہے پھر اسمیں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں پس ان سے بھی محبت رکھنا واجب ہوا اور
اگر کوئی شخص اسپر بھی قرآن وحدیث میں دور از کار تاویلیں کئے جاوے تو دوسرے
دلائل سے ان کی فضیلت ووجوب محبت ثابت ہے چنانچہ حدیثوں میں بکثرت انکے

یعنی حضرات ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں

ف اس سے جواب نکل آیا کہ بعض سید صحیح النسب سنت کے خلاف ہوتے ہیں تو ان سے محبت رکھیں یا نہ رکھیں
تقریر جواب کی ظاہر ہے کہ یہ محبت اللہ ورسول کے سبب سے ہے جب کوئی شخص اللہ ورسول ہی کا مخالف
ہے تو اس سے محبت بھی نہ ہوگی ۱۲ منہ

مناقب مذکور ہیں قرآن مجید میں اُن کو امہات المؤمنین فرمایا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی خدمت کرنے والے کی مدح فرمائی ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے ازواج سے فرمایا کہ تم لوگوں کے ساتھ میرے بعد جو شخص سلوک کریگا وہ بڑا سچا اور نکوکار ہے روایت کیا اسکو احمد نے فضائل علماء ورثۃ الانبیاء یعنی جو علماء باعمل ہیں اور دین کی اشاعت و خدمت اور اہل دین کی روحانی تربیت کرتے ہیں کہ یہی کام تھا حضرات انبیاء علیہم السلام کا ورنہ علماء بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ کریگا یا جہلاء سے مجادلہ کریگا یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو دوزخ میں داخل کریگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا کے کسی مطلب کیلئے حاصل کریگا وہ قیامت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پاویگا اور فرمایا ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم ہر روز چار سو بار پناہ مانگتا ہے اور اسمیں ریاکار علماء داخل ہوں گے اب علماء باعمل کے فضائل کی روایات مذکور ہوتی ہیں پہلی روایت۔ کثیر بن قیس نے حضرت ابوالدرداء سے ایک بڑی حدیث میں روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ عالم کے لئے تمام مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر اور علما وارث ہیں۔ انبیاء کے اور انبیاء نے دینار اور درہم میراث میں نہیں چھوڑا صرف علم کو میراث چھوڑا ہے سو جس نے اُسکو حاصل کیا اس نے پورا حصہ حاصل کیا روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسوں پر ہوا جو آپ کی مسجد میں بیٹھے تھے (اُن میں ایک عابدوں کی مجلس تھی اور دوسری عالموں کی) آپنے فرمایا یہ دونوں اچھے ہیں اور ان میں ایک بہ نسبت دوسرے کے افضل ہے سو یہ لوگ (یعنی عابد) جو ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اُسکی طرف التجا کرتے ہیں سو اگر

چاہے ان کو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ (یعنی عالم) جو ہیں تو دین کے احکام یا فرمایا علم کی باتیں سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھلاتے ہیں سو یہ زیادہ افضل ہیں اور میں بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کر مبعوث ہوا ہوں پھر آپ ان لوگوں میں بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہے) روایت کیا اسکو دارمی نے تیسری روایت حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے ایک تو عالم تھا کہ فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو انمیں کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اُس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** ان احادیث سے علماء کا جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہے پہلی روایت میں تو وارث کا لفظ مصرح ہے دوسری روایت میں آپکا اُن میں بیٹھ جانا اس انتساب خاص پر صاف دال ہے اور تیسری روایت میں فضیلت میں عالم کو اپنی ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہے اور حضرات صحابہ و آل و ازواج کا تعلق اور ارتباط محتاج تنبیہ نہیں بس ان سب جماعتوں سے محبت رکھنا متمم ہے محبت نبویہ کا۔

هُمْ جَمَاعَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ اَيَّدَهُمْ
رَبُّ السَّمَاءِ بِتَوْفِيْقٍ وَّاِيْثَارِ
وَحُبُّهُمْ وَاجِبٌ يَشْفِي السَّقِيْمَ بِهٖ
فَمَنْ اَحَبَّهُمْ يَنْجُوْ مِنَ النَّارِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَوْلَانَا بِاِكْثَارِ

لہ یہ حضرات جماعت ہیں خیر خلق کی کہ تائید فرمائی ہے انکی رب سمانے توفیق و ایثار کے ساتھ ۲ سو ان کی محبت واجب ہے کہ مریض اُس سے شفا پاتا ہے سو جو شخص اُن سے محبت کرتا ہے وہ آتش دوزخ سے نجات پاوے گا ۱۲ منہ

لہ ۱۲ منہ

خاتمہ

اسمیں بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہیں مضمون اوّل متعلق فصل ۳۷ جسمیں درود شریف کے فضائل مذکور ہیں مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ زاد السعید سے چہل حدیث درود شریف کی بعینہ نقل کر دی جاوے تاکہ اس رسالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان سب صیغوں کو کم از کم ایک بار پڑھ لیں کہ فصل ۳۷ پر ساتھ کے ساتھ عمل بھی ہو جاوے۔ وہو ہذا۔

ـه سند کی زاد السعید میں مذکور ہے ۱۲

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صیغ الصلوٰۃ

(حدیث اوّل) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّيْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا (۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى

محمد وعلى ال محمد كما باركت على ال ابراهيم انك حميد مجيد (۷) اللهم صل على
محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد
وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم انك حميد مجيد (۸) اللهم صل على
محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد
مجيد وبارك على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم انك حميد
مجيد (۹) اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وبارك على
محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم انك حميد مجيد (۱۰) اللهم صل
على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك
على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ال ابراهيم انك حميد مجيد (۱۱) اللهم
صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ال ابراهيم وبارك على محمد وعلى ال
محمد كما باركت على ال ابراهيم في العلمين انك حميد مجيد (۱۲) اللهم
صل على محمد وازواجه وذريته كما صليت على ال ابراهيم وبارك على
محمد وازواجه وذريته كما باركت على ال ابراهيم انك حميد مجيد (۱۳) اللهم
صل على محمد وعلى ازواجه وذريته كما صليت على ابراهيم وبارك على محمد
وعلى ازواجه وذريته كما باركت على ال ابراهيم انك حميد مجيد (۱۴)
اللهم صل على محمد ن النبي وازواجه وامهات المؤمنين وذريته
واهل بيته كما صليت على ابراهيم انك حميد مجيد (۱۵) اللهم صل

عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ
عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَتَرَحَّمْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ
بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ
وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
تَحَنَّنْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۷)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ
مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ
اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ
وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلیٰ اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ (۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًی وَّلَهٗ
جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ
وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهٖ
وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصّٰلِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ
الرّٰحِمِیْنَ (۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
(۲۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَیْنَا مَعَهُمْ صَلَوٰتُ اللّٰهِ
وَصَلَوٰتُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (۲۴) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ
صَلَوٰتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۵) وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

صِیَغُ السَّلَامِ

(۲۶) التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله
وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد
ان محمدا عبده ورسوله (۲۷) التحيات الطيبات الصلوات لله السلام
عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين
اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله (۲۸) التحيات
لله الطيبات الصلوات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام
علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
واشهد ان محمدا عبده ورسوله (۲۹) التحيات المباركات الصلوات
الطيبات لله سلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته سلام علينا وعلى عباد
الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله
(۳۰) بسم الله وبالله التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك
ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد
ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله اسأل الله الجنة واعوذ
بالله من النار (۳۱) التحيات لله الزاكيات لله الطيبات الصلوات لله
السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد
الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله
(۳۲) بسم الله وبالله خير الاسماء التحيات الطيبات الصلوات لله

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ (۳۳) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوٰتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰاتُ
لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى
عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ. شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
(۳۵) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ (۳۶) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ الزَّاكِيَاتُ
لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ (۳۷)
اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوٰاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ (۳۸) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۹) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ
الصَّلَوٰاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۲۰۴) بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مضمون دوم متعلق فصل ۳۸ جسمین آپکے ساتھ توسل حاصل کرنیکی برکت مذکور ہو۔ عطر الوردہ مین قصیدہ بردہ کے برکات مین لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہ کو فلج ہوگیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہوگیا اُنھون نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے آپ نے اپنا دست مبارک انکے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفایاب ہوگئے اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُسنے درخواست کی کہ مجھکو وہ قصیدہ سنا دیجے جو آپنے مدح نبوی مین کہا ہے اُنھون نے پوچھا کونسا قصیدہ اُسنے کہا جسکے اول مین یہ ہے اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِيْ سَلَمٍ۔ انکو تعجب ہوا کیونکہ انھون نے کسی کو اطلاع نہین دی تھی اُس درویش نے کہا کہ واللہ مین نے اسکو اُسوقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پڑھا جارہا تھا اور آپ خوش ہورہے تھے سو اُنھون نے یہ قصیدہ اُس درویش کو دیدیا اور اس قصہ کی شہرت ہوگئی اور شدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاؤ الدین وزیر ملک ظاہر کو پہنچی اُسنے نقل کرایا اور وہ اور اُسکے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اُنھون نے بڑے بڑے آثار اسکے اپنے دُنیوی و دینی امور مین دیکھے اور سعد الدین خارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم مین مبتلا ہوا کہ قریب تھا آنکھین جاتی رہین کسی نے خواب مین کہا کہ وزیر کے پاس جاکر اُس سے قصیدہ بردہ لیکر آنکھون پر رکھو چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اُسکو پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اُسکو شفا بخشی اور رسالہ نیل الشفا مولفہ احقر مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات وخواص مذکور ہین جب صرف اُن الفاظ مین جوکہ آپکے معنی و مدح کے صورت ومثال ہین اور پھر اُن نقوش مین جوکہ اُن الفاظ پر دال ہین اور اُس ملبوس مین جو آپکی نعال ہین اور پھر اُن نقشون مین جوکہ اُن نعال کی تمثال ہین سو خود آپکی ذات مجمع الکمالات واسمار جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اُسکے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہوگا

نام احمد چون چنین یاری کند | تا کہ نورش چون مددگاری کند
نام احمد چون حصارے شد حصین | تا چہ باشد ذات آن روح الامین

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰ - اسمین بعضے درود شریف کے صیغے (جنکو زیارت نبوی فی المنام مین بزرگون کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے) مذکور ہین اور زیارت فی المنام کی حالت مین بعض صلحا نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سُنے ہین وہ بھی مذکور ہین اسلئے یہ مضمون کہ دو جز مین ہے مجموعہ فصلین کے متعلق ہوگیا جزو اول منقول از زاد السعید شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات مین لکھا ہے کہ شب جمعہ مین دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت مین گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاوینگے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ (دیگر) شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت مین بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (دیگر) نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِیْدِكَ اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِیَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰی لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِیْكَ وَتُرْضِیْهِ وَتَرْضٰی بِهَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ - (دیگر) اسکو بھی تحو وقت چند بار پڑھنا زیارت کیلیے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ - مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول مین قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتون سے بچنا ہے - جزو ثانی اسمین دو خواب ہین رویا اول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط دیندار راستگو آدمی ہین کانپور مین اُس زمانہ مین دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب ذکر مولد شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہان غوغا تھا اور مجھکو بذریعہ

خط کے رجب ۱۳۱۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۱ء مین اطلاع دی گو دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوے اس کی
حاجت نہین مگر فطری طور پر رویاء صالحہ سے ایک خاص طور کی قناعت طبائع مین ضرور پیدا
ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہین تین چار روز ہوے مین نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ مین
کسی مکان غیر معروف مین ہون ایک بُراق آنکر اُس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہے لوگ کہتے ہین
کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد مین نے دیکھا کہ حضور سرورِ عالم جناب نبی مکرم حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لاے ہین ۔ ایک نقاب چہرہ مبارک پر پڑی
ہوئی ہے حضورؐ میرے قریب تشریف لاکر رونق افروز ہوے مین میری حالت اُسوقت یہ تھی کہ گویا
مین سو نہین رہا جاگ رہا ہون اور حضورؐ کی رونق افروزی کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان مین
حائل ہے کہ مین حضورؐ کی زیارت تو نہین کر سکتا مگر حضورؐ کے کلام مبارک کی آواز برابر مین سنتا ہون
اب یا تو مین نے یا کسی اور حاضرین دربار نے (مجھکو یہ یاد نہین ہے) حضورؐ سے عرض کیا کہ آجکل کانپور مین
بہت شورش ہو رہی ہے اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہین اسکی کیا
اصلیت ہے اسکے جواب مین حضورؐ نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے
لکھا ہے وہ صحیح ہے اور اسکے بعد حضورؐ نے صرف مجھکو مخاطب کر کے فرمایا کہ اشرف علی سے کہدینا کہ
جو کچھ تمنے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت ان باتون کے لکھنے کے لئے مناسب نہین ہے ۔ یہ آخر کا
فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے سنا اور غالباً کسی دوسرے نے حاضرین مین سے نہین سنا
بس اسکے بعد میری آنکھ کُھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور چہار شنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ
تھی جسقدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت ان باتون کے
لکھنے کیلئے مناسب نہین ہے الخ براہ شفقت و بطور رخصت ہے حکم اور عزیمت نہین علاوہ دلائل
شرعیہ کے خود خواب ہی مین اسکا قرینہ موجود ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا
ظاہر ہے کہ اعلان ہے ۔ میری اس راے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سے بھی
ہو چکی ہے ۔ رویاء ثانیہ ۔ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ اشفاق رسول تھانوی مولدا
وبڑوتی مسکناً نے (جو وضوح و صدق رویا مین خاص مناسبت رکھتے ہین) دیکھا اور حافظ صاحب
ذکر مولد شریف کے از حد شائق و راغب ہین اسلئے بالخصوص اسمین تصرف خیال کا قطعاً ہی احتمال

قطع بیدوہ لکھتے ہین حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین دونون پاے مبارک دراز کئے ہوے اور چادر سفید پاؤن سے گردن تک ڈالے ہوے ہین اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے اور سفید جوڑہ زیب بدن ہے کمترین نے سامنے جاکر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کرکے شفاعت چاہے ہم اُسکی شفاعت نہین کرینگے ہم اُسکے شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اس سے تائید مدعا کی مع زیادت ہوتی ہے اور وہ زیادت یہ ہے کہ اگر مدح مین تمام تر رعایات وشرائط بھی ملحوظ ہون تب بھی وہ اتباع سے درجہ متاخر مین ہے اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہون اور اُسکے ختم کے ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ جمادی مین ۱۳۲۹ھ کے پرچون مین بذیل عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنیکا ارادہ ہے[۱] مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہون کہ وہ اس تمامتر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص ہے مضمون خاتمہ کا ختم ہوا[۲] اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجب اتفاق ہے کہ اسوقت بھی ربیع الاول کا مہینہ شنبہ کا دن دوسرا عشرہ ہے[۳]۔ والحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ علی رسولہ باطناً وظاہراً، وعلے آلہ وصحبہ الذین کل منہم کان طیباً وطاہراً، ما دام الغیث متقاطراً والسحاب متماطراً ۱۲ وکان ھذا فی سنۃ ۱۳۲۹ من الھجرۃ المبارکۃ۔

مِنْ خَاتِمَۃِ الروض

عَلَیہِ مَا جُنَّ لَیلٌ اَوْبَدَا سَحَرٌ	صَلّٰی وَسَلَّمَ مَن اَوْلَاہُ کُلَّ عُلًا
جبتک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے ۱۲	آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرماوے وہ ذات جسنے آپکو ہر قسم کا علو عطا فرمایا ہے

[۱] چنانچہ موافق ارادہ کے شائع ہو گیا ۱۲ منہ عفی عنہ

[۲] اور بعض اسباب سے مثل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی ادھر ادھر سے دوسری طرح بدل گئی ۱۲ منہ عفی عنہ

[۳] اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاول کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اسمین عجیب لطیفہ پیدا ہوا یعنے شروع کو تو ولادت شریفہ سے مناسبت ہے اور وہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریف سے مناسبت ہے اور وفات کو دفن سے منتہی سمجھا جاتا ہے اور اُسکا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہے اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونون مین ایک ہی یعنی ربیع الاول تھا پس رسالہ کی ابتدا وانتہا کو آپکے ظہور جسمانی کے ابتدا وانتہا سے کیسی اتفاقی مناسبت ہو گئی

وآلہ الغر والاصحاب اجمعهم — العابدين بالإخلاص كما أمروا

اور آپ کی آل پر انوار پر اور آپ کے سب اصحاب پر — جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الٰہی کے عبادت کرنیوالے ہیں

والتابعين باحسانٍ لهم وكذا — يعمّ فضلاً الٰهي كل من حضروا

اور ان پر جو کہ اخلاص کے ساتھ انکے تابعین ہیں اور اسی طرح — ای السرورہ سلام کل حاضرین کو ازراہ فضل عام ہو

ومن خاتمۃ القصیدہ

وائذن لسحب صلاةٍ منك دائمةٍ — على النبي بمنهلٍ ومنسجمِ

اور رحمت دائمہ کے ابروں کو اجازت فرما کہ وہ جناب نبوی ...... صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ریزان و برستے رہیں

والآل والصحب ثم التابعين لهم — اهل التقى والنقى والحلم والكرم

اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان لوگوں پر — جو انکے ملے ہیں جو سب صاحبان تقویٰ اور حلم اور کرم ہیں

ثم الرضى عن ابي بكرٍ وعن عمرٍ — وعن عليٍ وعن عثمان ذي الكرم[1]

پھر رضائے حق ہو ابو بکرؓ سے اور عمرؓ سے — اور علی سے اور عثمان ذی الکرم سے

ما رنحت عذبات البان ريح صبا — واطرب العيس حادي العيس بالنغم

یہ ابر ہائے رحمت اسوقت تک برستے رہیں جب تلک شاخہائے درخت بان کو باد شرقی ہلنے پر اہلاتی رہے — اور جب تلک حدی خوان شتران سفید رنگ مائل سرخی کو بذریعہ اپنے نغموں کے خوش کرتے رہیں ہمیشہ ۱۲ عطر الوردہ

فاغفر لناشدها واغفر لسامعها — سألتك الخير يا ذا الجود والكرم

سو مغفرت فرما دیجئے اس قصیدہ کے کہنے والے کی اور سننے والے کی — میں آپ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اے صاحب جود اور کرم کے

[1] تقدیم نام علی رضؓ کی بنام عثمان رضؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے ۱۲

تمت